

و کا آؤر کماٹا لیتا پھر عنوان کا مضمون درج ہے
ہم کو ضرورت ہے جس قیمت سے وہ پرچہ بیسے
کسی نے لیا ہے اس قیمت سے زیادہ ہم اس کو
دیگو یعنی ہم - والد خرید کو ۸ - ۶ - والد کو عرصہ
وہ پرچہ دنیا منطفہ ہو وہ ہم کو بڑی ایک کارڈ ملے
دیوے - پھر بعد مطالعہ روانہ کرے - ۴

کشتہ ہار

پرچہ اشاعت سنہ سنین گذشتہ اشاعت صفت
اس روزیاد و مضافتی کیا ہوگی کہ اب ہم خود بعض
پرچہ کی ہی ہوئی قیمت زیادہ قیمت دیگر خریدارین
جنکو پچھلے پرچوں کا شوق ہو وہ چند جلدیں ترقی
جو ہمارے پاس ہیں جلد خرید کریں ورنہ ہوڑوڑا
میں وہ رہو نہ پائو نیگے اور شائقین کے ہاتھ نہ آئیگے

تفصیل اجلا د موجود قیمت

جلد اول شاعۃ السنۃ جہین جیا اجناس فیہ
بہی نال ہیں اور زمین نال عشر شہا شہ
۱۰۰۰ کے پرچوں کا شمار ایک نال پرچوں کا قیمت
جلد دوم (جسکے شروع میں بعض ملے) اولہ کا
بہت ہو اس کے بعد پھر لوگ آتے ہیں نال نال میں قیمت
فی جلد ۵۰۰ جلد سوم جہین پھر لوگ آتے ہیں نال نال
نال ایک ہی ہے - قیمت ۵۰۰ ان میں سے جلد خرید
کو بھی قیمت متاثر ہوگی جلد سوم و چارم نقصان دہ ہے

سوم میں نمبر ۹ (۹) نذر - چارم میں (۱۰) و
(۹) نذر دومین قیمت فی جلد ہے جو پوری قیمت
دوڑا ہو گا اور چھپنے پرچہ خرید کر پور کر دیا ونگو -
جلد پنجم کے پورے نسخہ دومین قیمت فی نسخہ ۵۰۰ ہے
جلد دہم خریدار کو اچھین سے بھی سب قیمت معاف ہے
ابو سید محمد حسین - لاہور - محلہ سید

کشتہ ہار

چونکہ ولادت مسیح نے لوگوں کو خیالات کو
تانب میں ڈال دیا ہے - تہذیبی زندگی نے نظر فاضل
عوام صحیح آیات قرآنی سے بی پر ہونا حضرت مسیح
کا ثابت کیا ہے - اور عقلی بحث ہی کی گئی ہو - سید
احمد خان صاحب کی ہر ایک بات کا کیا عقلی و تحقیقی جواب
تہذیب سے دیا گیا ہے - غرض کہ رسالہ قابل مطالعہ
ہے قیمت فی جلد - محصول - رڈ اس جلد کو خرید
کو محصول معاف ہے - بیس جلد کے خریدار کو ایک
نسخہ علاوہ برآن ملیگا - درخواست حسب ذیل
الکسٹم مولف رسالہ غلام اللہ مولوی دروازہ
در - احمدیہ -

ادیسر ہوتا ہے یعنی اس سال کو اول آخر
سنہ - یہ اکثر شاعۃ سنہ کا اختصار ہے - اور طرز کلام
لائق فہم عوام ہے - عوام کو ہر کوئی ہنس سے فائدہ ہوگا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

کیفیت سالانہ اشاعت تہمتہ (جس میں سال اول و دوم و سوم کی بعض کیفیتیں بھی ہیں)

الحمد لله والمنته کہ اس سالہ کا سال پنجم بحافیت گذرا اور سال ششم شروع ہوا سال گذشتہ میں بھی اس سالہ نے (باوجود عروض فقرت درمیانی) کسے قدر آگے ہی قدم بڑھایا ہے۔ پیچہ کچھ نہیں ہوا۔ آمدنی کو دیکھا جاوے تو سال گذشتہ کی نسبت فی صدی بیسویسہ زائد اسکی آمدنی اور خریداروں کی طرف خیال کیا جاوے تو اسکی بعض اجناس میں بھی فی صدی آونی اور اوسط درجہ کے خریداروں میں دو چار گہے ہیں۔ تو اول و دوم درجہ کے خریدار بڑھ گئے ہیں۔

اور اگر اس سالہ کے وسائل ترقی کی طرف نظر کرتے ہیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ جیسی اس سالہ نے پانچ سالوں میں ترقی کی ہے شاید کسی اور اخبار بار بار سالہ نے ترقی کی ہو۔ کیا معنی کہ ترقی رسائل و اخبارت کے وسائل کم سے کم پانچ امور ہیں۔ جو بہتیت مجموعی ترقی کے وسائل ہو سکتے ہیں اول نفس الامر میں عمدگی مضامین دوم خریداروں کی نظر میں اطمینان و

عام پسند ہونا۔ سوم متہمون کا خارجی کوششوں اور سعی سفارشوں سے خریدار بھم ہو چانا۔

چہاں مشہور اخبارت میں انکی شہارت کا شائع ہونا پنجم ہر ایک نمبر پرچہ کا عین وقت مقرر پر نکلتا۔ اور اس سالہ کی ترقی کو لیے آج تک جزا اول کے کسی وسیلہ سے کام نہیں

لیا گیا۔ نفس الامر میں مضامین کا تو (جہاں تک اسکے ادبیر کے خیال میں آیا) ہمیں لحاظ رہا ہے

امردہ دوم یعنی خریداروں کی پسند و ناپسندی کا بالکل لحاظ نہیں کیا گیا۔ جب لوگوں کا بھی

(مباحث متعلق اجتہاد و تقلید و فرہم میں آمین پھر کثرت میں شباب میں تھا۔ تو اوان شب

کو چوڑ کر مباحث خجریہ کو شروع کر دیا۔ اور جب لوگوں کا شوق و فہم اسی طرف متوجہ ہوا۔ تو
 نیچروں کے خطاب کو ہی سنے ترک کر دیا۔ اور بلا خصوصیت و خطاب ابدی جس سزا کو نفس الابر
 میں بحق اسلام و اہل اسلام مفید و ضروری سمجھا۔ اس سے تعرض کیا۔ لوگوں کو شوق و توجہ
 و پسند کا کچھ بگاڑ نکلیا۔ امر سووم تو اسکے پاس ہی نہیں بیٹھا لوگوں کو خارجی کو شوق سے
 شوق دلانا اور سنی و سفار شون سے خریدار ہم بیچنا پانا تو کی طرف رہا لوگوں کی خواہش و شوق
 خریدار سے علم پر ہی انکو بلا درخواست کہی پر چہ نہیں بیچا گیا۔ امر ہمارے کام کا حال ہے کہ
 کہ جنگ کسی اخبار یا رسالہ میں اسکا دو سطر ہی اشتہار ہی درج نہیں کرایا گیا۔ اور نہ بجز
 ایک اخبار نصرت الاخبار دہلی۔ اور شفیقہ لکھنؤ کی (جنہوں نے ایک دفعہ اسکی تعریف کی ہے)
 کسی اخبار نے خود بخود اسکی ترغیب و توصیف میں کچھ لکھا ہے۔ امر بیچنے کا حال ناظرین خریدار
 کو خود معلوم ہے۔ کہ شد سے شاید اسکا کوئی پر یہ وقت مقررہ پر نہ نکلا ہوگا۔ اسکی قلت
 قلت بلکہ فقدان وسائل پر ہی اسکا سال بسال اسقدر ترقی کرنا اس امر کے یقین کرینکے لیئے کافی
 دلیل ہے کہ یہ رسالہ حجر ربوبیت الہی میں پرورش پایا ہے۔ اور اس لئے نہایت نخلستان میں اسلام کا
 آبیاری غیبی سے نشو و نما ہوتا ہے۔ اگر اسکو ظاہری حساب و وسائل نشو و نما کی بھی مدد
 پہنچے تو اسکی ترقی ایک ضرب المثل ہو جائے جب کو لوگ غلطک نگاہ سے دیکھیں۔ یہ بہرہ ریت
 وہی اور تائید غیبی کچھ ہمدی کرہت نہیں ہے (چرا کہ من آئم کہ خود دائم) بلکہ یہ دین اسلام
 اور اسکے مسائل کرہم و اصول عظام کی رجا اس سالہ میں بیان ہوتی ہیں) برکت ہے
 کوئی ملکی اخبار یا دنیاوی مسائل کا رسالہ ایسی حالت فقدان مسائل کو پہنچ جاتا ہے (یعنی عین وقت پر
 نہیں نکلتا یا اسکی شاعت کرنیوالا کوئی دوسرا نہیں ہوتا) تو فوراً بند ہو جاتا ہے۔ اسکا اؤٹیر
 خواہ کیسا ہی لائق و فائق کیوں نہ ہو۔ بالائینہمہ اس ہمارا یہ ارادہ ہے کہ آئندہ اسکی خارجی
 حساب و وسائل ترقی کی طرف ہی توجہ کیجاو گی۔ اور ہر خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ اسکی ترقی و بڑا
 ہوگی۔ اسوقت تک ان مسائل کی طرف توجہ نہ کرنا سبب صرف یہ ہوا ہے کہ مدت سے اسکا

مہتمم بجز ایڈیٹر کوئی نہیں ہے۔ اور ایڈیٹر کو اس کے متعلق بجز مضمون نگاری اور کسی کام کی ضرورت نہیں ہے۔ آئندہ ارادہ ہے کہ اسکا اہتمام کسی دوسرے شخص کی سپرنٹنڈنسی کے تحت کیا جائے گا۔ پھر ان کے تعالیٰ اسکی ترقی کو زور ہوگا۔ اس موجودہ ترقی بلا سبب راجی سے ناظرین قریب ان کو بہرہ نتیجہ نکالتا چاہیے کہ یہ رسالہ بلحاظ مضامین نہایت بابرکت ہے۔ لہذا اسکی نہایت قدر کرنی لازم ہے۔ اور اسکی معاونت و اشاعت میں دلی کوشش ضروری ہے۔ کسی ایک آدمی کا فہم و لپست نہایت خریدار کو انکاری ہوا دیکھ کر اپنی ہمت کو مار دینا مناسب نہیں ہے بلکہ لیکن افسوس بعض لوگ اس ظاہری برکت مضامین اشاعت اسنے سے بے فکر ہیں اور بعض مضامین کو دنیاوی مضامین یا غیر فائدہ بخش دین سمجھنے لگے ہیں۔ مگر وہ اس سمجھ و انگار پر کوئی سند و دلیل پیش نہیں کرتے اور ان مضامین کے دلائل سے کسی آیت یا حدیث کی دلالت یا ثبوت پر کوئی علمی بحث نہیں کرتے صرف راقم کی نیت دلی اور ارادہ قلبی سے غیبی خبر دیکر فرماتے ہیں کہ ان مضامین کے لکھنے میں راقم کی ہمت اچھی نہیں ہے۔

ایک صاحب مضمون چوتھے ارکان کی شادی کے اُن فقرات پر جنہیں بہرہ بیان ہے کہ فلاں فلاں سنت اسلام مسلمانوں سے انگریزوں نے چھین لی ہے۔ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں انگریزوں کی خوشامد و تعریف مد نظر ہے

ایک صاحب مضمون کفار کی نوکری کی نسبت مجھے کہتے ہیں کہ اپنی اقوام غیر تالیف کے لیے خوب چلتا ہوا نسخہ نکالا ہے یعنی انگریزوں کے خوش کرنے کو یہ مضمون لکھا ہے۔

ایک صاحب جوابات سوال کمیشن تعلیم کی اشاعت اسنے میں درج ہونے پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ دنیاوی علوم کی نسبت سوال جواب ہیں۔ انکو دین سے کیا علاقہ؟

ایک صاحب نمبر ۱۶ اخبار رشیدیہ مطبوعہ ۱۲۔ اپریل ۱۳۸۶ء میں لکھتے ہیں کہ پہلے کے رسالہ اشاعت اسنے میں مسائل شرعیہ و جوابات بجز یہ درج ہوتے تھے اب تھوڑے عرصہ سے میونسپل کمیشن کے حالات کہ فلاں صاحب ممبر ہیں۔ اور فلاں تالیف یہ ہوا۔ درج ہوتے ہیں۔

اس سال میں ایک مضمون یہ نکلا ہے کہ حکام انگریزی کے خوش کرنے کے لیے جو وضع رکھی جا رہی ہے درست ہے۔ اس قسم کے مضامین کے ملکی اخبارات ذمہ دار ہیں۔ آپ کا پرچہ تو مذہبی ہے پھر اس کو دنیاوی معاملات سے کیا تعلق ہے؟

پہلے صاحب کے جواب میں تو میں منجملہ بہت سے آیات و احادیث کے صرف ایک اُس آیت کو پیش کرتا ہوں جس میں خداوند تعالیٰ نے ابوسفیان کو جنگ عہد سے شکست کھا کر پھر مدینہ کی طرف لوٹ آنے کے قصد پر مسلمانوں کو مشرکین کی جرات و تحمل یاد دلا کر

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَدَمِ اِنْ تَكُونُوا تَاْمِنُوْنَ
فَاِنَّهُمْ يَأْتِيَكُمُ الْاَقْلَامُ وَ تَخْرُجُ مِنْ لَدُنْهِ الْاَيُّوْنُ
(سورہ نساء ۱۵۶)
كَمَا تَاْمِنُوْنَ اِیْ مَثَلِكُمْ وَلَا يَجْنُوْنَ عَنْ قِتَالِكُمْ مَثَلَا
يُجْعَلُوْهُمْ - فَاَنْتُمْ تَزِيْدُوْنَ عَلَيْهِمْ بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ
اِنْ تَكُوْنُ رَاغِبِيْنَ فِيْهِ (تجلیات غیبیہ)

فرمایا ہے کہ تم انحراد و عزم میں کیوں سست ہوتے ہو۔ تم زخمی ہو چکے ہو تو کیا وہ زخمی نہیں ہوئے اور باوجودیکہ وہ سست نہیں ہوئے اور تم کو اس لئے اسی میں ثوابِ خیرت کی بھی امید ہے جو انکو نہیں ہے۔ یہ بھی وہ لڑائی کو تیار ہیں۔

اور یہ پوچھتا ہوں کہ کیا خداوند تعالیٰ کو یہی اس کی جرات و تحمل مشرکین سے انکی جرات و تصنیف نظر ہے۔ اگر وہ کہیں کہ خداوند تعالیٰ نے صرف مسلمانوں کو جرات دلائی ہے مشرکین کی جرات و تحمل کا ذکر کیا ہے۔ تو کہا جاوے گا۔ کہ رافضی کے اس بیان کو کہ فلاں سنت مسلمانوں میں سے ہے نہیں لیں ہے۔ مسلمانوں کو عبرت و شرم دلائے پھر کہنے سے کون نفع۔ اور اس بدگمانی پر کہ اس سے بجز تعریف انگریزوں کو اور کچھ مقصود نہیں ہے۔ کون سی دلیل ہے جو قیامت کے دن چل سکے۔ اور خدا کے سامنے صحیح نکلے۔

جو شخص شاعری پر عیسائیوں کی خاطر داری و محاط کا بدگمان کرے۔ وہ شاعری پرستہ میں عیسائیوں کو مخالف مضامین (جیسے نمبر ۲ و ۳ جلد ۲ میں مضمون ولادت مسیح)۔ اور غیر مذہبی مضمون قرآن کو خلاف تعلیم بتا دینے (دیکھ کر شرم آوے)۔ اور اپنی بدگمانی سے باز آوے اور جو شخص شاعری پر قومی ترقی کی ترقی کے مضامین پر بدگمانی کی ہر وقت کا الزام

لگا دی وہ اشاعت السنہ میں نیچر یون کو مخالف مضامین (خصوصاً سال گذشتہ کے نمبر ۱۱ میں نکلا ہے) ملاحظہ میں لاکر اپنی بدگمانی پر پختا دی۔ اور جو شخص اشاعت السنہ پر مقلد ہو جائے یا مقلدین کی خوشامد کرنے کا گمان کرے وہ تمہیجات اشاعت السنہ (خصوصاً جلد ۲) کو پڑھے اور اپنے اس گمان پر شرم و نفوس کرے۔ او خدا تعالیٰ سے ڈرے۔ باقی صاحبوں کے جواب میں یہ آیت بھی کافی ہے۔ اور جو کیفیت سال گذشتہ میں لکھ چکا ہوں وہ بھی وافی۔

علاوہ بران انچر جواب میں کچھ اور بھی کہنا مناسب سمجھتا ہوں جو تینوں صاحبوں کو اعتراضات کا جواب ہے۔ وہ یہ ہے۔ ہر اشاعت السنہ میں اس وقت تک کسی سیونی سپل کیٹی کے حالات مذکورہ بالا بیان نہیں ہوئے۔ اور کسی پرچہ میں یہ مضمون بھی نکلا کہ حکام کے خوش کرنے کے لیے جو ضام رکھی جاوے جائز ہے۔ بلکہ اسکا خلاف نمبر ۱۱ جلد ۲ صفحہ ۳۸۸ میں موجود ہے۔ اور مسائل شریعہ اور جوابات نیچر یہ تو اسکا آخری پرچہ میں ہی موجود ہیں۔ دیکھو نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ جلد ۲ آخری پرچہ میں انہیں نیچر یون کی نسبت سوال و جواب اور شادی تشریحی موقد پر برائیوں اور عالم کو لو کی دعوت کے مسائل موجود ہیں۔

پھر میں نہیں سمجھتا کہ میرے دوست و ناصح نے کس بنا پر یہ مضمون نکالتے ہیں۔ انہیں ہمدردی اسلامی کے حالات اور اس کے ممبروں کی فہم رسات آہیں درج ہوتی ہیں۔ اگر میرے دوست و ناصح انکو سیونی سپل کیٹی کے حالات سمجھتے ہیں۔ تو پھر مجھے اونکی فہم نہایت نہیں ہے۔ وہ معذور ہیں۔

انجمن ہمدردی کے حالات و کیفیات کو کوئی دنیاوی معاملات سمجھے تو وہ بھی معذور ہے۔ انجمن ہمدردی اسلامی ترقی دین کا وہ آلہ ہے کہ اگر وہ اپنی کمال کو پہنچا تو کس دناکس خود دیکھ لینگا کہ اس سے دین اسلام کو کیا فائدہ پہنچا ہے۔

انجمن ہمدردی ہی کیلئے آلہ ہے جسکے ذریعے مختلف مذہب اسلام کا باہم اتحاد و التیام

پیدا ہونا متوقع ہے۔

(۳) انجمن ہمدردی ہی وہ آلہ ہے جسکے ذریعہ سے مستفق علیہ علوم و مسائل مختلف مذاہب اسلام کا درسہ عنقریب قائم ہونے کی امید ہے۔

(۴) انجمن ہمدردی ہی ایک آلہ ہے جو مسلمانوں کو بخوبی علوم حاصل کر نیکاً ذریعہ بنا دیگا۔ اسکے مدرسین دنیاوی علوم کا پڑھنا دینی علم کے پڑھنے سے مشروط ہوگا۔

(۵) انجمن ہمدردی ہی ایک آلہ ہے جس سے عام غریب مسلمان کو کوچہ ذلت و افلاس سے قدم نکالنے کا موقع ملے گا۔

ایسی انجمن کی حالات اگر اس غرض سے کہ لوگ اسکی عمدہ کارروایاں دیکھ کر یا سکرہ میں نہ ہوں اور اسکی عزت و قدر کریں۔ اشاعت السنہ میں چھاپے جاویں تو اس کو دنیاوی مسائل کا کون کہہ سکتا ہے؟

جوابات سوالات کمیشن تعلیم جو اہمین درج ہوئی ہیں انکا دین اسلام اور اشاعت السنہ سے انکو نقل کر نیکی غرض نمبر ۶ جلد ۵ میں تفصیل سے بیان ہو چکی ہے۔ اس نمبر کے مطالعہ کے بعد (امید ہے) کسی کو شک نہ ہوگا کہ ان جوابات کو دین اسلام سے تعلق نہیں ہے۔

کفار کی لو کہہ رہی ہے کہ مضمون صرف اہل اسلام کی ذلت و تباہی حالت دیکھ کر کمال ہمدردی و دلسوزی سے لکھا گیا ہے۔ اور اسکا ثبوت آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے بے استثناء احوال علما و محدثین مفسرین یا کیا ہے۔ ان استدلالات میں کم سے کم ایک ہی ایسی بات نہیں ہے جس میں ایڈیٹر کو ذاتی اجتہاد کو دخل ہو۔ اور علما اسلاف و خلف نے وہ بات نہ کہی ہو۔ پھر اس مضمون کی نسبت کوئی محدثانہ اور فقہانہ اعتراض نہ کرنا صرف راقم کی نیت کا قصور و فتور تجویز کرنے سے دل معترض خود ہی خیال کریں کیا معنی رکھتا ہے۔

العرض اشاعت السنہ نیز خود کو کچھ کہتا اور بیان کرتا ہے اہمین سچر ظہار مسائل شرعیہ کچھ پیش چشم نہیں کہتا۔ اگر اس کے دعویٰ کا فیصلہ کرنا اہل اسکی ذلی نیت و خیال پر قطعی حکم لگانا خداوند تعالیٰ کا

کام ہے جو دونوں کا خالق اور خیالوں اور نیتوں کا واقف ہے۔ ناظرین سامعین اس سوال کو
مباحثہ کو لاشعور و نیک نیتی پر مبنی سمجھیں خواہ مذہب و مذہبی و حکام وقت کی خوشامطالعی پر مبنی
قراردین۔ ہر ایک کام چاہا ہو خواہ براہ دونوں سمون کی نیت نیک بد سے ہو سکتا ہے۔ کچھ سی
شخص پر ہر گمان کر لیا کہ اُسے وہ کام مذہبی سے کیا یا پر کمال ہے کہ اللہ فرماتا ہے جسکا تم کو یقین ہو

اُسکے پیچھے مت لگو کان اور دل سہی سے سوال
ہوگا۔ اور فرمایا کہ ایمان والو بہتر و برتر گمانوں
سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہی آجاتے ہیں۔
(یعنی جو خلاف واقع نکلے) اور فرمایا مومنوں
نے جب وہ بات سنی جی میں نیک گمان کیونکر کیا۔
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
رے برے! ظن سے بچو ظن رے بڑی چوٹی
بات ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عِنْدَهُ مُسْمُوعًا
س (یعنی اسراہیل ۶۳)
مَا لِيَ الْيَاسِرِينَ الَّيْنَ أَصْنَوُا جُنُودًا كَثِيرًا مِّنَ الظُّلُمِ
بِئْسَ الْأَلْفَنُ الْاَثَمُ۔ (د جہالت ۶)
لَوْ لَا إِذْ مَسَعَوْهُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
يَا لَقَسَمَهُمْ خَيْرًا۔ (ذوہر ۸۶)
إِيَّا لَ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ
(صحیح بخاری ۴۹۶)

اس بد گمان کو اگر خداوند تعالیٰ قیامت کے دن پوچھ لیا تو نے اس کام میں بد ظنی کا گمان
کیونکر کیا تھا۔ تو اُسکو باوہیل جواب ثبوت دنیا میں مل جاتا ہوگا۔ اور حسن ظنی (یعنی ظن
کر لیا کہ تو اُس پر سوال مواخذہ نہ ہوگا۔ میں اس ناصح دوست اور جلد ناظرین و سامعین کی
خجست میں پہر ہی تمنا کرتا ہوں کہ میرے ان پرچوں کو کبیشم خود دیکھ کر جو فتویٰ میری
دول پر چاہیں گامین۔ بن دیکھے بن پڑے سنہنائی باتوں پر سود ظنی کے ساتھ فتویٰ
نہ لگا دیں۔ شاید مؤلف اشاعت شدہ ان (نہ غم معترض) غیر مفید با مضر مضامین کے
کے مواخذہ سے اپنی نیک نیتی کے سبب چھوٹ جاوے۔ اور وہ لوگ سود ظنی کے
مواخذہ میں پش چاوین۔ پھر اُسے لینے لگی وینی آویں۔ زیادہ تر یہاں تمنا اس لوگوں
کی خدمت میں ہے جو مقدس اور پاک لوگ ہیں۔ اور اپنے آپ کو دیندار و متقی و پرہیزگار

جانتے ہیں۔ صوفی۔ و عالم یا فقیہ و زماہ۔ ایسے لوگوں کہ مواخذہ قیامت سے ڈرتا اور
 سو رطلی سے بچنا زیادہ تر مناسب ہے۔ آمیدہ اختیار ہے ہر کس مصلحت خویش کو میدان
 کیفیات سال اول و دوم و سوم سے۔ میں صرف انکاحساب جمع و خرچ دکھانا چاہتا ہوں جو
 ممبران کمیٹی (انجمن اشاعت) کا مجھ پر حق ہے ششہ ۶ میں جب یہ رسالہ کمیٹی سے مستقل ہو کر
 میرے ملک نصف میں آیا تو مجھ پر پچھلے حساب کا دکھانا واجب ہوا۔ مگر اس عرصہ میں سال تک علم
 فرصتی نے کچھ کہنے ندیا۔ اب بھی مجھ سے تو کچھ نہ ہو سکتا۔ میرے معزز دوست منشی محمد
 عبداللہ صاحب نقشبہ نویس سپرنٹنڈنٹ میٹری کس اور شیخ عبدالرحمن صاحب مجری
 اشاعت اس نے کئی ہفتہ لگا کر حساب بنایا۔ تو اس فرض ادا ہونے کا دن آیا۔ مگر اس حساب
 پیش کر دینے پہلے ایک مکتوب کا عرض کرنا ضروری ہے جو اس سال کی مہول آمدنی و خرچ پر
 لوگوں کو آگاہ کرے اور وہ یہ ہے کہ یہ رسالہ چون ششہ سے اخبار سفیر سندھ کے
 میں شائع ہوتا شروع ہوا تھا۔ اپریل ششہ میں یہ بنام رسالہ اشاعت نہ موسوم ہو کر مستقل
 طور پر شائع ہونے لگا۔ اسکا خرچ طبع و اشاعت چند اجاب کے ذمہ پر تھا جو انجمن اشاعت
 کے ممبر کہلاتے اور مختلف شرح سے چندہ دیتے۔ یہ رسالہ کو حسب قاعدہ ان ممبروں کا ملک تھا
 مگر اس سے کسی کا ذاتی فائدہ یا تجارتی قاعدہ پر نفع اٹھانا ناظر نہ تھا۔ اسکی چندہ آمدنی
 قیمت سے صرف اسکا جاری رکھنا مد نظر تھا۔ ابتدا سے مارچ ششہ تک اسکا اہتمام طبع و
 اشاعت صاحب کتاب منشی محمد الدین گلہ گلہ رکھریلوی نہر سندھ کے ذمہ تھا۔ اور مضمون
 لکھنا میر ذمہ مارچ ششہ سے انہوں نے لوکری بیماری کے عذر سے اسکا اہتمام چھوڑ دیا تو دونوں کا ملنا
 (مہتمم مضمون نگاری) کا بوجھ مجھ پر پڑا۔ جسک سبب میری شبانہ روزی اوقات اسی سال کی خدمت
 صرف ہونے لگے۔ اور میرے ذاتی تعلقات و اشغال معرض نقصان ہوئے۔ لستہ منشی محمد الدین
 صاحب نے میرے ذاتی مصارف کو مظلوم مصارف رسالہ سمجھ کر مجھے خفیہ طور پر ممبران انجمن ساکن روپ
 دلوادہ راہوں ہندی مظفر گڑھ جلدور۔ پہوپال وغیرہ (جو اوقت میرے تھے۔) باب میں

مشورہ لیا۔ اور ان مصارف کے تفرق کے لیے تین ہورتون کو پیش کیا۔ (۱) بعض ممبروں کا
چندہ ان مصارف کے لیے خاص کیا جاوے اور اس کا حساب کیسی میں شامل ہو۔ (۲) آل
مخصوص چندہ کا حساب ہی تلخوہ کیا جاوے۔ (۳) مہتمم کو کل بندہ سے ذاتی خرچ
تکلیف کا اختیار دیا جاوے۔ جبکہ تعداد میں سے۔ (۴) یا ہمارے کم نہو۔ پس اکثر ممبروں کے
اثر پہنچانہ رسالہ میں داخل ہوا۔

آخر سہ تک اسی اصول پر سلسلہ جاری رہا مگر اس عرصہ زمانی سال میں انجن سے رسالہ کو کچھ
اثر پہنچانہ رسالہ سے انجن کو کچھ بیان مفصل کیفیت سالانہ جلد سوم

میں ہو چکا ہے۔ اور آثار طرین کا مدار صرف مہتمم خاکسار ہوا۔ اور ذاتی خرچ میں بھی چند
فرق نہ آیا۔ ایسے مہتمم نے بلا ضرورت کیسی کے تحت حکومت رہنے اور باقائہ ہوا۔ باز پرس کا
محل ہونے سے سبکدوش ہو نیکی لیے پرچہ اول سہ میں اس شوق کو پیش کیا کہ اس سال
کو آئندہ کیسی سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔ اور سبب میں خاص طور پر بندہ یو خطوط بھی ممبران موجود
انبار۔ سٹلم۔ پنڈی۔ جلیپور۔ جناب۔ چھاٹکا مانگا۔ رامپور۔ راتہ۔ لودھانہ۔ کھڑکی
منظرف گڈہ۔ میانہ۔ وزیر آباد۔ وغیرہ (جو وقت سے پہلے کارائی ہو چکے) مشورہ لیا گیا
پس کل ممبروں نے (بجز دو ممبروں کے) اس تجویز پر اتفاق کیا جس میں مفصل کیفیت اشاعت
نمبر ۲ و ۳ جلد ۲ میں اس وقت شائع ہو چکی تھی۔ اور دونوں دھند کے خطوط نمبر ان بھی
ہمارے پاس موجود ہیں جنکو کچھ شک ہو وہ مل خطوط ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ یہ مہتمم پر حساب
ہے جو اس رسالہ کی مختصر تاریخ ہے۔ اب حساب عرض کیا جاتا ہے۔ مگر اس پرچہ میں ہم
کل ممبروں اور غریبوں کی اسم وار آمدنی بتا نہیں سکتے کیونکہ انکی تعداد دو سو سو نام کے قریب ہے
جسکے لیے کئی اوراق کار ہیں جو اس پرچہ میں خالی نہیں رہے۔ اس پرچہ میں تین سالوں کو مجمل
رقوم آمدنی بتائینگے۔ پہلا آئندہ میں انکی تفصیل کر دینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نقش حساب جمع و خرج اشیاء السنه از انگستیت ۲۹ لیلیا دسمبر

تفصیل خرج			
نوع و شرح	رقم اشیاء	ساعتها	ساعتها
رقم اشیاء	۲۳۴-۵-۶	۷-۸-۹	۱۰-۱۱-۱۲
جمع و خرج	۱۳-۱۴-۱۵	۱۶-۱۷-۱۸	۱۹-۲۰-۲۱
کافه و مطبخ و کافه	۱۹-۲۰	۲۱-۲۲	۲۳-۲۴
کافه و مطبخ و کافه	۲۵-۲۶	۲۷-۲۸	۲۹-۳۰
کافه و مطبخ و کافه	۳۱-۳۲	۳۳-۳۴	۳۵-۳۶
کافه و مطبخ و کافه	۳۷-۳۸	۳۹-۴۰	۴۱-۴۲
کافه و مطبخ و کافه	۴۳-۴۴	۴۵-۴۶	۴۷-۴۸
کافه و مطبخ و کافه	۴۹-۵۰	۵۱-۵۲	۵۳-۵۴
کافه و مطبخ و کافه	۵۵-۵۶	۵۷-۵۸	۵۹-۶۰
کافه و مطبخ و کافه	۶۱-۶۲	۶۳-۶۴	۶۵-۶۶
کافه و مطبخ و کافه	۶۷-۶۸	۶۹-۷۰	۷۱-۷۲
کافه و مطبخ و کافه	۷۳-۷۴	۷۵-۷۶	۷۷-۷۸
کافه و مطبخ و کافه	۷۹-۸۰	۸۱-۸۲	۸۳-۸۴
کافه و مطبخ و کافه	۸۵-۸۶	۸۷-۸۸	۸۹-۹۰
کافه و مطبخ و کافه	۹۱-۹۲	۹۳-۹۴	۹۵-۹۶
کافه و مطبخ و کافه	۹۷-۹۸	۹۹-۱۰۰	۱۰۱-۱۰۲
کافه و مطبخ و کافه	۱۰۳-۱۰۴	۱۰۵-۱۰۶	۱۰۷-۱۰۸
کافه و مطبخ و کافه	۱۰۹-۱۱۰	۱۱۱-۱۱۲	۱۱۳-۱۱۴
کافه و مطبخ و کافه	۱۱۵-۱۱۶	۱۱۷-۱۱۸	۱۱۹-۱۲۰
کافه و مطبخ و کافه	۱۲۱-۱۲۲	۱۲۳-۱۲۴	۱۲۵-۱۲۶
کافه و مطبخ و کافه	۱۲۷-۱۲۸	۱۲۹-۱۳۰	۱۳۱-۱۳۲
کافه و مطبخ و کافه	۱۳۳-۱۳۴	۱۳۵-۱۳۶	۱۳۷-۱۳۸
کافه و مطبخ و کافه	۱۳۹-۱۴۰	۱۴۱-۱۴۲	۱۴۳-۱۴۴
کافه و مطبخ و کافه	۱۴۵-۱۴۶	۱۴۷-۱۴۸	۱۴۹-۱۵۰
کافه و مطبخ و کافه	۱۵۱-۱۵۲	۱۵۳-۱۵۴	۱۵۵-۱۵۶
کافه و مطبخ و کافه	۱۵۷-۱۵۸	۱۵۹-۱۶۰	۱۶۱-۱۶۲
کافه و مطبخ و کافه	۱۶۳-۱۶۴	۱۶۵-۱۶۶	۱۶۷-۱۶۸
کافه و مطبخ و کافه	۱۶۹-۱۷۰	۱۷۱-۱۷۲	۱۷۳-۱۷۴
کافه و مطبخ و کافه	۱۷۵-۱۷۶	۱۷۷-۱۷۸	۱۷۹-۱۸۰
کافه و مطبخ و کافه	۱۸۱-۱۸۲	۱۸۳-۱۸۴	۱۸۵-۱۸۶
کافه و مطبخ و کافه	۱۸۷-۱۸۸	۱۸۹-۱۹۰	۱۹۱-۱۹۲
کافه و مطبخ و کافه	۱۹۳-۱۹۴	۱۹۵-۱۹۶	۱۹۷-۱۹۸
کافه و مطبخ و کافه	۱۹۹-۲۰۰	۲۰۱-۲۰۲	۲۰۳-۲۰۴
کافه و مطبخ و کافه	۲۰۵-۲۰۶	۲۰۷-۲۰۸	۲۰۹-۲۱۰
کافه و مطبخ و کافه	۲۱۱-۲۱۲	۲۱۳-۲۱۴	۲۱۵-۲۱۶
کافه و مطبخ و کافه	۲۱۷-۲۱۸	۲۱۹-۲۲۰	۲۲۱-۲۲۲
کافه و مطبخ و کافه	۲۲۳-۲۲۴	۲۲۵-۲۲۶	۲۲۷-۲۲۸
کافه و مطبخ و کافه	۲۲۹-۲۳۰	۲۳۱-۲۳۲	۲۳۳-۲۳۴
کافه و مطبخ و کافه	۲۳۵-۲۳۶	۲۳۷-۲۳۸	۲۳۹-۲۴۰
کافه و مطبخ و کافه	۲۴۱-۲۴۲	۲۴۳-۲۴۴	۲۴۵-۲۴۶
کافه و مطبخ و کافه	۲۴۷-۲۴۸	۲۴۹-۲۵۰	۲۵۱-۲۵۲
کافه و مطبخ و کافه	۲۵۳-۲۵۴	۲۵۵-۲۵۶	۲۵۷-۲۵۸
کافه و مطبخ و کافه	۲۵۹-۲۶۰	۲۶۱-۲۶۲	۲۶۳-۲۶۴
کافه و مطبخ و کافه	۲۶۵-۲۶۶	۲۶۷-۲۶۸	۲۶۹-۲۷۰
کافه و مطبخ و کافه	۲۷۱-۲۷۲	۲۷۳-۲۷۴	۲۷۵-۲۷۶
کافه و مطبخ و کافه	۲۷۷-۲۷۸	۲۷۹-۲۸۰	۲۸۱-۲۸۲
کافه و مطبخ و کافه	۲۸۳-۲۸۴	۲۸۵-۲۸۶	۲۸۷-۲۸۸
کافه و مطبخ و کافه	۲۸۹-۲۹۰	۲۹۱-۲۹۲	۲۹۳-۲۹۴
کافه و مطبخ و کافه	۲۹۵-۲۹۶	۲۹۷-۲۹۸	۲۹۹-۳۰۰
کافه و مطبخ و کافه	۳۰۱-۳۰۲	۳۰۳-۳۰۴	۳۰۵-۳۰۶
کافه و مطبخ و کافه	۳۰۷-۳۰۸	۳۰۹-۳۱۰	۳۱۱-۳۱۲
کافه و مطبخ و کافه	۳۱۳-۳۱۴	۳۱۵-۳۱۶	۳۱۷-۳۱۸
کافه و مطبخ و کافه	۳۱۹-۳۲۰	۳۲۱-۳۲۲	۳۲۳-۳۲۴
کافه و مطبخ و کافه	۳۲۵-۳۲۶	۳۲۷-۳۲۸	۳۲۹-۳۳۰
کافه و مطبخ و کافه	۳۳۱-۳۳۲	۳۳۳-۳۳۴	۳۳۵-۳۳۶
کافه و مطبخ و کافه	۳۳۷-۳۳۸	۳۳۹-۳۴۰	۳۴۱-۳۴۲
کافه و مطبخ و کافه	۳۴۳-۳۴۴	۳۴۵-۳۴۶	۳۴۷-۳۴۸
کافه و مطبخ و کافه	۳۴۹-۳۵۰	۳۵۱-۳۵۲	۳۵۳-۳۵۴
کافه و مطبخ و کافه	۳۵۵-۳۵۶	۳۵۷-۳۵۸	۳۵۹-۳۶۰
کافه و مطبخ و کافه	۳۶۱-۳۶۲	۳۶۳-۳۶۴	۳۶۵-۳۶۶
کافه و مطبخ و کافه	۳۶۷-۳۶۸	۳۶۹-۳۷۰	۳۷۱-۳۷۲
کافه و مطبخ و کافه	۳۷۳-۳۷۴	۳۷۵-۳۷۶	۳۷۷-۳۷۸
کافه و مطبخ و کافه	۳۷۹-۳۸۰	۳۸۱-۳۸۲	۳۸۳-۳۸۴
کافه و مطبخ و کافه	۳۸۵-۳۸۶	۳۸۷-۳۸۸	۳۸۹-۳۹۰
کافه و مطبخ و کافه	۳۹۱-۳۹۲	۳۹۳-۳۹۴	۳۹۵-۳۹۶
کافه و مطبخ و کافه	۳۹۷-۳۹۸	۳۹۹-۴۰۰	۴۰۱-۴۰۲
کافه و مطبخ و کافه	۴۰۳-۴۰۴	۴۰۵-۴۰۶	۴۰۷-۴۰۸
کافه و مطبخ و کافه	۴۰۹-۴۱۰	۴۱۱-۴۱۲	۴۱۳-۴۱۴
کافه و مطبخ و کافه	۴۱۵-۴۱۶	۴۱۷-۴۱۸	۴۱۹-۴۲۰
کافه و مطبخ و کافه	۴۲۱-۴۲۲	۴۲۳-۴۲۴	۴۲۵-۴۲۶
کافه و مطبخ و کافه	۴۲۷-۴۲۸	۴۲۹-۴۳۰	۴۳۱-۴۳۲
کافه و مطبخ و کافه	۴۳۳-۴۳۴	۴۳۵-۴۳۶	۴۳۷-۴۳۸
کافه و مطبخ و کافه	۴۳۹-۴۴۰	۴۴۱-۴۴۲	۴۴۳-۴۴۴
کافه و مطبخ و کافه	۴۴۵-۴۴۶	۴۴۷-۴۴۸	۴۴۹-۴۵۰
کافه و مطبخ و کافه	۴۵۱-۴۵۲	۴۵۳-۴۵۴	۴۵۵-۴۵۶
کافه و مطبخ و کافه	۴۵۷-۴۵۸	۴۵۹-۴۶۰	۴۶۱-۴۶۲
کافه و مطبخ و کافه	۴۶۳-۴۶۴	۴۶۵-۴۶۶	۴۶۷-۴۶۸
کافه و مطبخ و کافه	۴۶۹-۴۷۰	۴۷۱-۴۷۲	۴۷۳-۴۷۴
کافه و مطبخ و کافه	۴۷۵-۴۷۶	۴۷۷-۴۷۸	۴۷۹-۴۸۰
کافه و مطبخ و کافه	۴۸۱-۴۸۲	۴۸۳-۴۸۴	۴۸۵-۴۸۶
کافه و مطبخ و کافه	۴۸۷-۴۸۸	۴۸۹-۴۹۰	۴۹۱-۴۹۲
کافه و مطبخ و کافه	۴۹۳-۴۹۴	۴۹۵-۴۹۶	۴۹۷-۴۹۸
کافه و مطبخ و کافه	۴۹۹-۵۰۰	۵۰۱-۵۰۲	۵۰۳-۵۰۴
کافه و مطبخ و کافه	۵۰۵-۵۰۶	۵۰۷-۵۰۸	۵۰۹-۵۱۰
کافه و مطبخ و کافه	۵۱۱-۵۱۲	۵۱۳-۵۱۴	۵۱۵-۵۱۶
کافه و مطبخ و کافه	۵۱۷-۵۱۸	۵۱۹-۵۲۰	۵۲۱-۵۲۲
کافه و مطبخ و کافه	۵۲۳-۵۲۴	۵۲۵-۵۲۶	۵۲۷-۵۲۸
کافه و مطبخ و کافه	۵۲۹-۵۳۰	۵۳۱-۵۳۲	۵۳۳-۵۳۴
کافه و مطبخ و کافه	۵۳۵-۵۳۶	۵۳۷-۵۳۸	۵۳۹-۵۴۰
کافه و مطبخ و کافه	۵۴۱-۵۴۲	۵۴۳-۵۴۴	۵۴۵-۵۴۶
کافه و مطبخ و کافه	۵۴۷-۵۴۸	۵۴۹-۵۵۰	۵۵۱-۵۵۲
کافه و مطبخ و کافه	۵۵۳-۵۵۴	۵۵۵-۵۵۶	۵۵۷-۵۵۸
کافه و مطبخ و کافه	۵۵۹-۵۶۰	۵۶۱-۵۶۲	۵۶۳-۵۶۴
کافه و مطبخ و کافه	۵۶۵-۵۶۶	۵۶۷-۵۶۸	۵۶۹-۵۷۰
کافه و مطبخ و کافه	۵۷۱-۵۷۲	۵۷۳-۵۷۴	۵۷۵-۵۷۶
کافه و مطبخ و کافه	۵۷۷-۵۷۸	۵۷۹-۵۸۰	۵۸۱-۵۸۲
کافه و مطبخ و کافه	۵۸۳-۵۸۴	۵۸۵-۵۸۶	۵۸۷-۵۸۸
کافه و مطبخ و کافه	۵۸۹-۵۹۰	۵۹۱-۵۹۲	۵۹۳-۵۹۴
کافه و مطبخ و کافه	۵۹۵-۵۹۶	۵۹۷-۵۹۸	۵۹۹-۶۰۰
کافه و مطبخ و کافه	۶۰۱-۶۰۲	۶۰۳-۶۰۴	۶۰۵-۶۰۶
کافه و مطبخ و کافه	۶۰۷-۶۰۸	۶۰۹-۶۱۰	۶۱۱-۶۱۲
کافه و مطبخ و کافه	۶۱۳-۶۱۴	۶۱۵-۶۱۶	۶۱۷-۶۱۸
کافه و مطبخ و کافه	۶۱۹-۶۲۰	۶۲۱-۶۲۲	۶۲۳-۶۲۴
کافه و مطبخ و کافه	۶۲۵-۶۲۶	۶۲۷-۶۲۸	۶۲۹-۶۳۰
کافه و مطبخ و کافه	۶۳۱-۶۳۲	۶۳۳-۶۳۴	۶۳۵-۶۳۶
کافه و مطبخ و کافه	۶۳۷-۶۳۸	۶۳۹-۶۴۰	۶۴۱-۶۴۲
کافه و مطبخ و کافه	۶۴۳-۶۴۴	۶۴۵-۶۴۶	۶۴۷-۶۴۸
کافه و مطبخ و کافه	۶۴۹-۶۵۰	۶۵۱-۶۵۲	۶۵۳-۶۵۴
کافه و مطبخ و کافه	۶۵۵-۶۵۶	۶۵۷-۶۵۸	۶۵۹-۶۶۰
کافه و مطبخ و کافه	۶۶۱-۶۶۲	۶۶۳-۶۶۴	۶۶۵-۶۶۶
کافه و مطبخ و کافه	۶۶۷-۶۶۸	۶۶۹-۶۷۰	۶۷۱-۶۷۲
کافه و مطبخ و کافه	۶۷۳-۶۷۴	۶۷۵-۶۷۶	۶۷۷-۶۷۸
کافه و مطبخ و کافه	۶۷۹-۶۸۰	۶۸۱-۶۸۲	۶۸۳-۶۸۴
کافه و مطبخ و کافه	۶۸۵-۶۸۶	۶۸۷-۶۸۸	۶۸۹-۶۹۰
کافه و مطبخ و کافه	۶۹۱-۶۹۲	۶۹۳-۶۹۴	۶۹۵-۶۹۶
کافه و مطبخ و کافه	۶۹۷-۶۹۸	۶۹۹-۷۰۰	۷۰۱-۷۰۲
کافه و مطبخ و کافه	۷۰۳-۷۰۴	۷۰۵-۷۰۶	۷۰۷-۷۰۸
کافه و مطبخ و کافه	۷۰۹-۷۱۰	۷۱۱-۷۱۲	۷۱۳-۷۱۴
کافه و مطبخ و کافه	۷۱۵-۷۱۶	۷۱۷-۷۱۸	۷۱۹-۷۲۰
کافه و مطبخ و کافه	۷۲۱-۷۲۲	۷۲۳-۷۲۴	۷۲۵-۷۲۶
کافه و مطبخ و کافه	۷۲۷-۷۲۸	۷۲۹-۷۳۰	۷۳۱-۷۳۲
کافه و مطبخ و کافه	۷۳۳-۷۳۴	۷۳۵-۷۳۶	۷۳۷-۷۳۸
کافه و مطبخ و کافه	۷۳۹-۷۴۰	۷۴۱-۷۴۲	۷۴۳-۷۴۴
کافه و مطبخ و کافه	۷۴۵-۷۴۶	۷۴۷-۷۴۸	۷۴۹-۷۵۰
کافه و مطبخ و کافه	۷۵۱-۷۵۲	۷۵۳-۷۵۴	۷۵۵-۷۵۶
کافه و مطبخ و کافه	۷۵۷-۷۵۸	۷۵۹-۷۶۰	۷۶۱-۷۶۲
کافه و مطبخ و کافه	۷۶۳-۷۶۴	۷۶۵-۷۶۶	۷۶۷-۷۶۸
کافه و مطبخ و کافه	۷۶۹-۷۷۰	۷۷۱-۷۷۲	۷۷۳-۷۷۴
کافه و مطبخ و کافه	۷۷۵-۷۷۶	۷۷۷-۷۷۸	۷۷۹-۷۸۰
کافه و مطبخ و کافه	۷۸۱-۷۸۲	۷۸۳-۷۸۴	۷۸۵-۷۸۶
کافه و مطبخ و کافه	۷۸۷-۷۸۸	۷۸۹-۷۹۰	۷۹۱-۷۹۲
کافه و مطبخ و کافه	۷۹۳-۷۹۴	۷۹۵-۷۹۶	۷۹۷-۷۹۸
کافه و مطبخ و کافه	۷۹۹-۸۰۰	۸۰۱-۸۰۲	۸۰۳-۸۰۴
کافه و مطبخ و کافه	۸۰۵-۸۰۶	۸۰۷-۸۰۸	۸۰۹-۸۱۰
کافه و مطبخ و کافه	۸۱۱-۸۱۲	۸۱۳-۸۱۴	۸۱۵-۸۱۶
کافه و مطبخ و کافه	۸۱۷-۸۱۸	۸۱۹-۸۲۰	۸۲۱-۸۲۲
کافه و مطبخ و کافه	۸۲۳-۸۲۴	۸۲۵-۸۲۶	۸۲۷-۸۲۸
کافه و مطبخ و کافه	۸۲۹-۸۳۰	۸۳۱-۸۳۲	۸۳۳-۸۳۴
کافه و مطبخ و کافه	۸۳۵-۸۳۶	۸۳۷-۸۳۸	۸۳۹-۸۴۰
کافه و مطبخ و کافه	۸۴۱-۸۴۲	۸۴۳-۸۴۴	۸۴۵-۸۴۶
کافه و مطبخ و کافه	۸۴۷-۸۴۸	۸۴۹-۸۵۰	۸۵۱-۸۵۲
کافه و مطبخ و کافه	۸۵۳-۸۵۴	۸۵۵-۸۵۶	۸۵۷-۸۵۸
کافه و مطبخ و کافه	۸۵۹-۸۶۰	۸۶۱-۸۶۲	۸۶۳-۸۶۴
کافه و مطبخ و کافه	۸۶۵-۸۶۶	۸۶۷-۸۶۸	۸۶۹-۸۷۰
کافه و مطبخ و کافه	۸۷۱-۸۷۲	۸۷۳-۸۷۴	۸۷۵-۸۷۶
کافه و مطبخ و کافه	۸۷۷-۸۷۸	۸۷۹-۸۸۰	۸۸۱-۸۸۲
کافه و مطبخ و کافه	۸۸۳-۸۸۴	۸۸۵-۸۸۶	۸۸۷-۸۸۸
کافه و مطبخ و کافه	۸۸۹-۸۹۰	۸۹۱-۸۹۲	۸۹۳-۸۹۴
کافه و مطبخ و کافه	۸۹۵-۸۹۶	۸۹۷-۸۹۸	۸۹۹-۹۰۰
کافه و مطبخ و کافه	۹۰۱-۹۰۲	۹۰۳-۹۰۴	۹۰۵-۹۰۶
کافه و مطبخ و کافه	۹۰۷-۹۰۸	۹۰۹-۹۱۰	۹۱۱-۹۱۲
کافه و مطبخ و کافه	۹۱۳-۹۱۴	۹۱۵-۹۱۶	۹۱۷-۹۱۸
کافه و مطبخ و کافه	۹۱۹-۹۲۰	۹۲۱-۹۲۲	۹۲۳-۹۲۴
کافه و مطبخ و کافه	۹۲۵-۹۲۶	۹۲۷-۹۲۸	۹۲۹-۹۳۰
کافه و مطبخ و کافه	۹۳۱-۹۳۲	۹۳۳-۹۳۴	۹۳۵-۹۳۶
کافه و مطبخ و کافه	۹۳۷-۹۳۸	۹۳۹-۹۴۰	۹۴۱-۹۴۲
کافه و مطبخ و کافه	۹۴۳-۹۴۴	۹۴۵-۹۴۶	۹۴۷-۹۴۸
کافه و مطبخ و کافه	۹۴۹-۹۵۰	۹۵۱-۹۵۲	۹۵۳-۹۵۴
کافه و مطبخ و کافه	۹۵۵-۹۵۶	۹۵۷-۹۵۸	۹۵۹-۹۶۰
کافه و مطبخ و کافه	۹۶۱-۹۶۲	۹۶۳-۹۶۴	۹۶۵-۹۶۶
کافه و مطبخ و کافه	۹۶۷-۹۶۸	۹۶۹-۹۷۰	۹۷۱-۹۷۲
کافه و مطبخ و کافه	۹۷۳-۹۷۴	۹۷۵-۹۷۶	۹۷۷-۹۷۸
کافه و مطبخ و کافه	۹۷۹-۹۸۰	۹۸۱-۹۸۲	۹۸۳-۹۸۴
کافه و مطبخ و کافه			

چونکہ سب آدمی گنہگار ہیں اور انسان اپنے تئیں کسی طرح پاک نہیں کر سکتا اور ولایت نہیں رکھتا کہ اپنے تئیں کسی راہ سے گناہ و جہنم کے عذاب سے چھڑا دے۔ اور خدا بھی اپنی تقدس اور پاک کی سبب پاک آدمی کو قبول نہیں کر سکتا۔ اور اسکو اپنی عدالت کے تقاضا کے موافق گنہگاروں کو سزا دینا ضرور پڑتا ہے۔ پر اپنی رحمت و محبت کے سبب یہ بھی نہیں چاہتا کہ آدمی لاچار رہ کر ابھی ہلاکت میں داخل ہو۔ اسلیئے اسکی رحمت و محبت کی کثرت سے انکی کلمہ نے آتا رہا۔ اور مسیح صبح میں انسانیت کی صورت پر ظاہر ہو کر مسیح نے گنہگاروں کی واجب سزائوں کو اپنے اوپر قبول کیا۔ اور اپنے دگر گم اور موت اور قیام اور صعود کے سبب ایمان داروں کو گناہ اور دوزخ کے عذاب سے چھڑا کر ابھی نجات اور ہمیشہ کی نیکبختی پہنچانے حاصل کی۔ اور یہی کتاب میں سورہ ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ کہ ہے کہ انسان سب گنہگار ہیں اور نہ کوئی آدمی نہ کوئی نبی اپنی تئیں نہ اور نہ کو گناہ اور اسکی سزا سے چھڑا سکتا ہے اور خدا بھی اپنی تقدس اور عدالت کے سبب بدلہ اور عذاب کی کفارہ معاف نہیں کرتا۔ اور گناہ کا بدلہ اور کفارہ صرف اسی شخص سے ادا نہیں ہو سکتا ہے جو بندگی کے مرتبہ میں ہو۔ کیونکہ وہ جو خود بندہ ہو تو بندگی اس پر لازم ہوئی۔ پس وہ اور نہ انکی جگہ بندگی کے لئے کے ثواب حاصل نہیں کر سکتا۔ لہذا ضرور کہ شفیع و نجات دہندہ والا کمال کے یعنی الوہیت کے مرتبہ میں ہو۔ پس اگر مسیح الوہیت کے مرتبہ میں نہ ہوتا یعنی خدا کا بیٹا اور خدا نہ ہوتا تو شفیع اور نجات والا بھی نہ ہوتا۔

یہ یہ تقریر و فتوا دامل سے آخر تک خلاف عقل و مخالف حق و صواب ہے اسکا موجب نجات ہونا کسی وجہ سے لائق تسلیم نہیں ہو۔ جو اسمیں اولاً کہا گیا ہے کہ گنہگاروں کو عذاب و نجات کی نسبت خدا کی رحمت و عدل کا باہم تنازع ہو۔ رحمت یہ چاہتی ہے کہ خدا تعالیٰ انکو ایسی عذاب میں نہ رکھو۔ عدل چاہتا ہے کہ وہ ضرور عذاب میں رہو۔ یہ بعض غلط و مخالف ہر خدا کی رحمت و عدل میں ہرگز متنازع نہیں ہے۔ اسکی رحمت ہرگز اس گنہگار کو قریب شک کی نجات کے متقاضی نہیں جیسکو دائمی عذاب کا عدل متقاضی ہے۔ اور اسکا عدل ہرگز اس گنہگار (مومن یا سنی) کے دائمی عذاب کا متقاضی نہیں جیسو کہ ہمیشہ کے لئے عذاب نہ ہونے کی رحمت متقاضی ہو۔ اسکی رحمت اسی گنہگار (مومن یا سنی) کی مخلصی کی

مقتضی ہے۔ جسکی مخلصی کے عدل اجازت دیتا ہے۔ اور اسکا عدل ایسی گنہگار رکافر یا مشرک اگر کوئی
عدا کیبتقاضی ہے۔ جسکی کوئی عذاب سے رحمت مانع نہیں ہے۔

اسکا ستر یا (عام محاورہ کو موافق) اصول یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ رحیم مخلص (مطلق) نہیں ہے
اور اسکی رحمت ایسی عام دہی قید نہیں ہے کہ وہ ہر محل میں ظہور کیبتقاضی ہو۔ بلکہ وہ رحیم باقیہ ہے
اور اسکی رحمت اسی محل میں ظاہر ہونے کی مقتضی ہے جہاں عدل کی اجازت ہو۔ وہ محل گنہگار

اہل ایمان ہیں۔ رحمت الہی ان ہی کی نجات کی مقتضی ہے۔ اور عدل انکی نجات کا مانع نہیں ہے
کیونکہ ان گنہگاروں میں جیسے صنف مقتضی عذاب (گناہ کمتر از کفر) موجود ہے۔ اور اس صنف
کے لحاظ سے عدل انکی سزا و عذاب کا تقاضا کرتا ہے۔ ویسی ہی صنف مقتضی نجات (ایمان بخدا
و رسول) بھی موجود ہے۔ اس صنف کے لحاظ سے عدل انکی نجات و مخلصی سے مانع نہیں ہے۔

پھر یہ نجات دو صورت سے ممکن تصور ہے۔ عدل ان دونوں سے مانع نہیں ہے
اقل یہ گنہگار مومنوں کو بعض اوقات بعد از گناہ کو سزا دیکر آخر بالجاما ایمان نجات دیکر
اس صورت نجات سے عدل کا مانع نہونا تو ظاہر ہی ہے۔ اس صورت میں صنف مقتضی نجات و صنف
مقتضی عذاب دونوں کے مقتضا کا لحاظ پایا جاتا ہے اور عدل رحمت دونوں صاف طور

۴۔ یہ ہر ایک مذہب سمائی میں رجوع کا ذوق کو دائمی عذاب بخیر کرنے میں حتیٰ کہ مذہب عیسائی بھی
منکرین تکلیف کا ذوق و ذمت یا الوہیت شیخ کو آگاہی دیتا ہے (تہادت پائی جاتی ہے) اور طرے پینے
حالات موجودہ عالم ذیوی ہی پر شاہ ہے۔ ہم صاف دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کبے فی الہی کام
کرتا ہے جو اسکے مقتضا و طبع کے مخالف ہوتا ہے (جیسے ان کا نہ کر کہا لینا اور پرند جانور کا
گھاس کھانا یا مقتضای وقوع و حصول تمدن کو مخالف ہوتا ہے (جیسے کسی کو ناسخ اور ان یا اسکا
لو لینا) تو وہ دنیا میں ہلاکت یا عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔ بیان شان جی خداوندی کہاں تک جوتی ہے؟
اگر خداوند تعالیٰ رحیم محض ہوتا تو کسی ان کو جو ذہر کہا لیا آگ میں کود پڑو لاک چڑھ نہ دیتا اور
اگر کچھ ہم ہلاکت یا عذاب نہ کی طرف سے نہیں جی ان کے لئے اسکو خود پیدا کیا جیکہ اپنے اختیار و ارادہ
سے یہاں باخفا ہلاکت کا ارتکاب کیا۔ تو اولاً ہم کہنا تھہ و خالق کا قائل ہونا ہے یا ممکن
الوجود کو ذہب الوجود سمجھنا۔ ان کی یہی غلطی تھہ۔ و کاسٹ سبائے کتب ہو وہ اپنے کسی غفل
و کس سبب میں فیضان خداوندی سے مستغنی نہیں ہے۔ اسکا غفلت تھہ و کاسٹ ہونا ہی غفلت تھہ کہ

پہنچتے ہیں۔

دوسری صورت یہ کہ گناہ کو عام معافی دینا ہو۔ اور بلا سزا انکی بخشش و نجات ہو۔
 اس میں بھی وصف مقتضی نجات (ایمان) کا لحاظ کیا جاوے۔ وصف مقتضی عذاب (گناہ کمتر از کفر)
 کا لحاظ فرو گذاشت ہو۔ بصورتِ بین کہ بظاہر مجرم کو بلا سزا چھوڑنا اور اسکی وصف مقتضی عذاب کا
 لحاظ نہ کرنا خلافِ عمل معلوم ہوتا ہے۔ مگر نظرِ غور سے دیکھا جائے تو یہاں خلافِ عدل نہیں ہے۔ خلافِ
 عدل تب ہوتا جبکہ بلا وجہ مجرم کو چھوڑا جائے۔ اور بلا سبب اسکی وصف مقتضی عذاب کا لحاظ ترک
 کیا جائے۔ مگر یہاں یہاں بلا وجہ نہیں ہوا اس مجرم میں اس وصف مقتضی عذاب کے مقابلہ میں ایک
 مزاحم قوی دوسری وصف مقتضی نجات ایسی پائی جاتی ہے کہ وہ حکمِ عدل وصف مقتضی عذاب
 ترجیح دے دیتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں اس کا لحاظ نہ کرنا اور اسکو سپر ترجیح دینا بی وجہ و خلافِ
 عدل نہیں ہے۔

عدل ایسے مجرم کی سزا دہی کو جس کا گناہ اسکی الجاعت سے کمتر ہو اور اسکی عطا اسکو گناہ سے بڑھ کر ہو۔

ہے کہ اس میں اختیار و کسبِ نداد نہ تھا کی طرف سے رکھا گیا ہے جو مجرم و مجرمین رکھا نہیں گیا۔
 نہ اس میں کر کہ وہ اختیار رکھتا ہے کہ خود چاہے یا نہ چاہے اور وہ بھی کچھ حصہ خالصت رکھتا ہے تاہم
 راجح کو کوئی نتیجہ قائم نہیں سمجھتا کہ اس کو اور دنیا میں پیش کیا ہے جن میں ظاہری اختیار و حساب کی
 مباشرت پائی نہیں جاتی۔ و مگر یہ بہت سے بچے اور زائد ان سے واپس پیدا ہوتے ہیں
 بہتر سے بچے سخت امرِ جہ سے معذب ہو کر ہلاک ہوتے ہیں لاکھوں چیتو میاں وغیرہ حیوانات
 لوگوں کو پاؤں کی نیچے دب کر مارتے ہیں۔ یہاں ظاہری اختیار و مباشرت حساب کہاں پائی جاتی
 تاکہ ان مخلوقات کو اپنی ہلاکت کا خالق قرار دیا جاوے۔ اس میں کوئی ہندو یا اور کوئی قائل نہ رہے
 یہ کہ جو کہ یہ پچھلے جنم کی رنجش کی سزا ہے تو یہیں اولاً خدا کی طرف سے سزا دینے کا اقرار ہے جبکہ
 اصل اس دعا کا کہ خدا رحیم محض نہیں ہے وہ گنہگاروں کو سزا دہی دے سکتا ہے مؤید ہے۔ ثانیاً
 اس پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ رحیم مطلق ہے تو اسکو ایسی حساب کو کیوں پیدا کیا۔
 جسکی مباشرت سے انسان اس جنم میں یا بعد میں خود و تنہا پچھلے جنم میں سزا پانے کی لائق ہوا
 یا پچھلے لوگوں کا دنیا میں یا دنیا میں و بلا اختیار انواع تکلیف میں معذب ہونا صاف یقین دلاتا ہے
 کہ خداوند تعالیٰ رحیم محض نہیں ہے۔ بلکہ رحیم ہونے کے ساتھ عذاب گذارہ بھی ہے۔ خداوند

شھرا تا بلکہ بمقتضای قاعدہ ترجمہ طبع اس کو گناہ کمتر از کفر کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ یعنی ایمان کے جو اس اطاعت سے ہے) بلا سزا بخشدینا اور معاف کرنا جائز رکھتا ہے اس امر کو مسلمان تو مانتے ہی ہیں جو حکم ان آیات و احادیث کے جنہیں یہ بیان ہے کہ شرک یا کفر سے کمتر گناہوں کا خدا جی چاہے بخشدے۔ یہ عقداور کہتے ہیں کہ کفر سے کمتر گناہ کی بلا سزا ہی بخش جائز و متوقع ہے

ان الله لا يخفر ان يشرك به عوض
مادى ذلك لمن يشاء

علیسیائی بھی (انصاف اختیار کریں ورنہ دہری سے انکار نہ کر بیٹھیں) تو وہی بات کو بلا سزا سمجھ رہے ہیں سچ چوچھو تو ان کو کفارہ مجوزہ کا اصل حوالہ ہی بتا ہے وہ کفارہ کی نسبت یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو شخص سچ کے کفارہ ہونے پر ایمان لائے وہ خواہ کتنا ہی گنہگار ہو اس اعتقاد و ایمان کفارہ کے عوض و لحاظ سے نجات کا مستحق ہے۔ اور یہ جھینڈ دہی بات ہے جو ہم نے صورت دوم میں کہی ہے کہ گنہگار دوس (خواہ کفر سے کمتر گناہ ہی گناہ کرے) ایمان کو بے عفو و نجات کا مستحق ہے عدل کے عفو و نجات کا مانہ نہیں ہے۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ جو اس تقریر کفارہ میں اور کہا گیا ہے کہ گنہگاروں کی نجات کا نکتہ خدا تعالیٰ کی عدل و رحمت کا باہم تنازع ہے یہ محض غلط و مغالطہ ہے۔ ایسا ہی جو اس تقریر میں آخر کہا ہے اور اس تنازعہ عدل و رحمت کا فیصلہ کیا ہے وہ اور ہی غلط و سخت غلط ہے اور اس عربی مثل مشہور کا مصداق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص مبینہ ہے پر گنا

فر من المظہر مقام تحت المیزاب اور پتالہ کے نیچے آکھڑا ہوا۔

اس فیصلہ میں عیسائیوں نے خدا کی طرف سے کسیل ہو کر عدل کا حق تو یہ کہہ کر ادا کیا ہے کہ ہم تیری مقتضاد سے درگزر نہیں کرتے اور گنہگاروں کو بلا سزا نہیں چھوڑتے انکو گناہوں کی سزا اپنے آپ بھگتے ہیں لہذا سچ کو اوتا د اور خود خدا کہنے کا لالہ ہے) یا اپنے فرزند ابن مریم کے سر پر ڈالتی ہیں

من قال ان ذلك شديد العقاب وان لا خوف من الرحمن - الباطل ناسخ کی نسبت ہم پہلے ہی وعدہ دیکھ چکے ہیں اور پھر وعدہ کرتے ہیں کہ عترت ہم اس میں بحث کر چکے اور اس کا ابطال عمل میں لاویں گے۔

(چنانچہ مسیح کو ضرب کیا کہنا چاہتا ہے) اور رحمت کا یوں گھر پور کر دیا کہ ہم تیری مقتضائے سے ہر
درگزر نہیں کرتے گنہگاروں کو عذاب سے سبکدوش کر کے بہشت میں داخل کرتے ہیں۔ مگر ان
خواہ مخواہ کے وکیلوں نے یہ نہ سمجھا کہ اس فیصلہ میں رحمت و دوزخ ٹوٹ گئی۔
نہ عدل کی داد دی گئی۔ اور نہ رحمت کی حق رسی ہوئی۔ عدل تو یوں ٹوٹا کہ مجرم بلا سزا چور مار رحم یوں
اڑا کہ گنہگار کا بوجھ بگینا کے سر پر۔ بھر وہ بگینا اگر خدا کا بیٹا ہے تو اس سے بڑھ کر کیا بی رحمی ہے
کہ مجرم کا گناہ اپنے بگینا ہر ذرہ پر ڈالا۔ اور مجرم کو بہشت میں اور فرزند کو دوزخ میں داخل کیا۔
اور اگر وہ بگینا (جسے مجرموں کا بوجھ لیا) خود ضابطہ عدل ہے تو یہ بی رحمی و ظلم سے بڑھ کر سفاهت
و جفا ہے۔ کوئی عاقل یہ نہ سمجھتا کہ جو پادشاہ مجرم کو بلا سزا چور دینا خلاف عدل سمجھے
وہ اسکے جرم کی سزا پر جاری کرے اور اسکو عوض میں اپنے موٹھ پر ایک ڈھیر یا جوتا مارے
تاکہ اسکا قانون عدل جزا و سزا دیو کا نہ ٹوٹے۔ میں یقین نہیں کر سکتا کہ عیسائیوں کے سو کوئی
عاقل ایسی تجویز کرے۔

اس بیان سے ثابت ہے کہ جس اعتقاد کو نامہ کو عیسائی موجب نجات سمجھتے ہیں۔ اسکا موجب نجات ہونا
خیال و محال ہے۔ پس اگر انجیل کی عقائد ہی تعلیم ہی ہے تو اس عقیدت دی تعلیم کے ساتھ اخلاقی
تعلیم انجیل کس کام آتی ہے۔ جس پر عیسائی فخر کرتے ہیں۔ اور اسکی نظر سے انجیل کے سران پر
ترجیح دیتے ہیں۔

و و سر اجواب یہ کہ مقتدا اخلاقی تعلیم انجیل میں ہے وہ مسیح کی سب سے بڑی بات جو یہ کہ کوئی ایک
مسئلہ ہی اخلاقی ایسا نہیں جو انجیل میں ہو اور قرآن میں نہ ہو۔ جو اسکو خلاف کا دعویٰ ہے وہ کوئی
ایک مسئلہ بیان کرے۔ اور جسے اٹھا جو ہے۔

قرآن میں اسکو علاوہ بیان اخلاق میں یہ رہایت ہے جو کہ اس سے سب سے زیادہ عامہ خلائق میں فرق
نہ آجادی خلاف بیان اخلاقی انجیل کو کہ ہمیں اس امر کی رہایت نہیں ہے۔
پہلے ہم ان اخلاق کو بیان کرتے ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں جو انجیل میں مذکور ہیں۔ پھر قرآن کی

اس عایت خاص کو بیان کرتے ہیں جو انجیل میں لمحوں نہیں ہے۔

سورہ ناس میں ہے۔ خدا لوگو جو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اور ان

باپ سے بیٹی کرو اور فرشتوں سے اور زندگی سمیت

سے۔ اور درود لے مسایہ سے۔ اور ہم پہلو

صحتی سے۔ اور مسافروں سے۔ اور اپنی غلاموں سے

خدا اس سے خوش نہیں جو تکبر و فخر کرتے ہیں۔

واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا والوالد

احسانا وبنو القرى واليتيم والمسلكين واليتيم

اليتيم واليتيم واليتيم واليتيم واليتيم

ایمانکم ان اللہ کے لئے کھانا (سورہ ۶)

اور سورہ النعام میں ہے۔ اپنی اولاد کو فیری کے خوف سے قتل نہ کرو۔ تمہیں اور

انہیں ہم میں رزق پہنچے۔ اور کہلی

اور چھپی جیائی کھنڈ کی ت جاؤ۔ اور کسی کو

ناحق نہ مارو۔ اور تیس کے مال کے پاس نہ جاؤ

مگر پہلے مونس سے جنت کہ وہ جوان ہو

ماپ اور تول پوکارو۔ ہم کسی کو بھی

طاقت سے یا حکم نہیں پہنچتے۔ اور جہالت ہو

حق کہو اپنی قرابتی پر کیوں نہ پڑے۔ اور خدا

عہد کو پورا کرو۔ خدا انکو نصیب کرے۔ تاکہ

نصیحت مانو۔

ولا تقتلوا اولادکم من اطلاق نذرکم

ایا ہم ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منها وما

ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق ذکم

وصکم به لعلمکم تعقلون ولا تقربوا مال الیتیم

الا بالتي هي احسن حتى يبلغ اشد وادفوا الکل

المیزان بالقسط لا تکلّف نفسا ولا وسعها

واذا قلتم فاعدوا ولو كان ذا قربى وبعدها الله

او فوا ذکم وصکم به لعلمکم تذکرون

(انعام ع ۱۴)

اور سورہ بنی اسرائیل میں ہے قریشیوں کو انکا خدی اور کینون اور مصافروں کو

اور فضول خرچی مت کہ فضل خرچ

کے بائیں ہیں۔

واذ ذالقریٰ حقہ والمسلکین والیتیم ولا تیزد

تبدیل ان البینان کا نوا انجیل الشیاطین وکا

الشیطان الیہ کفول (بنی اسرائیل ع ۳)

اب قرآن کی اس عایت خاص کو بیان کیا جاتا ہے جو اخلاقی تعلیم میں اسنے کی ہے۔ اور وہ

اجنبیل میں نہیں۔

(۱) اجنبیل میں کہا ہے کہ اگر کوئی تجھے دہنی گال پر طمانچہ بہ تو یا میں گال پیرو۔ (ہی-۵-۳۹)
قرآن میں یہ بات ہی کہی ہے کہ برائی کو معافی کر و چنانچہ سورہ شعراء میں فرمایا ہے۔

وَحِزْاؤِ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٍ مِّثْلُهَا فَضْحًا
وَأَصْلُهُمْ فَاجِرٌ عَلَى اللَّهِ - إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي
الظَّالِمِينَ ۝ وَلَمَّا مَنَّ عَلَيْهِمْ وَغُفِّرَ لَكَ ذُنُوبَكَ
عَنِ الْإِسْثِ (شوری ع ۴۲)

برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ پر جو معاف کر دے
اور درستی کر دے اس کا اجر خدا پر ہے۔ خدا ظالموں
کو دوست نہیں رکھتا۔ اور فرمایا جو صبر کرے اور
معافی دے تو وہ بہت کئے کاموں سے ہے۔

اور بقرہ میں حکم قصاص کے بیان میں کہا ہے کہ جب کو اپنے بہائی سے خون عاف ہو جاوے
فَمَنْ عَفَى لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتَّبِعْ ظِلْمًا
وَأَدِّاءُ إِلَيْهِ بَأْسًا ۝ (بقرہ ع ۲۲)

بہائی کہنا صرف اسی ترغیب سے ہے کہ کو بہائی سمجھ کر معاف کر دین۔
مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو تم پر زیادتی کرے اس پر تم ویسی ہی زیادتی کرو۔ اور
فرمایا کہ تمہارے لئے قصاص کا حکم ہے جس میں
بے لے اصل کے غلام بے لے غلام کے اور عورت
بے لے عورت کے۔

فَمَنْ عَفَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ
(بقرہ ع ۲۲)
کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقَصَاصُ فِي الْقَتْلِ الْعَرِالِ وَالْجُرْحِ وَالْعَبْدِ
بِالْعَبْدِ وَالْأَنْثَى بِالْأَنْثَى (بقرہ ع ۲۲)

اندر وزن قسم کے احکام کے بیان میں عایت سیاست انتظام یہی لپی جاتی ہے۔ اور اخلاقی تعلیم
موجود ہے۔ ظالم کو بدلہ کا ڈر سنا دیا۔ اور نیکوں کو معافی کا حکم دیا۔ اس میں یہ فائدہ ہوا کہ ظالم
خوف مواخذہ سے ڈر گیا۔ اور نیکوں کو معافی کا حکم دیا گیا۔

بخلاف تعلیم انجیل کے کہ اس میں اخلاقی تعلیم تو ہوئی مگر ظالم کو ظلم سے روک نہ ہوئی
بلکہ ظلم کر نیکی جرات دلائی گئی۔ جب وہ دیکھو کہ مظلوم نے ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری گال میری
طرف کر دی ہے۔ تو وہ بی دھڑک ہر کسی کو مارتا پھرتے گا۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ یہی کسی کے ہاتھ سے

سے مارا جاوے گا۔ اس میں نہ صرف ایک ظالم کا بگاڑ ہے۔ یا اس مظلوم کا ظاہری نقصان ہے بلکہ کل عالم کا بگاڑ ہے۔ نقصان متصور ہے۔ اسی نظر سے قرآن اپنی اس حکیمانہ دورِ رخی تعلیم پر فخر کیا ہے۔ اور

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ
(بقیہ ج ۲۲)

حکم قصاص کا یہ بہید بتا یا ہے کہ اس حکم میں تمہارے لئے
زندگانی ہے۔

اور سورہ حج میں فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ لڑنے کے بدلے لڑنے کا حکم دینے سے ایک کو دوسرے
وَلَوْ دَفَعَ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ مِّنَ الصَّوَالِغِ وَبَيْنَ صَلَواتٍ وَمَسْجِدٍ دِيكَرَ فَيَا
اسم الله كثر - (حج ج ۶)

سے نہ روکتا تو صدمے اور نیسے اور حج اور مسجد
جنہیں خدا کا نام لیا جاتا ہے سب کے سب
گر جاتیں۔

(۲) انجیل میں کہا ہے کہ جو تجھے عدالت میں لیجائے اور تیرا چوہہ مار کر تو اسی کوٹ بھی دے
اور جو تجھے ایک میل بگایا لیجائے تو دو میل سکے ساتھ جا۔ (متی ۵-۲۰، ۲۱)

اس حکم سے اگر یہ مراد ہے کہ ظالم کے لگے دب جا تو اس کی نسبت قرآن کا فیصلہ پہلے حکم میں
اچکا چونکہ بالکل ایسا دے کہ پھر ظالم سر نہ اٹھانے دے۔ اور نہ بالکل کسی مقابلہ کیلئے کھڑا ہو کر ہے۔
اور اگر اس سے صدقہ و خیرات مراد ہے تو قرآن نے یہ نام بھی رکھا یا۔ اور مومنوں کی تعریف میں
وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَافَةٌ
وَمَن يُوقِ شَمْلَ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ مِمَّن لَّا تَنفَعُ

فرمایا ہے کہ وہ اپنی جانوں پر اور دن کو مقدم کرتے
ہیں۔ اگرچہ وہ فائدہ میں مبتلا ہوں۔ اور جو نفس کی
حرص الی سے بچا یا گیا وہ نجات پانے والا ہے۔

حکم ساتھ ہی اس کے یہ بھی فرمادیا ہے کہ تو اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ لے پھر تجھے ملامت کرے
(یعنی انجیل کہیں گے) اور نہ سہی پہنچا دے تاکہ تو
خالی ہاتھ بیٹھ رہے۔

اس میں بھی قتال و انتظام عام کی رعایت ہے جو انجیل کی تعلیم میں نہیں ہے۔
(۳) انجیل میں کہا ہے کہ تو دشمن کو پیار کرنا کر لے برکت چاہ جو تہنیں لعنت کین (متی ۵-۴۴)

قرآن میں ہی صاف فرمایا ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں تو بدی کو نیکی سے روک کر جو تیراؤ گن

ہے وہ گرم جوش دوست ہو جائیگا۔ اس
دوست کو وہی لوگ لپیٹے ہیں جو صابر ہیں۔
اور بڑے نصیب والے ہیں۔

وَلَا تَسْكُنُ الْيَتِيمَ وَلَا الْيَتِيمَ وَلَا السَّيِّئَةَ اَدْفَعْ بَلَاً يَلْقَى
هِيَ اِلْحَسَنُ فَاِذَا الْاَلْحَسَنُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ تَا
وَلِيٍّ جَلِيْمٍ وَمَا يَلْقَاهَا اِلَّا الْاَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا
يَلْفُظُوْا اِلَّا ذَوْخًا عَظِيْمًا - (مُحَمَّدٌ ۲۵)

مکمل سمجھیں یہی اس اعتدال و انتظام عام کی رعایت ہے جو پہلے حکم میں بیان ہو چکی ہے۔ کہ نہ
ایک دشمن کے آگے جھک جاوے۔ نہ ہر ایک سے مقابلہ کرے۔ نرمی بھی کرے۔ اور سختی سے
بھی ڈراتا رہے۔ اسی تعلیم کے موافق ایک دانشمند نے کہا ہے۔

درستی و نرمی بہم در بہت چو گرزن کہ جزا و مہم نہ است
اسفہون کو دیکھ کر عیسائی انصاف کہہ گئے تو پھر اخلاقی تعلیم میں نبی اکرم کو قرآن پر ترجیح دینے
کی انصافی بہت دہری کرین تو اسکا علاج نہیں۔

تبصرہ

اس مقام میں جو ہم نے اخلاقی تعلیم میں انجیل کا نقص بیان کیا ہے یہ بتانا کہ قرآن نقص ہے
ورنہ بجائی خود قطع نظر مقابلہ تعلیم قرآن سچو ہی کمال ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ جس موقع پر ادھر
میں اور جن اشخاص کی نسبت وہ حکم ہوا تھا۔ (اگر وہ یہی حکم الہی اور تبدیل و تغیر سے محفوظ
ہے) اس وقت زمانہ و اشخاص کے لیے وہی حکم مناسب با کمال ہو۔ اس وقت کے لوگ سختی کے مقابلہ
میں سختی کر نیسے منتقل نہ ہوتے ہونگے۔ بلکہ اپراور اوجھت ہو گئے یا اس وقت مسیح علیہ السلام کو سختی
کرنا سزا دیا تھا۔ اسی لیے سختی پر محض نرمی و معافی کو اختیار کیا۔ لہذا اس وقت اسی حکم میں کمال
تھا۔ تعلیم قرآنی میں اس کے مقابلہ میں یہ کمال ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر موقع اور ہر شخص کی نسبت
مناسب حکم کے متعین ہے۔ اسی لیے قرآن کے مقابلہ میں اس تعلیم انجیل پر نقص کا طے لگانا
ہو سکتا ہے۔ اگرچہ وہ تعلیم انجیل بجائے خود کمال سے خالی نہیں ہے۔

یہ بات سلیٹے جانی گئی ہے۔ کہ کسی بنی یا کتاب آسمانی کی تعلیم کو (خدا کی طرف سے ماکر) مطلق ناقص و خالی از حکمت کہنا منافی ایمان و تسلیم ہے جو لوگ ایک دوسرے کے مقابل و مناظر اس بات کو نہیں جانتے وہ اپنے بنی یا کتاب کی ترجیح و تعریف کے وقت بلا تمیز و تفصیل صاف مخاطب کو کہہ دیتے ہیں کہ تمہارے بنی یا کتاب میں یہ عیب و نقصاں ہیں۔ اور ہمارے بنی یا کتاب میں یہ خوبی و کمال اور وہ یہ بھی نہیں خیال کرتے کہ اگر بنی یا کتاب کی ایسی تعریف جس میں دوسرے بنی یا کتاب کی امانت پائی جاوے بالاتفاق حرام ہے۔

القاب مذہبی

ہمارے زمانہ میں اور جو اسکے قریب قریب گزر رہے۔ جب بچے ہوش سنہلے ہوتے ہیں تو انکے دیندار والدین انکو یہ سوال و جواب تلقین کرتے ہیں۔

سوال جواب سوال جواب سوال جواب

تم بچے کیسے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے۔ اس کی ہو۔ محمد رسول اللہ کی مذہب کیسے۔ اہم عظیم صحت
آخر اس تلقین کا اثر و نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ امام مذہب کا ماننا ایسا جزو ایمان سمجھا جاتا ہے جیسا
خدا و رسول علیہ السلام کو ماننا و بناؤ علیہ عام خیالات میں خفی یا شافی (جہاں شافی ہوتے
ہوں) کہلانا فرض سمجھا جاتا ہے۔ اور جو خفی یا شافی نہ کہلاوے وہ لازم مذہب بنتا ہے۔ انکے
مقابلہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کسی مذہب بشہور کی طرف منسوب نہ ہوں اور خفی یا شافی کہلانا
ضروری نہیں سمجھتے۔ صرف مسلمان یا محمدی کہلانا کافی خیال کرتے ہیں۔ انہیں بعض
خفی و شافی کہلانے کو بدعت بعض شرک بھی کہتے ہیں۔

(نو، اول رحقی و شافی کہلانے کو بدعت و شرک کہنے کے مقابلہ میں) محمدی مذہب کہلانے
کو کفر سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مذہب (چنانچہ حضرت شاہ عبدالغفر علیہ الرحمۃ
تختہ آستانہ عشریہ میں لکھا ہے) اسطریق کا نام ہے جب کو بعض امتی اپنے ذہم و ہمت سے
نکالیں اور بعد تواریخ عقیدہ مقرر کر کے انکے موافق اولہ شرعیہ سے مسائل نکال کر ایک مذہب مقرر

کر دین اہمیں خطا و صواب و دونوں کا احتمال ہے۔ اس لیے اسکو خدا و رسول کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا۔“

اس اختلاف القاب کا یہ اثر پیدا ہوا ہے کہ اسلام کے دو حصہ بن گئے۔ اور مسلمانوں کے دو گروہ وہ باہم مخالف بن گئے جو ایک دوسرے کے دینی و قومی کاموں میں لگے لگے اسلامی و قومی کام نہ سمجھ سکے۔ خلل انداز ہوتے ہیں۔ وہ مدرسہ بنانا چاہتے ہیں تو یہ فراہمی چندہ کے مزاحم ہوتے ہیں۔ اگر وہ مسجد بنانا چاہتے ہیں تو یہ بنانے نہیں دیتے۔ بن جائے تو تو ائمہ مسجد ضرار ہونے کا فتنوی لگاتے ہیں۔ اور اپنی مسجدوں میں انکو نماز نہیں پڑھتے دیتے۔ یہ اُنکے قومی و دینی کاموں میں ایسی تقصیل سے رخ نہ اندازی کرتے ہیں۔

بعضوں میں فریقین کی نصیحت مد نظر ہے۔ اور جانبین کی خدمت میں برادرانہ التماس ہے کہ فریقین اپنی اپنی حالت ضعف و تنزل پر رحم فرماویں۔ اور اس افراط سے باز آویں۔ اور اسمذہب کو غور سے پڑھ کر فریقین فرماویں۔ کہ حنفی یا محمدی کہلانا ایسے جرائم سے نہیں جنہرہ احکام و آثار مخالفت مرتب کیے جاویں۔

پچھلے پچھلے عیسائی بہانیوں المحدث کیندست میں (جو محمدی کہلاتے ہیں) ملتس ہیں کہ سبھی اشخاص سلف سے خلف تک جو حنفی شافعی کہلاتے چلے آئے ہیں۔ اس حقیقی شافعی کہلاتے کو حنفی ایمان و داخل اسلام نہیں سمجھتے بلکہ صرف ان ائمہ سے بعض مسائل میں موافقت رائی ہو سکے سبب انکی طرف منسوب ہیں۔ اور صرف اس نسبت کی تمیز کر لیں حنفی شافعی کہلاتے ہیں۔ اس وقت و کتاب میں وہ محمدی ہو نیسے انکاری نہیں۔ اور نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین یا سنت کی پیروی سے عاری ہیں۔ بلکہ اتباع محمدی کو وہ شرط ایمان جانتے ہیں۔ اور پیروی سنت کو حرز جان۔ چنانچہ اماموں کے اقوال کو ظاہر سنت سے مخالف پاتے ہیں۔ اور انکی موافقت اور پیروی سے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ اور اہل اس شخص کے موافق یا پیروہ جاتے ہیں جسکے قول کو موافق سنت پاتے ہیں۔ دیکھو سلف ائمہ سے امام شافعی نے جو حنفی مشہور ہے کیا

کہا ہے۔ کہ میں ہر بات میں امام ابو حنیفہ کا مقلد نہیں ہوں۔ اور اسکے موافق شرح معانی الآثار میں کیسا عمل کر دکھا یا ہے کہ جہاں امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول سنت کے مخالف پایا وہاں۔ فقہا قال ابو حنیفہ باطل صاف سنا دیا۔ قاضی ابوعلی و قاضی حسین و قتال وغیرہ نے یہی کیا صاف صاف کہہ دیا ہے۔ کہ ہم امام شافعی کے مقلد نہیں۔ یہی وغیرہ علماء نے کئی کئی بار کہا کہ میں امام شافعی کا مخالف کیا ہے۔ انکو افعال و مقالات کی تفصیل کتب مستدررین میں موجود ہے جبکہ کسی قدر نقل اشاعت تہذیبیات اساتذہ اسنہ خصوصاً (نمبر جلد ۲۵۰) بھی ہو چکی ہے۔ متاخرین حنفیہ شیخ ابن الہمام صبر حنفی مذہب کی تقلید و تائید کا زیادہ گمان کیا جاتا ہے۔ بہتری جگہ فتح القدیر میں حنفی مذہب سے الگ ہو گیا ہے سیکرہ مسئلہ آئین بالجہر میں اسے حدیث اخفاء آئین کو چار دلائل سے ضعیف بنا کر حدیث جہر سے اس کی تطبیق و موافقت کی ایسی جہ بیان کی ہے۔ جہاں اصل جہر کی تسلیم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ کہا ہے۔ اگر سباب میں میرے کچھ خستیار ہو تو میں دونوں حدیثوں جہر و اخفاء کو یوں باہم متفق کر دوں کہ آہستہ کہتے ہیں مراد ہے کہ بہت نہ چلاتے۔ اور جہر سے یہ مراد ہے کہ سینے سے نکلنے والی کو چنچر والی آواز سے کہتے۔

ولو كان الخفي في هذا شيء كوفقت بان
رواية الخفض بزيادة عدم الفهم الخفيف
ورواية الجهر بحسن قولها في ذل الصوات
(فتح المقيّد)

اور مسئلہ عورتوں کی امت و جماعت میں روایت کراہت تحریمی کا خلاف کیا۔ اور صاف کہہ دیا ہے۔ کہ جو صاحب ہدایہ نے حدیث امت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی منسوخ ہونے دعویٰ کیا ہے یہ ثابت نہیں۔ اور اگر حدیث ابو داؤد وغیرہ

و لكن يبقى الكلام بعد هذا في تعيين
النسخ اذ لا بد ان ادعاء النسخ منه
لم يتحقق في النسخ الا ما ذكر بعضهم من مكان
كونه ما في ابی داؤد و صحيح ابن خزيمة
صحيح المرواة في ميثا افضل من صلواتها
حجرتها و صلواتها في ميثا افضل من صلواتها

فِي بَيْتِهَا بَيْنَ الْخِزَانَةِ الَّتِي تَكُونُ الْبَيْتِ وَكَأَنَّ
ابْرَحِيْمَةَ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
الْحَبْلُ الْمَرْأَةِ إِلَى الْفَقْرِ فِي أَشَدِّ مَكَانٍ يَتَنَبَّأُ
ظِلْمَةً فِي حَقِّهِ لَهُ وَكَانَ جَانِ اقْرَبَ مَا كَانَ
مِنْ حَقِّهِ رَهْجًا وَرَى قُرْبَتِهَا وَمَعْلُومٌ أَنَّ الْخِدْمَةَ
لَا يَسْعَى الْعَمَلُ وَلَا قَرْبَتِهَا وَأَشَدُّ ظِلْمَةً وَكَانَ يَحْفَظُ
مَا فِیْهِ وَيَقْدِرُ التَّسْلِيمَ فَمَا يُقْبِلُ مِنْ السَّنَةِ
هُوَ يَسْتَلْزِمُ ثَبُوتَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ فِي الْفَعْلِ
وَمَرْجِعًا إِلَى خَلَاوَةٍ وَلَا عَلَيْنَا أَنْ تَذْهَبَ
فَإِنَّ الْمَقْصُودَ اتِّبَاعَ الْحَقِّ فَخَرُّ الْقَدَمِ عَلَى الْحَقِّ

سے جس میں ہم بیان ہم سے کہ عورت
کی نماز اندھیری کو ٹھہری میں افسوس ہے
اسکا منسوخ ہونا مان ہی لیا جاوے
تو اس سے صرف جماعت کی سنت
ہونے کا نسخ معام ہو سکتا ہے۔ یہاں
مکروہ تحریمی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ نہایت
یہ کہ اولیٰ نہو۔ آخر کہا ہے۔ کہ ہم اس
مذہب پر چلنا واجب نہیں ہے۔
مطلب اتباع حق سے ہے خواہ کہین
ہو۔

ہمارے زمانہ کے مشہور حنفی مولوی عبدالحی صاحب کہنوی نے جو اس باب میں فرمایا ہے وہ
بہی نہیں شاعہ السنہ (نمبر جلد ۲) میں منقول ہو چکا ہے۔ اس مقام میں ایک رتول انکا نقل کیا جاتا ہے
آپ رسالہ فوائد بہیمیہ فی تراجم الحنفیہ میں فرماتے ہیں۔ ائمہ اربعہ کو معتقد

وَأَعْلَمُ أَنَّ مَعْلُومَ الْأَمَّةِ الْأَرْبَعَةِ أَشْهُدُهَا
بِالْإِسْتِثْنَاءِ لِلْحَضَرَاتِ مَعْلُومِ الْعِلْمِ وَالْحَقِيقَةِ
وَالسَّانِفَةِ وَالْمَالِكِيَّةِ وَالْحَنْبَلِيَّةِ لِجَمَلِ التَّمَيُّنِ
بَيْنَهُمْ وَيَقَرُّ أَحَدُهُمْ عَنْ ثَانِيهِمْ وَالْحَقِيقَةُ كُلُّ
لِطَائِفَةٍ مِنْهُمْ حَقِيقَةٌ فَلَنْ تَقْلِبَهُمْ أَثْمَتُهُمْ
الْمَعْلُومَةُ عَلَى مَسْأَلَتِهِمْ سَلُولًا عَلَى طَرِيقِ الشَّيْخِ صَلَوَاتُ اللَّهِ
عَلَيْهِمْ سَلَامٌ وَاعْتِرَافٌ بِذَلِكَ الْمَنْبِغِ الْأَعْلَمِ

اماموں کی طرف منسوب ہونے سے اس لیے
مشہور تھے۔ کہ ان میں اس نسبت میں تمیز
ہو۔ اور ائمہ دوسرے علیحدہ ہو کر پچھا جاتا ہے
اور حقیقت میں وہ سب محمدی تھے۔ کیونکہ
اماموں کی تقلید کرنا اور انکو راہ پر چلنا بعید
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلنا ہے
اور اسی چشمہ سے جلو بھرنا۔

ایسے شخصوں کے نفسی یا سیاسی کھلانے کو کون بدعت کہہ سکتا ہے۔ اور انکا شرک ہونا تو کچھ بھی معنی

نہیں رکھتا۔

ہاں بعض ایسے ضدی متعصب حنفی و شافعی ہیں جو ہر شخص پر (عالم کیون نہوں) امام ابوحنیفہ یا شافعی کی تقلید خدا کی طرف سے فرض سمجھتے ہیں اور اسی اعتقاد اور معنی سے حنفی و شافعی کہلاتے ہیں۔ اور اس تقلید کی اپندی سے وہ صریح نصوص کتاب سنت کو جو ان کے ائمہ کے اقوال سے مخالف نہ ہوں قبول نہیں کرتے اور انکو رد و جواب میں صاف کہہ دیتے ہیں۔ مارا بحدیث چہ کار۔ قول امام بیہار۔ ایسے متعصب حنفیوں اور شافعیوں کو تو خود حق و منصف حنفی ہی اچھا نہیں سمجھتے۔ چنانچہ عنایت اللہ (نمبر ۱ جلد ۲) میں نقل ہرچا کہہ ولیکن ان معدودی چند نام کے علماء یا اکثر جہلاء کی نظر سے ہلکویہ نہیں بچتا کہ ہم متقیوں اکلون اور پھلوں کو برا جانیں۔ اور جہاں کسی پر حنفی یا شافعی کا نام آیا اسکو ان ہی میں شمار کریں۔

اب دوسرے علائی بہائیوں جعفریوں شافعیوں کی خدمت میں التماس کہ وہ الحمد للہ کے حنفی یا شافعی نہ کہلانے صرف مسلمان یا محمدی کہلانے پر اکتفا کرنے سے بڑا نہ سناویں۔ اور یہ خیال فقیر ما دین کہ انکی مسلمان یا محمدی کہلانے سے یہ نیت ہے کہ بچے سوا اور لوگ (جو حنفی شافعی کہلاتے ہیں) محمدی یا مسلمان نہیں ہیں۔ یا یہ کہ وہ امام ابوحنیفہ و شافعی کو بزرگ نہیں جانے۔ اسلیئے انکی طرف منسوب ہوئے اور حنفی شافعی کہلانے کو بڑا سمجھتے ہیں۔ حاشا و کذا انکے مسلمان و محمدی کہلانے کی وجہ صرف یہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو امامی، مشرک اسلام و محدث پر پالے ہیں جو سب اہل مذہب میں متفق ہے۔ اور وہ کسی خاص امام یا مذہب سے کچھ خصوصیت نہیں رکھتے وہ امام ابوحنیفہ کے اصول و اقوال موافق سنت کو ایسے ہی ماننے ہیں جیسے امام شافعی کے اقوال موافق سنت کو۔ اسلیئے وہ کسی خاص مذہب یا امام کی طرف منسوب ہونے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے اور نہ انقلب سحر عام و مشترک مسلمان یا محمدی کچھ مقرر نہیں کر سکتے ہمارے

علانی بھائی حنفی و شافعی انصاف کریں تو ضرور مان لیں کہ اس المجہدیت کے محمدی یا مسلمان کہلانے میں کوئی تفاخر بیجا و طعن ناروا اور کسی امر حق سے انکار اور ناحق پر اصرار پایا نہیں جاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب کوئی مسلمان (جو محمدی کا ٹھہلا ہوتا ہے) کہلانا بلکہ یہ نام تو حضرت ابراہیم علیہ السلام زمانہ سے چلا آتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارا نام مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رکھا گیا ہے۔

ہو سبک المصلین من قلیل

(الحج ۱۶)

انہدین کوئی ایک ہی ایسا نہ تھا جو کسی خاص امام یا پیشوا کی طرف منسوب ہوتا۔ اور بیجا مذہب صدیقی یا عمری یا عثمانی یا علوی کہلاتا۔ دور کیوں جا دیں اللہ مذہب کو کیوں نہ دیکھیں۔ انہیں کون تھا کہ وہ جن ہوتا دون اور پیشواؤں کے اصول پر چلتا بلحاظ مذہب آپ کو انکی طرف نسبت کرتا ہو۔ امام ابو حنیفہؒ کو ابراہیم و علقمہ تابعیوں ابن مسعود صحابی کے زیادہ پیرو تھے۔ ابراہیم یا علقمی یا مسعودی کہلاتا ہے۔ امام شافعی جو امام مالک کے بڑے صحبتی و شاگرد تھے۔ مالکی کہلاتا ہے و علی بن النقیس۔ اگر کہو کہ وہ مجتہد تھے سلیو وہ کسی دوسرے مجتہد کی طرف منسوب نہ ہوتے تو اس پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ آخر مجتہد ایک وقت معین پر بعد حصول کمال ہوتے۔ اس وقت اور کمال سے پہلے تو صدیقی یا مسعودی یا ابراہیمی کہلاتا ہوتا۔ اس تعامل سبب سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مقتدا یا امام کی طرف منسوب ہونا اور زمانوں میں داخل دین نہیں سمجھا گیا۔ یہی امر اگر اہل حدیث زمانہ متاخرین میں پایا گیا اور انہوں نے حنفی یا شافعی نہ کہلایا تو کیا گناہ ہوا۔

سپریم سوال وارد ہو۔ کہ نذر مذہب سے پہلے تو بیشک صرف مسلمان محمدی کہلانا معمول و درج تھا۔ نذر مذہب کے بعد کون ایسا ہو گیا جسے باہمی مخاطب میں محمدی کہلایا ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ المجہدیت سبھی سوا چند متاخرین کے صرف محمدی کہلاتی اور حنفی و شافعی کے لقب سے نامزد نہ تھے۔ ابن شاہین محدث جو چوتھی صدی میں

اشاعت السنن

(بقیہ مضمون الف باب نہویں)

گذر چکے ہیں۔ اذکر لہ مذہب اہل قولنا محمدیہ کہ میں محمدی مذہب ہوں چنانچہ **مختص طہقات** المذہبات فی الذلجہ سنتہ حسن عثمانی و ثلاثہ

اب رہا۔ اس سوال کا جواب کہ مذہب تو اس طریق اجتہادی و فنی کا نام ہے جو اجتہاد سے نکلا جاتا ہے۔ اور وہ محتمل خط و صواب ہوتا ہے۔ پس دین اسلام کو جو منصوص اور قطعی ہو کیونکر مذہب کہا جاسکتا ہو یہ ہے۔ کہ یہ معنی مذہب کے ایک خاص اصطلاح کے موافق ہیں۔ اور کسی کی اصطلاح میں کچھ جھگڑا نہیں ہو سکتا چنانچہ لا مناقشۃ فی الاصل اصطلاح سنیہ مشہور ہے اس معنی اصطلاح کی نظر سے دین اسلام کوئی مذہب نہیں ہے تو اس سے بحث نہیں ہے مگر مذہب کے معنی لغت اور عرف عام میں تو نہایت وسیع ہیں۔ لغت و عرف عام میں ہر ایک شے اور طریق کو قطعی ہو خواہ ظنی ہو قطعی ہو خواہ اجتہادی مذہب بولا جاتا ہے۔ چنانچہ قاسم و صراح وغیرہ کتب لغات عربی و فارسی میں مذہب کے ایسے ہی عام معنی سے تفسیر کیا ہے قاسم و صراح

کہا ہے کہ مذہب اس عقائد کا نام ہے جسکی طرف کوئی گیا ہو (یعنی قطعی ہو خواہ ظنی نصی ہو خواہ اجتہادی) المذہب العقائد لکنین الذی لا یطریقہ الا مصل موافق اور راہ اور اس کو بھی کہتے ہیں۔ اور ایسی ہی صراح میں ہے۔ اور غیاث اللغات میں لکھا ہے مذہب بالفتح میر وزن کتب جای رفتن و راہ مجازاً دین و آئین۔ اس معنی اور محاورہ عام سے بڑے بڑے اساطین دین المہ مجتہدین حدیث کو باوجودیکہ وہ نص ہے۔ مذہب کہا ہے۔ چارون الامون سے منقول ہے کہ جب حدیث صحیح ہو جائے وہی مذہب ہے۔ چنانچہ امام شعرانی اشعرجیحی الدین ابن عربی نے النسخ نقل کیا ہے۔ اور خصوصاً امام شافعی سے بہت سی حاکم وغیرہ نے۔

وقد اقدم قول الامۃ کلام اذا لم یحکم فیہ
فہو مذہبنا۔ میزان کبرانی شریفی
صفحہ ۷۲۔

جب لغت و عرف کی نظر سے اکابر المذہب دین نے نفوس اسلام کو مذہب کہا ہے تو پھر اگر کوئی اس معنی کے دین اسلام کو مذہب کہے۔ اور محمدی المذہب کہلاوے تو اسکو کافر

مطمع راض بنہد امر شرع میں جہا

کیونکہ کہا جاسکتا ہے۔ اس ملک ہند میں سب سے پہلے کھلم کھلے طور پر مولوی محمد علی شہید علیہ الرحمۃ نے محمدی کہلا یا ہے۔ اور حنفی شافعی کہلانے پر سکو ترجیح دی ہے آپ کی تقریر ترجیح سے ہی ہمارے بیان کی تصدیق ہوئی اور یہ بات نکلتی ہے کہ حنفی شافعی کہلانے کو وہ بھی بُرا نہ سمجھتے ان مذاہب کو جو چئمہ شریعت کے حوض سمجھتے۔ اور ان مذاہب کے ناموں کو وہ تا بہان شرعی خیال کرتے۔ پر انہی طرف منسوب ہونے اور حنفی و شافعی کہلانے کو ایسا ضروری نہ سمجھتے۔ جیسے آن حضرت علیہ السلام کے منسوب ہونے اور محمدی کہلانے کو سمجھتے انکا کلام باغت نظام الہدیت کے نزدیک تو مسلم ہی ہے اہل تقلید ہی اگر سوطین سابقہ کو کی طرف کے غور و انصاف سے اسکو پڑھینگے بی چون و چرا اسکو مان لینگے۔ اسلئے اسکا نقل بہ مقام میں فائدہ طرفین سے خالی نہیں۔ آپ کتاب **الایضاح الحق** کے صفحہ ۴۵ میں فرماتے ہیں۔ پس باید دانست کہ حضرت مالک علیہ السلام الاطلاق و مالک بالاحتقاق جلت قدرہ بنا بر نظم و نسق ملت ضعیفہ دو کارخانہ عظیم قائم فرمودہ اول التست کہ مدار شیوع ملت برہنت و آن کارخانہ است کہ ایشان ملکیت تعلق دارد یعنی تکلیف بندگان خود بسوی اطاعت خود بطریق جبر و الزام کہ چار و ناچار آنرا قبول ابدا کرد و طوعا و کرہا بر بقہ اطاعت در کردن خود باید انداخت و در کز این کارخانہ متعصب رسالت است و فرمود آن مناصب اولی الامر است از خلفاء راشدین و ائمہ عادلین قضاات امصار مسلمین و نواب الشیخان از مصدقین و محققین پس ان عالیشان یعنی قرآن واضح البیان و پروانجات علیہ و شہادت جلیلہ از احادیث قدسیہ اولاً بسوی رسول مقبول خود وحی فرمود و قوانین و آئین بنا بر تفسیح مضامین فرامین کہ مستحبست بنویست در دل ہدایت منزل اولہام نمود و ثانیاً بساعی نامنین مذکورین در ہمہ اقطار و اکناف عالم شائع و ذائع گردانید و ہمہ بندگان خود را باطاعت او و ناسپان او مکلف گردانید و کارخانہ ثانی بنیاد بہ تمامات اول و مکملات اوست و آن کارخانہ است کہ برین سلوکیست تعلق دارد یعنی ہر یکا کردن امور کہ بندگان را در باب اقتضای احکام الہیہ و اتیان

سنت نبویه باطن استیاج پیش می آید و مرکز این کارخانه منصب حکومت است و فروع آن مکتب
 علما و اولیاست از قرآن و محدثین که احکام الهیه و احادیث نبویه بحسب جمیع امت میرسانند و مجتهدین
 شریعت که احکام قیاسیه متنباطی نمایند و شیوخ طریقت که بایز نظر بصلح وقت تدبیری
 برائے جرأت سنت استخراج میفرمایند و آنکه لغت و تفسیر و عربیت که نکات محاورات و قوانین
 زبان دانی ایضاح می نمایند و واقعین کتب فقه و جامعین فتنای و مصنفین رسائل مسلک
 و مؤلفین کتب عربیه که احکام مجتهدین و تخریجات مقلدین و کلمات مشائخ و اقوال علماء و عربیه
 را مرتب کرده در دفتر مبسوطه محرر نمایند پس اول را کمال خلافت و امامت میگویند و ثانی
 را کمال علم و ولایت و هر چند منشأ این هر دو کمال توجه عنایت الهیه است به تربیت بندگان خود
 و محیط اصلی آن هر دو قلوب انبیاست علیهم الصلوٰه و السلام اما اول نورست قوی الاشراف که
 از آفتاب سلطنت الهیه بر مرآت رسالت پرتواند زنده است و از آن بطریق انکسار تمام عالم را فرا
 گرفته و شب کفر و فساد را متلاشی گردانیده و روز اسلام و نظام دین را جلوه گر نموده و ثانی
 آب زلالیست که از ابر بر بوبیت باریده و از نواره حکمت انبیا به جوش زده و از آن بجا فیض قلوب
 مجتمع شده و بکام تشنگان آب طلب سبب ملایم ایشان رسیده پس لابد نیت اول را
 بر ثانی محفوظ باید داشت و انهما سیکه باول باید گرد ثانی نباید گذاشت مثلاً هر فردی را از افراد
 انسان خواه عالم باشد خواه جاهل خواه فاسق باشد خواه سفیه خواه کاتب باشد خواه انقیاض
 مضامین ظاهر کتاب سنت و تحقیق آن خواهد بود که خود خواه یا مستغنی از آن باز دیگر لازم آمد و ان شاء الله
 اطاعت انبیا و اولی الامر بالتعین از اول الامر بحسب جمیع امت واجب شده و مجاہرت بانقلاب
 خود باین ضرورت است و حاضر از تشبیه بکفار و خست ملا سبید عین و مشارکت بقا از ارکان
 دین شمرده شد و ان شاء الله ظاهر کتاب سنت و تشبیه آن در جمع قری و بلدان از ارکان دین محذو
 شد و تعیین و قاطع که در جمیع مجامع و مساجد بر سر منابر با ملازمین بسوی آن دعوت نمایند و
 تعیین مجتهدین که در هر کوی و بازار بجهت و قهر بسوی آن کشند از انفضال عبادات محذو و کرده شد و خلاف

قسم ثانی که هر کس را تحقیق احکام قیاسیه و اشغال صوفیه و قوانین عربیه ضرور نیست و اراده و تقلید
 شخصی معین از مجتهدین مشائخ در ارکان دین لازم نیست بلکه مهین تقدیم نیست که وقتی که حاجت
 پیش آید از کسی این نشان استفسار کرده شود نه آنکه اراده و تقلید هم مثل ائمه الانبیاء از ارکان
 شمرده شود و لقب حنفی و قادری بمثل لقب مسلمان سنی اظهار کرده شود و امتیاز از شافعیان
 و حشمتیان مثل امتیاز از کفار و روافض از لوازم دین شمرده شود و انتقال بر این دین بحدیست
 یا طریق بطریق مثل ارتداد و ابتداء یعنی موجب قتل و هتک معبود کرده شود یا دعوی
 اجتهاد و ولایت را مثل دعوی نبوت یا دعوی امامت بطریق بغی بر امام حق باعث قتال
 و امانت قرار داده شود یا نانی بینی که با طاعت قاضی جبر کردن میرسد نه بر طاعت مجتهد که رد
 حکم قاضی و احد قاضی دیگر را هم نمیرسد چه جای احاد و عا یا را بخلاف حکم مجتهد که بر هر قسمی قبل
 آن واجب نیست لاسیما فستیکه آنکس خود مجتهد باشد که در تقلید مجتهد اول صلاح جایز نیست و
 بغی بر امام حق اگر چه آن باغی ریاست امامت داشته باشد اصلاً جایز نیست به خلاف دعوی
 اجتهاد که فستیکه بلکه اجتهاد حاصل شود لابد دعوی اجتهاد باید کرد و تقلید را از گردن خود دور
 باید انداخت با بجز غرض از این کلام آنکه اشتغال بفتیش ظاهر کتاب و سنت و تعلم و تعلیم آن
 خواه بخواندن باشد خواه باستماع مضامین آن سعی و اشاعت آن از جنس اکل و شرب و
 لباس است که مدار زندگانی بر آنست و اشتغال بحکام فقهیه معتبره و اشغال صوفیه
 نافه از قبیل عا و دعا مجرب است که عند الضرورت بقدر حاجت بعمل آرند و بعد از آن
 بکار اصلی خود مشغول باشند و عنوان و شعاع خود محمدیه خالصه و تن قدیم باید داشت
 نه تمذهب بتمذهب خاص و انسلاک در طریق مخصوصه بلکه مذہب و طرق را مثل دکان علیارین
 باید شمرد و خود را از منسلکان چند محمدی پس چنانچه سپاهیان را عنوان سپه گری شعار
 است و اعلا کلمه سلطان کاری دارد و وقتی که بر دوائی محتاج میشوند از هر دو کلمه که بخت
 آید بگیرند و بقدر حاجت بحمل می آید و باقی را برای وقت ضرورت نگاه میدارند و

وہاں رو بار خود مشغول میباشند ہمچنین محمدیت خالصہ را شعار خود باید کرد و اقامت ظاہر سنت
را کا و بار خود باید داشت و احکام فقہیہ صحیحہ را و اشغال صوفیہ معتبرہ را کہ خالی از شوب
فساد و بدعت باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد و زاید از حاجت بآن تو غسل نباید کرد
باجملہ محمدی یا مسلمان تو اہل اسلام کا اصلی و قدیمی نام ہے۔ حنفی و شافعی کہلانا بھی حرام و
مطلقاً بڑا کام نہیں ہے۔ فریقین اس لفظی جھگڑوں سے دست بردار ہو جائیں۔ جو چاہیں
(محمدی یا حنفی) سو کھلا دیں۔ ایک دوسرے کو اپنا بیہائی تصور فرما دیں۔ اور اپنی ضعف
حالت پر ترس کھا دیں اور باہمی تفرقہ و تباعد سے باز آویں۔ اور سب آپس میں ملکر دینی
اور قومی کاموں کی رونق بڑھاویں۔

مین پھر کہتا ہوں (گو میرے دوست برائے نادین اور میری اس غیرت آمیز عزت
خیز مثال کو اقدام غیر کی خوشامد خیال فرما دیں) ہمارے مسلمان بیہائی عیسائیوں اور
ہندؤں کی طرف دیکھ کر ہی کچھ شرمادیں کہ وہ باوجودیکہ اصول مذہب مین با خود ماسخت
مخالف ہیں۔ عیسائیوں کے بہت سے فریقے (رومن کیتھولک۔ پروٹسٹنٹ۔ یونانی
سیرن۔ وغیرہ) ایسے مخالف ہیں۔ کہ ایک دوسرے کو دین عیسائی سے خارج
سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی ہندؤں کے مختلف فرقے۔ آریہ۔ برہم۔
وغیرہ آپس میں ایسے مخالف ہیں کہ ایک دوسرے کو نجات و
ہدایت پر نہیں سمجھتے۔ **تیسری بھی** وہ اول کاموں مین جو سب مین مشترک
ہیں ایک دوسرے کے مددگار ہو جاتے ہیں۔ اور ہر فرقہ کے مخصوص کاموں مین ایک دوسرے کے
خیل انداز نہیں ہوتے۔ رومن کیتھولک کا چرچ یا سکول قائم ہونے لگے تو پروٹسٹنٹ انہیں
کوئی رخصتہ نہیں ڈالتے۔ وہ انکے سپرچ و سکول مین رخصتہ اندازی نہیں کرتے۔ جیسا کہ
مسلمانوں سے ایک فریق کوئی مسجد یا مدرسہ بنانا چاہے تو فریق مخالف جتھر ہو سکے۔
زور عدالت سے خانہ جنگی سے خلل اندازی کو مستعد ہو جاتا ہے **اسی وجہ سے**

وہ اقوام دن بدن ایسی دینی و دنیاوی کی ترقی کر رہے ہیں۔ اور ہماری قوم دن بدن اپنے دنیاویں میں پس پا رہوتی جاتی ہے

شاید سپریمہ اعتراض ہے کہ اقوام غیر تو در اہنت و بیداری کرتے ہیں جو ایک دوسرے کے بڑے کام میں مجاہد نہیں ہوتے۔ اہل اسلام دیندار و پرہیزگار ہیں لہذا وہ حکم دین ایک دوسرے سے بغض رکھتے ہیں۔ اور ان کے بڑے کاموں میں مدد و رحمت کرتے ہیں اس میں تباہ و برباد ہی کیوں نہ ہو جائیں اور انکو ایسا ہی ہوتا اور رہنا چاہیے۔ اس کا جواب کھپتہ اشاعت السنہ نمبر ۱ جلد ۱۱ کے ضمیمہ میں جواب جن ہمہ دوی گابانی مبنی ہے۔ دیکھا ہے۔ اور مفصل جواب آئندہ ایک مستقل مضمون (بغض دین) میں دیا جاوے گا۔ اس مقام میں اس قدر کہنا کافی ہے کہ ان ہی بغض میں مسلمان بنیاد و حکم شریعت کے تباہ و ترقی ہو سکتے ہیں۔ جبکہ ہمیں قرب و رجات معروف و منکر کی رعایت کرین اور انہم کو پھر جو اس کے بعد اہم ہو ملحوظ رکھیں۔ توحید اسلام کو مستحبات سے مقدم سمجھ کر مستحبات کی اقامت میں ایسے طور پر کوشش کریں جن میں توحید و اسلام کا تہ سے جانا نہ ہو۔ کفر و شرک کو ادنیٰ کرد و سے بڑا سمجھ کر کردہ کی اقامت میں اس طرح سے کریں کہ اس میں کفر و شرک کی ترویج کو مدد نہ ملے۔ مگر یہاں یہ امر نہیں پایا جاتا۔

ایک نئی حنفی رفیع دین و امن سے روکنے اور جس حد میں ان افعال کے لوگ غافل ہیں اسکے بند کرنے میں ایسی کوشش کرنا ہے جس میں نماز چھوٹ جاوے۔ اور مسجد کی جگہ چرچ بن جاوے ایک سنی الحدیث رفیع دین کے جاری کرنے کے لیے یہ حکم لگا رہا ہے۔ کہ رفیع دین کریں تو نماز نہ پڑھیں و غلطی کیسی ہے جس میں رفیع دین نہ ہو۔ ہمارے بہائی انصاف کریں کہ بغض دین کی یہ صورت ہے۔ اور دینداری و پرہیزگاری امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے یہی معنی ہیں جو یہ کر رہے ہیں نہ بہائیوں کے لیے اب بھی ہوش سنبھالو اور اس افراط و تفریط سے اپنے آپ کو نکالو محمدی حنفی شافعی اہل حدیث اہل تقلید یہی صحابی ائمہ المؤمنین الخ ایک دوسرے کو بھائی بھائی اور اس میں ایک دوسرے کو بھائی بھائی اور اپنی عزت کو بڑاؤ۔ و صلی علیہ السلام الخ۔

پیری و مریدی

پیری و مریدی

جیسے اس زمانہ کے دیندار و پرہیزگار مسلمانوں میں تلقین امتحان اسلام کی وقت درہم سوال ہوتے ہیں جنکا بیان مضمون سابق ”القائمی“ میں ہو چکا ویسے ہی ایک سوال یہ بھی ہو رہا ہے۔ کہ تم کسکے مرید ہو؟۔ پھر اگر رسول خدا (جس سے سوال ہوا) نے جواب میں کسی پیر کا نام لیا تو وہ لگا اور سچا مسلمان سمجھا گیا۔ ورنہ اسے نقصان اسلام کا الزام آیا عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جسکا کوئی پیر نہیں اسکا پیر شیطان ہے۔ اور اسیلئے اکثر لوگوں کے اعتقاد میں پیر و مرشد بگڑنا ایسا جزو ایمان سمجھا جاتا ہے جیسے خدا و رسول پر ایمان لانا۔ جہلا کا ذکر نہیں اکثر علماء دیندار پرہیزگار جب علم کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہوتے ہیں تب مرشد کی تلاش میں پڑتے ہیں جب تک کسی کو مرشد نہ پالیں اپنے ایمان کو کامل و مصنون و مامون نہیں سمجھتے۔ اور نہ عام لوگ انکی ہمت و عزت و اعتبار کرتے ہیں حیفہ راون علماء کی عزت و اعتبار کرتے ہیں جو مرشد ولے اور صاحب ارشاد ہوتے ہیں۔

انکے مقابلہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو بیعت کرنے کو شکر و بیدینی کی جرئہ سمجھتے ہیں۔ اور آگے چلے سناخ عظام و اولیا و کرام کو دوکاندار و خطاکار جانتے ہیں۔ اور جو اذکار و وظائف وہ اپنے مریدوں کو بتاتے ہیں انکو بدعت و ضلالت سمجھتے ہیں۔

ان دو جماعتوں کے تفرقہ و باہمی فساد اور اسکے نتائج بھی اس تفرقہ و فساد اور اسکے نتائج سے کم نہیں جو پہلے دو فرقوں میں (جن کا ذکر مضمون سابق میں گذرا) پائے جاتے ہیں۔

طریقہ تریہ کہ ہمارے دیار پنجاب میں یہاں تفرقہ و فساد خاص ایکس جماعت میں (جو برہمے دیندار و پرہیزگار و موقد و شیعہ سنت کہلاتے ہیں) موجود ہے۔

انہیں زلیقی میشت گو عوام کی طرح پیری و مریدی کو فرض واجب نہیں جانتا اور نہ اس میں

ہیں قیود لگاتا ہے جو عوام لگاتے ہیں۔ مگر وہ اسکی ترویج والے التزام میں ایسا سرگرم ہے اور اس میں بعض مضموم پیری و مریدی کے ایسا پابند ہے جو اعتراض کا محل ہے۔

ہنگو چونکہ اہل اسلام کا باہم استیام و مظهر ہے۔ اسلئے ہم اس مضمون میں اس اختلاف کی نسبت ایک منصفانہ رائے اور بیچ کی راہ بیان کرتے ہیں۔ شاید فریقین اس سے نفع اٹھا لیں اور ہر کو دیکھ کر افراط و تفریط سے باز آویں۔ اور اس ناہمی تفرقہ کو چھوڑ کر اتحاد و اتفاق اختیار کریں۔

پس پہلے عام مسلمانوں کے دو مختلف جماعتوں کے اختلاف کی نسبت کچھ عرض کرتے ہیں پھر خاص جماعت موحدین و متبعین کی خدمت میں کچھ گزارش کریں گے۔

عام لوگوں سے فریق مذہب کی خدمت میں التماس ہے کہ بیشک بیعت توبہ سنت اور شرف و تاثیر صحبت ثابت ہے۔ چنانچہ بمقابلہ فریق ثانی اسکا کافی ثبوت دیا جاوے گا مگر رسمی پیری و مریدی اور اس امر سنون میں بہت فرق ہے۔

سنون تو صرف یہی امر ہے (چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل سے جو آئندہ مذکور ہوگا معلوم ہوتا ہے) کہ کسی حق مصالح کے ماتھے پر کوئی گناہوں سے توبہ کرے اور اسکے روبرو اس پر قائم رہنے کا عہد و سہارا کرے۔ اس میں وہ قیدین نہیں ہیں جو رسمی پیری و مریدی میں لوگ لگاتے ہیں۔ اور نہ اس سے وہ لوازم و نتائج پیدا ہوتے ہیں جو لوگ رسمی پیری و مریدی سے لگاتے ہیں۔

(۱) مثلاً جو لوگوں سے بیعت لے وہ خود کسی کام پر ہو چکا ہو۔ اور ہر کو پر بند بننے کی اجازت ہو۔

(۲) جو بیعت لے وہ پیر و مرشد کہلاوے۔ اور جو بیعت کرے وہ مرید اس مرشد کے سوائے اور علما و پٹشیوا خواہ اسکو کتنی ہی ہدایت و تسلیم ارشاد مسائل خفہ کر چکے ہوں اسکے مرشد نہ کہلاویں۔ اور نہ اسکو انکار دیا جاسکے۔ اور نہ اور لوگ جب کو اس پیر سے بیعت

لینے کے حق کی راہ بتائی ہے اسکی مرید کہلا دیں۔

(۳) جب تک کسی کی بیعت نہوتب تک اسکی صحبت سے فائدہ نہیں ہوتا۔

(۴) بیعت کے سوائے توبہ کا اثر نہیں ہوتا اور نہ دل صاف ہوتا ہے۔

(۵) باپ مرشد ہو تو بیٹا بھی مرشد ہو جاتا اور پہنچ مرشدی و پیری اسلئے بعد نسل جاگیدا پسندش کی طرح جاری رہتا ہے۔

(۶) پیر ایک ہی شخص کو بنانا چاہیے۔ اسی خیال سے کہا ہے جسے کہا ہے۔
دوئی بھند بہب عشاق معنوی کفرست + خدا کیے و محمد کیے و پیر کیے +

(۷) پیر بر عتقا ذکر لینا کافی ہے اسکے قول و عمل کو دیکھنا ضروری نہیں اسی خیال سے
کسی لئے کہا ہے۔ پیر بن خست۔ عتقاد من بس است۔ اسی عتقا د سے اکثر لوگ خاندانی و موروثی
بیرون کے مرید بننے ہیں گوانکے فہال کیسے ہی بد ہوں۔ شراب پیئیں۔ تلخ زنگ دیکھیں۔
صوم و صلوٰۃ کا نام نہ لیں۔ پینا پچھو وقت ہمارے ملک پنجاب میں ایسے کی خاندان ہیں۔
جنگلے سیادہ نشین رانڈن شراب میں مخمور رہتے ہیں۔ ناز و زہ کے پاس نہیں بھٹکتے۔
بھڑستار با لوگ (جن میں پڑھے لکھے بھی شامل ہیں) انکے مرید ہوتے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں
کہ یہ لوگ اولیاء اللہ ہیں انکو ظاہری شریعت کی پابندی محاف ہے اور اسنے عبادت کی
تکلیف اٹھائی گئی۔

(۸) جیسے پیری مرید عورتوں کا محرم ہو جاتا ہے۔ اس سے انکو پردہ و حجاب ضروری نہیں
رہتا۔ اس خیال سے بڑے بڑے نامی خاندانوں کے سجادہ نشین عورتیں سے ہاتھ میں ہاتھ
لیکر بیعت لیتے ہیں پھر مرید ہو جانے کے بعد وہ خلوتوں میں انکی پیش خدمت رہتی ہیں
انکے ہاتھ پاؤں چومتی ہیں۔ ٹھٹھی چا پی کرتی ہیں۔ بعض بعض نامی خاندانوں میں ایسا بھی ہوتا
ہے۔ کہ اس خلوت میں انکو اور کبھی بیعت باطنی نہیں چاہتا ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ملاحظہ نہ ہوتا
ہے۔ اور لوگوں کے مشاہدہ میں آتا ہے۔ کہا کرتے ہیں کہ یہ تہذیب مانع ہے ورنہ انکی ایک

انام لیکر جاتا۔ اور ان کے اس پیش الجہنی کو صداقت کا اہر کر سکتا۔ وہ عمل بظہار انبیاس میں
قیود و نتائج ہیں جو بعض خواص علماء میں اور کچھ عوام پہلا میں اس پیری مریدی کے ساتھ
پائے جاتے ہیں۔

فریق مثبت خود ہی انصاف کرے کہ یہ سب باتیں اس حدیث میں جبکہ ذکر قرآن میں آیا ہے
یا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رہا ہے پائے جاتے ہیں؟۔ یا اور کہیں کتاب اللہ
وسنت رسول اللہ میں ان باتوں کے وجود و ثبوت پر کوئی شہادت ہے۔؟
چنانچہ کتاب وسنت و عمل در گذرانہ حضرت رسالت کو تفحص کیا جاتا ہے۔ ان باتوں
کا کہیں پتہ نہیں لگتا۔ بلکہ بعض باتوں کا تو کتاب وسنت میں صریح خلاف پایا جاتا ہے
یہ مضمون ان سب باتوں کی تفصیل کا محل نہیں ہے۔ اس لیے بطور تمثیل بعض باتوں کا خلاف
شرعیہ ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

دختر میں جو کہا گیا ہے کہ پیری عورت کا محرم ہو جاتا ہے۔ اور بنا دا علیہ سیر بوقت بیعت مہر
کے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہیں اور انکو خلوت میں لجا کر اسے خدمت کرانے اور فیض پہنچانے
ہیں۔ بہت احادیث و آیات کے صریح مخالف ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سہی سلمان مرد و عورتوں کے حقیقی مرثیہ اور واقعی پیر
ہیں جب کسی عورت سے بیعت لیتے تو ہاتھ سے ہاتھ نہ ملاتے۔ اور نہ کہیں ان سے خلوت
کرتے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت
مکہ سے مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو اس ارشاد خداوندی سے۔ کلائی نبی جب تیرے پاس عورتیں آئیں
باتوں پر بیعت کرنے کو آوین کہ شرک کر گئی

عن عائشة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم ان رسول

الله صلى الله عليه وسلم كان يمتحن من هاجر اليه

من المؤمنين هل يقر الله تعالى يا ايها

النبي اذا جاءوك المؤمنات يا يعنك الى قوله

اور زنا اور قتل اولاد کر گئی اور کسی
پر تہمت نہ کہیں گی۔ اور اچھی بات میں
تیرے حکم کا خلاف نہ کر گئی تو اوں سے

عفود رحیم قال عمرو کما قالت عائشة فن
اقرأ هذه الشرط من المؤمنات قال هاد رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم کما قد یبکتک کلاماً قال
اللہ ما مست یدک ید امرأۃ قط فی المایعة
عما یأبئ عنہن لا بقوله قد یبکتک علی ذلک
رواہ البخاری ص ۲۶۔

کہی بیعت نہیں کی۔

بیت لولیٰ) امتحان کرتے ہیں جو عورت اس
شرط کی مقرر ہوتی اسی (صرف زانی) فرما دیتی
کہ پہنے تیری بجیت لی۔ خدا کی قسم ہے یہ زانی
عائشہ کہتے ہیں (کسی عورت کے ہاتھ کو انھیں
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ نہیں لگایا اور بخیر
اس زانی بات کہے کہ بیعتی تجھ سے بیت لی

۱۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عتکاف میں تھے آپ کے حرم محترم حضرت صفیہ آپ کی زیارت کو رہے

عن علی بن حسین ان صفیہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اخذت قراہا جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تلم تزوره فی عتکافہ فی المسجد العشرہ و آخر
من رمضان فحدثت عنہ عتاکم قامت
تقلب فی قلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم معہا قلبہا
حتی اذ ابلت باب المسجد عند باب سلمۃ
مردجہ لا یکن نسا فسلما علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہم فقال لہما اللہ اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم
انما فی صفیہ بنت حنیئ قال سبحان اللہ یا رسول اللہ
و کبر علیہما فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان یغیر ما یشاء
صلی اللہ علیہ وسلم ان یغیر فی قلبک ما یشاء

بخاری ص ۲۶۔

آمین۔ جب آپ انھی رخصت کے وقت
مسجد کے دروازہ تک شریف لگے
تو دروازہ کے پاس دو آدمی انصار
سے آئے۔ آپ نے ان کو نہیں سرا دیا
اکہ یہ صفیہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا
یا رسول اللہ سبحان اللہ یعنی کیا ہم آپ کے
پاس اجنبی عورت کے آنے کا گمان کر سکتے
ہیں؟۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
شیطان انسان کے اندر خون کی جگہ پیچ
جاتا ہے۔ میں ڈر کہ شیطان تمہارے
دین میں کچھ خیال برٹال رہے۔

۱۳۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجیت سے موسیٰ بن جعفر سے

کر مرشد و رہبر تھے۔ ارشاد فرمایا کہ ای علی گرتیری ایک لٹکے کسی اجنبی دوت پر پڑ جاوے
تو دوسری نگاہ اسپر نہ کرے۔ اور حضرت حمیر بن عبد اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے اجنبی عورت پر نگاہاں نظر نہ کرنا
کا حکم پوچھا تو آپ نے نظر کو پھیر لینے
کا حکم دیا۔

قال رسول الله ﷺ يا علي لا تتبع النظرة النظرة
(رواہ احمد)
او سمعت حمیر بن عبد الله قال سألت رسول الله ﷺ
سلم عن نظر الفحشاء فامرني ان اصرف بصري
(رواہ مسلم)

۱۰۰ (۲) رائد علی نے عام مرد اور عورتوں کو جنہیں پردہ پر مدہ بھی غسل ہیں ان عام الفاظ سے گناہوں
کے بچانے اور زینت کے چھپانے کا ارشاد کیا ہے۔ ای بنی مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھوں
(اجنبی عورتوں پر نظر کرنے سے) بند رکھیں اور اپنے
شرم گاہوں کو بچا کر رکھیں۔ یہ بہت اکیڑہ لکرا
اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو یہ کرتے ہیں۔

قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم يحفظوا
أفروجهم ذاك اذ كلهم ان الله خبير
بما يصنعون

اور مومن عورتوں کو (بھی) کہہ دے۔ اپنی آنکھوں کو (اجنبی مردوں پر نظر کرنے سے) بند رکھیں
اور اپنے شرم گاہوں کو بچا کر رکھیں۔ اور اپنی زینت
(عمدہ اور اندر والی لباس زیور و سنگار) کو ظاہر
نہ کریں۔ بجز بیکے جو ظاہری لباس ہے اور وہ زینت
و خوبصورت نہیں ہے) اور اپنے گریباؤں پر
اور ٹہنیوں پر ڈال لیں۔ اور اپنی زینت بجز اپنے غلاموں
یا بایوں یا خاوندوں کے یا بایوں کے یا اپنے بیٹوں
یا خاوندوں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں یا
بھتیجیوں یا اپنی دین عورتوں کے یا اپنے غلاموں
کے یا اعلان اتباع کے جنکو عورتوں کی خواہش نہیں
ہوتی۔ یا اون (ہوشیار) لوگوں کے جنکو عورتوں

وقل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن
ويحفظن افروجهن ولا يبدین زينتهن الا ما
كان منهن ولا يصرن بخمرهن على وجوههن ولا
يبدین زينتهن الا لبعولتهن واولیائهن واولیاء
ابوئهن واولیائهن واولیاء بعلوتهن واولیائهن
او بنی خواتن او بنی اخواتن او نسائهن او ما
امائهن واتباعین غیر اولیاء ربہ من الرجال
والطفل الذین لم ینظروا علی عورت النساء
ولا یصرن بملابسهن لیعلم ما یغفین من
زینتهن ویتوبوا الی اللہ جمیعاً ایہ المؤمنون

لعل کہ رتہ دلین (سودہ نمبر ۵)

چینی بائون پینوز اطلع نہیں کسی سہیلا کون

اور اپنا پاؤں زمین پر مار کر نہ چلین تاکہ انکی چپی نہ پٹ (ظفاح وغیرہ) ظاہر ہو کہ مومن اگر کتنے
جہ کام کہتے ہیں تو اسے سب کے سب ٹوہ نہ کرو تاکہ تم چھٹکا رانا پڑو۔

ان حضرت سے اللہ عز و جل یہ علم فرمایا ہے اجنبی عورت کی طرف نظر کرنا انکھون کا زنا ہے۔

اجنبی کی بات باتیں سنا کا لون کا زنا ہے۔

اس سے بات کرنا زبان کا زنا ہے۔ اتھ لگانا

ہاتھ کا زنا۔ اسکی طرف چلکر جانا پاؤں کا زنا

اور دل میں خواہش اور شہوت ہوتی ہے آخر

کو شہر گاہ ان سب زناؤں کو سچا کر دیتا ہے اگر

شہر گاہ سے زنا واقع ہو گیا یا آنسو جھوٹا کر دیا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ

اللہ علیہ السلام العینا زناهما النظر والافتان

زناهما اللسان والسا زناہ الکلام

والید زناہا البطش والرجل زناہا الخطا

والقلب یروی ویتمی ویصدق ذلک الفرج

و یکنزہ - (رداء مسلم)

اگر اس میں کچھ کر سب سے تائب ہوا۔

ایسی باتیں جو نمبر ۱ میں کہا گیا ہے سب مخالف شریعت ہے۔ جو خود مکرہ و دوسرے مکرہ

کی نگر ہو سکتا ہے۔ ۵۔ اونوشین گم ست کرار میری کند اللہ تعالیٰ فرما

تو کہہ دے کہ جو حق کی طرف دہائی کرے وہ لائق

اتباع ہے۔ یا خود راہ نہ پاوے جب تک اس کو کوئی

راہ نہ بتا دے۔ اور یہ بھی فرما دیا کہ کیا

تم لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور اپنے

آپ کو ٹھیلے ہو۔

افین لہید الی الحق احقان یتبع ام لا یتبع

اکان یبید ی فمالکم کیف تھکون

(پوش ع ۹)

اٹھروں الناس بالہو تفسون انفسکم

(بقرہ ع ۶)

اور حدیث شریف میں ایسے شخص کے حق میں جو اور دن کو اچھی بات کہے اور خود اس سے

نہ بچے سخت وعید وار د ہے۔ اور یہ کہہنا کہ اولیاء اللہ کو پابندی شریعت اور تکلیف عبادت

ممانف ہے سخت کفر و کجی ہے۔ طاعلی قاری شرح فقہ اکبر میں

فرماتے ہیں کہ بندہ جبکہ عقل و ہوش میں ہوتا ہے وہ ایسے مقام میں کبھی نہیں پہنچتا جس میں اس سے
 امر و نہی اوٹھ جاوے۔۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن
 میر فیم۔۔ را و یا کہ خدا کو ہانتا کیجئے رہو کہ تم کو
 موت آجاوے۔ اس آیت میں لفظ یقین سے
 یا تعالیٰ مفسرین موت مراد ہے۔ بعض قائلین
 اباحت یہ کہتے ہیں کہ جب بندہ کمالِ صحبت کو
 پہنچتا ہے۔ اور اسکا دل غفلت سے پاک ہو جاتا
 اور وہ کفر سے ایمان کو مقدم کر لیتا ہے تو اس سے
 امر و نہی ساقط ہو جاتا ہے پھر اس کو خدا کبیرہ
 گنا ہون کے سبب عذاب میں داخل نہیں کرتا۔
 بعض یوں کہتے ہیں کہ اس سے ظاہری عبادت میں
 ساقط ہو جاتی ہیں۔ اور اسکی عبادت خدا اور
 اخلاق کو درست کرنا ہو جاتی ہے۔

(ان العبد ما دام عاقلًا بالغًا لا يصلح المقام
 يسقط عنه الامرو والنهي لقوله تعالى واعبد
 ربك حتى ياتيك اليقين فقد هم
 المفسرون على ان المراد بالموت ودهب
 بعض اهل الاباحه الى ان العبد اذا بلغ
 غاية المحبة وصفاء قلبه عن الغفلة
 واختار الايمان على الكفر سقط عنه الامر
 والنهي ولا يخله الله التا بالمراتب الكبار
 وذهب بعضهم الى انه يسقط عنه العبادت
 الظاهرية ويكون عبادة التفكير
 الاخلاق الباطنة وهذا كفر وندقة
 وضلاله وجهالة (شرح فقه اکبر)

یہ باتیں کفر و جہمی مرتد ہونا اور گمراہی و جھالت ہے۔

السیاہی بہت سے علما خصوصاً اجلہ صوفیہ نے فرمایا ہے امام حجتہ الاسلام غزالی نے
 ایسے شخص کو جو اولیاء کو عبادت و تکالیف شرعیہ سے بری سمجھتا ہے تمام کافروں سے بدتر
 کہا ہے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ نے فرمایا ہے کسی مومن کو کسی حال
 میں خدا کے حکم بجالانے اور اسکی نہی سے
 بچنے اور اس کی تقدیر پر راضی رہنے
 سے چارہ نہیں اور نہ را یا کہ خدا کی طرف

المقالة الاولى لا بد لكل مؤمن في مسائل الحق
 عن ثلاثة شياء امر قبله ونهي بعده وقيل
 يرضى به او لا يرضى به والحمد لله

عن الخلق والادوی والاداءة والتمی
التبوت مع فعلیه واداءة من غیر ان یخا
صنک حواء فیک ولا فی خلقه بل ال
بحکمه وفعله (فتوح الغیب قاله او) ۱
قال ابو القاسم الجنید علما هذا متید البکاء
والسنة فمن لم یقر القرآن ولم یکتب الش
لا یصلح لسان یتکلم فی علمنا ولا یتک
(الفرقان باب اولیاء الرحمن وولیاء الشیطان)

و اصل ہو جانیکے یہ معنی ہیں۔ کہ تو مخلوق
و زو اسٹیں نفس اور ارادہ سے باہر ہو گیا
خدا کے امر و نہی کی متابعت میں رہے۔
میں تو اپنی کچھ حرکت نہ کرے۔

حضرت محمد نیر بغدادی نے فرمایا
کہ ہمارا علم سلوک کتاب اللہ سے مشید ہو جو
کتاب اللہ و سنت نہ جانتا ہوا و سکو
لائی نہیں ہے کہ اس علم میں کچھ بولے

یا ہمارا سیر و تہجد اگر سکے۔

خداوند تعالیٰ نے اپنے اولیاء کی صفت میں خود فرمایا کہ خدا کے ولی وہ ہیں جو خدا پر

ایمان لائے ہیں۔ اور متقی ہیں یعنی اسکے
گناہوں سے بچتے ہیں۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ
یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَكَانُوا یَتَّقُوْنَ

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرا بندہ میری طرف تواضع سے

قرب حاصل کرنا ہے یہاں تک کہ میں اسکو دوست
رکھتا ہوں جب میں اسکو دوست رکھتا ہوں
اسکا کان جس سے سنتا ہے نگاہ جس سے
دیکھتا ہے ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے پاؤں
جس سے وہ چلتا ہے۔ میں ہو جاتا ہوں

کَلَّا یَا اَعِیْزُ یَقْرَبُ اِلَیَّ الْوُفَا فِلِی حَبِیْبَتِهِ
فَاِذَا حَبِیْبَتُهُ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهَا
بَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهِ وَیَرِیْهِ الْوَحْیَ یُبْطِشُ بِهَا
وَرَجُلُهُ الَّذِیْ یُشِیْ بِهَا فَبِیْ سَمْعٍ وَبِیْ بَصَرٍ
وَبِیْ بَطْشٍ وَبِیْ شِیْءٍ - (صحیح البخاری)

میرے ساتھ چلتا ہے میرے ساتھ دیکھتا ہے میرے ساتھ پکڑتا ہے۔ میرے ساتھ سنتا ہے۔
یعنی اسکے کان تک کہ وہ پاؤں سب میرے حکم و رضا کی تابع ہو جائے ہیں۔

ان خصوص کے لحاظ سے علماء اسلام نے کہا ہے کہ ولی وہ شخص ہے جو طاعت

الہویٰ صلی علیہ الطاعا ولم یترک شیئاً من الخیرات

(شیخ فقہ کبیر)

و بعد کثیراً من هؤلاء عمدتہم فی اعتقادہم کوئی ولی اللہ نہ
قد صدر عنہ مکاشفۃ فی بعض الامور او بعض الخوارق للعادة
مثل ان یثیر الی شخص فیموت او ان یطیر فی الہوی الی مکہ او الی
غیرہا وان یشی علی الماء احیاناً او میلأ ابرقاً من الہوی ان
یاکل بعض الاوقات من الغیب او ان یمتحن بعض الاحیان من
اعین الناس او ان بعض الناس استغابہ وهو غائب او میت
فراہ قد جاء فی قضی حاجۃ او یخبر الناس بما سرق لهم او یجال غائب
لہم او یرفعون و یخوذون من الامور و لیس فی شیء من هذه
الامور ما یدل علی ان صاحبہا ولی اللہ بل قد اتفق اولیاء اللہ علی ان
الرجل لو طار فی الہوی و مشی علی الماء لم یعتبر بہ مالہ فی نظر متابغہ
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و موافقۃ لآمرہ و نھیہ و کبرامہ
الاولیاء اعظم من هذه الامور و هذه الامور وان کان قد
یکون صاحبہا ولیاً للہ فقد ینکر عدل اللہ فان هذه الخوارق تکن
لکثیر من الکفار و المشرکین

(الفرقان)

ہیں۔

یقیناً نمبر ۱۱ (۶ تا ۷) میں جو لکھا گیا۔ اس میں ہم ہفام میں زیادہ نہیں کہنا چاہتے کہ حدیث
سچیت یا اور کسی حدیث و آیت میں ان فیود و لوازم کے وجود پر کوئی دلیل نہیں ہے ہوت
دونو فریقین مثبتین و نافیین کی مصنفات ہمارے پیش چشم میں ہم مثبتین کی تصانیف میں
ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں پائے کہ ایک سے زیادہ پیر کی بعت نہ کیجاوے۔ باب پیر ہو تو پیر
کو اسکی جگہ پیری کی گدی پر بیٹھا یا جاوے رگو اس سے بڑھ کر اس پیر کے محبتیوں سے لائق

پیر چارہ سے اور کچھ نہ
نکرتے۔

اور کچھ کہتے کہ :

شخص اور اسکی

او باقی پر نہ پیر ہو

پیدا جاوے اور ایسے

ہی خواہی ظاہر کرے

پر وہ امر و نہی کا پابند

نہو تو وہ خدا کا ولی

نہیں ہے۔ اور اس کے

سبب انفصال کرات ہیں

ایسے افعال خدا کے

منکر و نکر اور کافروں سے

بہر زور ہو جاتے ہیں

جو استراج کہتے

و فائق صاحب ارشاد و ہدایت موجود ہوں) و علیٰ ذلک القیاس۔ اس باب میں ہم مقام شخصیت خطا
 موحیدین میں کچھ کہیں گے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان قیود کا جو نمبر اسے ۴ تک بیان
 ہوئی ہیں حدیث بیعت یا کسی اور حدیث و آیت میں ثبوت نہیں ہے۔ تو تم ان قیود کی
 تجویز و ترویج پر کیا فتویٰ لکھتے ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص ان قیود کو دین سمجھے
 یا امور دین کی طرح انہی محافظت و التزام کرے اور انہی ترک پر طاعت و انکار عمل میں لاوے
 اس نے دین میں ایک نئی بات نکالی جو اسمیں نہ تھی اور جو انکو دین نہ سمجھے عارضی عذروں
 ضرورتوں کے سبب انہی رعایت و محافظت کرے جیسے کسی شخص کو دیندار و پرہیزگار
 ایک ہی شخص نظر و میسر رہے اسلیئے اسے ایسی بیعت کی ہے۔ اور وہ اسکی طرف منسوب
 ہونے اور اسکا مرید کہلانے کو داخل دین نہیں سمجھتا۔ صرف پہچان کے لیے جیسے ہندی
 عربی حنفی شافعی کہلاتا ہے ویسا ہی ہستی یا قادری کہلاتا ہے۔ اس شخص پر ان قیود کے
 اختیار کر نہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہمارا ادھر منصف و محقق کا دلی یقین ہے کہ
 صاحبین و مشرعیین مستباح طرق نے جو ان قیود کا لحاظ کیا ہے وہ اسی صورت سے کیا ہے
 اس باب میں جو مولانا محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا ہے (جو مضمون القاب مذہبی میں
 (صفحہ نمبر ۳۱) ان سے منقول ہو چکا ہے) وہ مثبتین و نافیین دونوں کے تسلیم کی لائق
 ہے۔ ایسا ہی انہوں نے صوفیہ کے اور خصوصیات کی نسبت فرمایا ہے جو اس مقام میں
 نقل کرنا تاخیر و فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ آپ صفحہ ۲۴ کتاب بیضاح الحق
 میں فرماتے ہیں۔ تعیین اوزار و اذکار و ریاضات و خلوات و رعبیات و فرائض عبادات
 و تعیین احوال و جہ و اخلا و ضربات و اعدا و مراقبات برزخیہ و التزام طاعات شاقہ
 ہمدانہ قبیل مبعات حقیقیہ بہ نسبت اکثر طلب کہ ان را اصل کمال شریعیہ و از کلمات
 و اتذنا بہ بہت خواص کہ ان بلا محض از قبیل و سائل دلہستہ و تعلیم و ترویج آن سعی میکنند
 پس از قبیل مبعات حکمیہ یا تہذیبی انھیں انھیں کہ محض بنابر ہدایت چندی انرا اغنیاء کہ نفوس

ایشان در مرتبہ قصویٰ از غباوت یا عصیان واقع شدہ اند اگر تعلیم امور مذکورہ کردہ باشند
و ایشان را بنمایش این مانع سبز بسوئی دام اطاعت حتی کشیدہ باشند و صرف بنابر صلاح
استعداد و ناقصہ ایشان بقدر حاجت ضرورت بطور و مسائل بجا التزام و ترویج و اہتمام بکار
برودہ باشند و وقت حصول مقصود آن را ترک دادہ باشند پس ہر چند تعلیم امور مذکورہ
کہ ایشان در بعضی احوال بہ نسبت بعضی اذعان بحسب اتفاق و رعایت مصلحت وقت
بوجود آید بہ نسبت ایشان از قبیل بدعات نباشد۔ اما کلام درین مقام در اکثر اہل زبان است
کہ آن مثل شریعت مستمرہ و طریقہ مسلک کہ می شناسند۔ بہرہ ثبتین کی خدمت میں التماس ہے
اب تافین کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ جو آفات و بدعات و
منکرات اس بیعت و پیری و مریدی سے عموماً عالم میں پیدا ہو رہی ہیں۔ انہی برائی میں کیا سنگ
ہے۔ یہ گمراہیوں کی آفات و بدعتیں کون کونسی ہیں جو ہماری بیعت کو متاثر کر دین
اور جن کا برائے نفع و اولیاء الدین اس قسم کی بیعت جاری ہی ہو انہیں بھی ان آفات و منکرات کے
عمل میں لانے کا گمان بد کہہ دین۔

امر اول بیعت کو متاثر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بیعت تو بلفظ قرآن و عمل حضرت
رسالت صلی اللہ علیہ وسلم شروع و مسنون ہو چکی ہے۔ اور ایک امر مشروع و مسنون کا انزالہ و ابطال بالحق
متلج و معتقنا تبدیل علل حساب جائز نہیں ہے
ثبوت مقدمہ اولی (بیعت کے مشروع و مسنون ہونے) پر بہت سی آیات و احادیث
کی شہادت پائی جاتی ہے مگر اس مقام میں از انجملہ ایک آیت اور ایک حدیث کے ذکر پر
اکتفا کرنا چاہتا ہے۔

خداوند تعالیٰ سورہ ممتحنہ میں فرماتا ہے اسی نبیؐ جب تیرے پاس مومن عورتیں ان بانوں
پر کہ شرک نہ کر گئی چوری نہ کر گئی نہ مانکر گئی اپنی اولاد
کو نہ مار دین گی بہتان نہ لائیں گی جب کو پہنچا ہوں

یا ایہا النبیؐ اذا جاءک المؤمنات بیاہنک عن
ان لا یشرن کما یشرون لا یسرقن ولا ینہدن

ولا تقتلن اولادھن ولا یأتین بہمتان
یفترونہ بین یدین وادجلھن ولا یصینن
فی معروف فبا یعن واستغفرطن
ان الله غفور رحیم (مختصہ ۲۶)

اور باؤں کے حج سے ناحی نکالیں اور اچھی باتوں
میں تیری نافرمانی نہ کریں گے تجھے بیعت کرنے کو
آوین تو اذن سے بیعت لے اور اگر لے لے خدا سے
بخشنش مانگ خدا بخشش کرے اور اگر مانگے

عامہ تفاسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت کے موافق آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے
فتح کر کے دن بیعت کی۔ امام ابن الجوزی نے فرمایا ہے کہ اُسدن جن عورتوں نے

قال ابن الجوزي وجلة من حصن المبايعات

اذ ذاك اربعائة وخمسون امرأة ولم يصالحن
في البيعة امرأة وانما يابيعن بالكلام مبنية الآية

نے بیعت کی ہے انکی تعداد چار سو پچاس
ہوئی ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
سب کے زبانی اقرار لیا کہ تم سے تم نہیں ملایا۔

صحیح بخاری میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ان عبادۃ بن الصامت وكان شہيداً
وهو احد النقباء ليلة العقبة ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال حوله عصاة
من اصحابه يا عوفى على ان لا تشركوا بالله
شيئاً ولا تسرقوا ولا تزنا ولا تقتلوا اولادكم
ولا تافوا بهمتان تفترونه بين یدین
ادجلکم ولا تعصروا فی مفرق من وقاصمکم
فاجز علی الله ومن اصحاب من ذلک شیئاً
فوعت فی الدنيا هو کفران له ومن اصحاب
ذلک شیئاً ثم ستره الله فهو الى الله ان شاء
عفا عنه وان شاء عاقبه فبا یعن

نے اصحاب کو جو ان کے گرد بیٹھے تھے فرمایا مجھ سے
ان باتوں پر کہ خدا سے شریک نہ کرنا نہ کرو
اور اولاد کو قتل نہ کرو بہتان نہ بانہو۔
جس کو اپنے جی سے بناؤ اچھی بات میں نافرمانی
مکرو بیعت کرو پھر جب جو اس بیعت پر وفا
کیا اسکا حریفہ پر ریا۔ جو ان کا سونے کسی
کام کا مرتب ہوا۔ اور اس کو دنیا میں اسپر
عذاب ہوا تو وہ اسکا کفارہ ہو گیا۔ اور جس
کوئی ایسا کام کیا جس پر اس پر وہ جائز
تو وہ خدا کی سپرد ہے چاہے معاف کرے
چاہے اس پر عذاب کرے۔ پس ہم نے (عیاق)

علی ذلک - (صحیح بخاری ص ۶)

بن صامت کہتے ہیں (آپ سے ان بالوں

پر بیعت کی۔

ان آیات و احادیث سے بیعت تو یہی مشروعیت تو صاف ثابت ہے۔ مگر ان کے جواب میں فریق ثانی سے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ یہ وہ بیعت نہیں ہے جو صوفیوں نے کالی ہے۔ اور ان میں مروج ہے۔ ان کے جواب میں ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ گو بعض صوفیوں نے اس بیعت پر بہت کچھ زیا دتیاں کی ہیں۔ اور بعض نے تو اس کی صورت ہی بدل دی ہے۔ مگر بعض میں صرف اسی قدر ثابت و مسنون کا یہی رواج ہے۔ آؤ اسی کو مانو قدر زائد کو جاننے دو۔ اور خذ ما صفا و دح ما قدما پر عمل کرو بعض ان آیات و احادیث کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ جس بیعت کا ان آیات و احادیث میں ذکر ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص اور آپ کا خاصہ ہے عموماً مشروع نہیں ہے۔ اور یہ بھی وہ کہتے ہیں کہ مشروع تو تھی مگر یہ کہ منسوخ ہو گئی ہے انہی جواب میں (بوجہ محض فہم لیش نہ بطور مباحثہ) ہم کہتے ہیں آؤ اگر ہم دونوں دعویٰ (دعویٰ نسخ و دعویٰ خصوصیت) ایسے متباہن و یا ہم تنا دعویٰ ہیں کہ ایک دوسرے کا جواب ہو سکتا ہے۔ دعویٰ نسخ دعویٰ خصوصیت کا یوں جواب ہو سکتا ہے۔ کہ منسوخ کہنا سابق مشروعیت عام کا اقرار کرنا ہے کیونکہ جہاں مشروع نہ ہو وہ عموماً منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ عین دعویٰ خصوصیت کا ابطال اور صاف اقبال ہے کہ وہ اگر ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کہا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عام تھا۔

دعویٰ خصوصیت دعویٰ نسخ کا یوں جواب ہو سکتا ہے کہ ایک فعل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کہنا اسکے عام مشروعیت سے انکار کرنا ہے۔ اور یہ اسکے عین عدم منسوخیت کا اقرار کرنا ہے۔ منسوخ وقت ہوتا۔ جب اس کو عام مشروع مانا جاتا۔ اور فاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تو اسکے نسخ کا دعویٰ ہی نہیں کیا گیا۔ عام لوگوں کے حق میں منسوخ بتایا گیا ہے۔

میرے یہاں ثانی انصاف کریں تو اسی اپنے تناقض کے سبب اپنے دعاوی سے دست بردار ہو جاویں۔ اور ایک دعویٰ کو دوسرے کا جواب سمجھ لیں۔ ثانیاً اس دعویٰ نسخ و خصوصیت پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی۔ بعد اتفاق اُنت محمد بن حبیب کسی امر مشروع کے نسخ و خصوصیت پر کوئی دلیل ثابت نہ ہو۔ اسکی عام مشروعیت سے انکار کرنا اور اسکو خصوص یا منسوخ کہنا جائز نہیں ہے۔ مدعی نسخ و خصوصیت اپنے مخالف کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ عدم نسخ و عدم خصوصیت پر وہ کوئی دلیل پیش کرے۔ اس لیے کہ اتفاق علماء اسلام بلکہ سائر ادیان اصل اصول شرعیہ میں عدم نسخ ہے۔ اور نسخ ایک امر عارضی و طاری ہے جسکا ثبوت دلیل پر موقوف ہے البتہ اس میں عدم خصوصیت احکام مشروعیہ میں اصل ہر کسی امر کی خصوصیت ثابت ہونے کے لیے دلیل مستقل ہو نا ضروری ہے چنانچہ قسطلانی وغیرہ علماء نے بصریح بہت جگہ

الاصل عدم الخصوصية (قسطلانی ص ۵۳)
الغرضية لا تثبت الا بدلیل = ص ۹۶

اپنی تصانیف میں بیان کیا کہ عدم نسخ اور خصوصیت دلیل ثابت ہوتی ہے۔

الحاصل اس باب میں بار ثبوت مدعی نسخ و خصوصیت پر ہے۔ مدعی عدم نسخ و عدم خصوصیت کے لیے کسی امر میں ورود نظر کافی دلیل ہے۔ فرق ثانی ہمارے ان قواعد کو ملنے میں۔ اس لیے وہ اپنے دعاوی نسخ و خصوصیت پر کچھ کچھ دلائل پیش کرتے ہیں۔

اسکی عمدہ متوقی دلیل (جس سے وہ کہتی نسخ نکالتے ہیں) کہ یہی خصوصیت ثابت کرتے ہیں (یہ ہے کہ یہ بیعت توبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہی خلفاء راشدین وغیرہ صحابہ تابعین سے نہیں کی

ایک دلیل ان کی (جس سے وہ صرف خصوصیت نکالتے ہیں) یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اپنے افسس کی ترغیب نہیں دلائی۔ اور اس باب میں قولی حدیث نہیں آئی جس میں یہ بیان ہو کہ خلفاء راشدین وغیرہ صحابہ تابعین کو کوئی بیعت توبہ لیا کریں۔

یہ دلیل تو محض نکتے سے حیلان لائیں بحث و جواب نہیں ہے۔ کیونکہ اس دلیل کی

بنا ان اصول پہ ہے کہ فعل نبوی لائق افتد انہیں جب تک کہ اسکے ساتھ قول ہی شاہد نہ ہو
نہو سنت نبوی (جو واجب الاتباع ہے) کی تقسیم قولی - فعلی - تقریری یا بھی عیث ہے۔
اور یہ اصول کاذم علماء اسلام محدثین و مقلدین کے مخالف ہیں۔ اور صریح لفظوں میں کتاب
سنت اسکے مذکور ہیں۔

پہلی دلیل کا جواب فرق مثبت یہہ دیتا ہے کہ خاص معیت توبہ و تقویٰ
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین نے بھی لی ہے۔ یہ جواب صحیح ہو تو
پھر کوئی جھگڑا باقی نہیں رہتا۔ مگر اس جواب کو صحیح نہیں سمجھتا۔ چنانچہ بقام خطابہ میں لکھی
تفصیل کردن گا۔ اس لیے میرے نزدیک اسکا جواب یہہ ہے کہ آنحضرت صلیہ وسلم کے قول یا
فعل ثابت ہو جائیکے بعد ہکو اس امر کی حاجت نہیں ہے۔ کہ ہم اسکے موافق کسی کا عمل تلاش
کریں یا حضرت صلیہ وسلم کا قول و فعل بغیر خود حجت ہے۔ جو امر آنحضرت صلیہ وسلم کے قول یا فعل سے
ثابت ہو۔ جب تک کہ کوئی دلیل (جو ثبوت و دلالت میں اسکے مساوی ہو) اسکے نسخ و خصوصیت
پر قائم نہ ہو وہ واجب العمل ہے۔ گو اسیر عمل کر نیوالہ مشرق و مغرب میں کوئی نظر نہ آوے
اور ہکو وہ متروک و مہجور معلوم ہو۔ اس میں ہکو یہ سمجھنا چاہیے کہ نفس الامری میں ضرور کوئی نہ
کوئی اس سنت کا قائل و عامل ہوگا کہ ہکو اس کا علم نہیں۔

امام نووی نے شرح مسلم میں حدیث صیام ستہ شوال کی شرح میں فرمایا ہے۔

امام شافعی اور اسکے ہم خیالوں سے۔ (جو صیام
ستہ شوال کے قائل ہیں) یہ حدیث دلیل ہے اور
جب حدیث صحیح ہو تو ہکو بعض لوگوں یا تمام
لوگوں کے ترک کر دینے سے چوڑا نجاوے۔

ودلیل الشافعی ووافقیہ ہذا الحدیث
الصیحہ الصمیمہ واذثبت السنۃ لا
تقول بعض الناس او اکثرہم او کلہم
(شرح مسلم)

اور حافظ ابن القیم نے فرمایا چنانچہ القیامین بقول ہے کہ مناجا لصلہ اسکا نام ہے کہ آن حضرت صلیہ وسلم
کے بات پر کسی کی بات اور رای کہ مقدم نہ کیا جائے

ان یخبرہ اللہ تابعہ لان لا یقدم علی ما جاء

به الرسول صلى الله عليه وسلم قول الحدوث
لا به كائنات من كان وما كان بل ينظر في حجة
الحديث أولا فاذا صح نظر في معناه ثانيا
فاذا تبين له لم يعد عنه ولو خالفه
من بين الشرق والغرب ومعاذ الله ان
يتفق الامم على تراء ما جاء به نبينا صلى
الله عليه وسلم بل ايدان يكون في الامم
من قال به ولو خفي عليك فلا يحقل جلك
بالقائل به حجة على الله تعالى ورسوله
صلى الله عليه وسلم في تركه بل اذهب الى
النقص كما تضعف واعلم انه قد قال
قائل قطعا ولكن لم يصل اليك علم هذا
مع حفظ مراتب العلماء ومواهبهم واعتقاد
همهم واما انهم واجهوا دهم في حقيقة
الدين وضبطه - (ايقاظ)

کوئی بات ہو۔ او کسیکی ہو۔ بلکہ پہلے صحت حدیث
کو دیکھا جاوے پھر اگر صحیح ہو تو اس کے معنی
کو خیال کیا جائے۔ جب وہ معلوم ہو چکے
تو اس سے عدول نہ کیا جاوے۔ اگرچہ بشرق سے
مغرب تک کے لوگ اس کے مخالف ہوں اور
خدا کی پناہ ہے کہ تمام امت ترک حدیث پر
اتفاق کر لے۔ یہ کہی نہ ہوگا۔ بلکہ کوئی نہ کوئی
امت میں اس کا قائل ہوگا۔ اگرچہ تجھ پر اس کا حال
چھپا رہا۔ اور تیرا نہ جاننا اس قائل کو اللہ کے
سامنے اس حدیث کے ترک کرنے میں سزا نہیں
ہے۔ پس حدیث کی طرف جا۔ اور بہت نہ مارے اور
جان کر کہ کوئی نہ کوئی اس کا قائل ہوگا۔ اگرچہ
اس کا علم نہیں۔ اور باوجود تیرے اس علم کی
و ترک قوال علماء کے ان علماء کی محبت تو ہم تم پر
اور ان کی امانت واجبہ اور اعتقاد و رہنمائی

اس کے مقابلہ میں فرقہ فانی یہ کہتا ہے کہ اصول حدیث میں کسی حدیث کے خلاف پر
اجماع پایا جانا اس کے منسوخ ہونے کی دلیل سمجھا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات اس اجماع
کی نسبت کہی گئی ہے جو واقعی جملع ہو۔ اور سند صحیح سے ثابت ہو۔ نہ ادعائی اور ضیالی اجماع
کی نسبت جس کا ہر کوئی محض اپنی لاعلمی سے مدعی ہو جاتا ہے۔ وہ جب کسی اپنے خیالی مسئلہ کی
نسبت اپنے خیال کے مخالف کسی کو نہیں پاتا تو محض اس مسئلہ میں کہہ دیتا ہے کہ اس میں اختلاف
قصا دا جاعا۔ یعنی اس مسئلہ میں کسی کا خلاف نہیں پایا پس یہ اجماع ہو گیا ایسے دعویٰ

اجماع کو قائل کی لا علمی کی دلیل سمجھا جاتا ہے نسخ حدیث کی دلیل ہو کو کوئی محدث و اصولی نہیں سمجھتا۔ حافظ ابن القیم نے اعلام الموقعین میں کہتا ہے (بخاری صحیح بن محمد بن حنفیہ نے ان سے نقل کیا ہے) امام احمد کے فتوے رکانت فتوہ رقیو الامام احمد مبنیہ علی اصول الخمسة أحدها التمسك بالاجماع النص والکتاب السنة ائمة یوجبہ ما یستقل ما خالفه ولا من خالفه کائناً من کان الا ان ذکر امثلة لذالک ثم قال۔ ولکن بقیدہ علی الحدیث الصحیح عملاً ولا رأياً ولا قیاساً ولا قول صاحب عدو علمه بالخالف الذی یتسمیہ کثیر من اجماعاً وبقید مونه علی الحدیث الصحیح قد کذب یحد من ادعی الاجماع ولم یتنبع فتویہ علی الحدیث الثابت وكذلك الشافعی الاضامن فی رسالته الحدیث علی ان ما لم یتبعه الخلاف لا یقال له اجماع ولفظه ما لا یعلم فیہ الخلاف فلیس اجماعاً وقال۔ عبد الله بن احمد بن حنبل سمعت یقول ابي یقول ما یدعی فیہ الرجل لاجماع فهو کذبی علی من ادعی لاجماع فهو کاذب لعل الناس یختلفوا ما یدعیہ فلم یتبعه فلیقل لا یعلم الناس یختلفوا هذه دعوی

بشیخ اصول پر مبنی ہیں۔ ایک نصوص۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی نص (آیت یا حدیث) کسی میں ملے تو اسکے موافق فتوے دیتے۔ اور اسکے مخالف قول اور اسکے قائل کو کفر کچھ التفات نہ کرنے خواہ کوئی ہو۔ اور کہیں ہی بات اسنے کہی ہو۔ اسکے بعد حافظ ابن القیم نے چند مثالیں رحمتین امام احمد کے اجلہ صحابہ (خلفاء راشدین) وغیرہ کے اقوال مخالفہ کا لحاظ نہیں کیا۔ اور حدیث کے موافق فتوے دیا ہے ذکر کریں۔ اسکے بعد فرمایا ہے۔ امام احمد حدیث صحیح پر کسی عمل اور دلی اور قیاس کو مقدم کرتے۔ اور نہ کسی صحابی کے قول کو اور نہ کسی کے عدم علم مخالف کو جبکہ بہت لوگ اجماع نام رکھ لینے اور اسکو حدیث صحیح پر مقدم کرتے ہیں امام احمد نے اس شخص کو جو ایسے اجماع کا دعویٰ کرے اور اسکو حدیث صحیح پر مقدم کرے باز نہ آوے جو ٹھکا کہا ہے۔ اب یہی امام شافعی اپنے زمانہ جدید میں تبصریح بیان کیا ہے۔ کہ اگر اس میں

بشر المرسی فلا صم ولكن يقول ولكن لا تعلم
 التام اختلافوا ولم يبلغني ذلك هذا لفظه
 ونصوص رسول الله صلى الله عليه وسلم
 عند الامام احمد وسائر ائمة الحديث اجل
 من ان يقدم عليها قولهم جامع مضمونه
 عدم العلم بالخالف ولو ساخ تعطلت
 النصوص ساخ لكل من لم يعلم مخالفا في حكم
 مسئلة ان يقدم جملة بالخالف على النص
 فهذا هو الله آخر الامام احمد والشافعي
 من دعوى الاجماع كما يظنه بعض الناس
 انه استبعاد لوجوده - (الفاظ)

کسی کو علماء کا اختلاف معلوم نہ ہو۔ اسکو اجماع نہیں
 کہا جاتا ہے۔ انکے بعینہ یہ الفاظ ہیں لا تعلم
 فيه الخلاف فليس لجامعاً (جبکہ ٹھیکت جمع وہ ہے
 جو ہم بیان کر چکے ہیں) امام احمد کے بیٹے عبد
 نے کہا ہے۔ میں نے اپنے باپ (امام احمد) سے سنا
 آپ سے ملے جو ایسے اجماع کا دعویٰ کرتا ہے
 وہ چوٹا ہے۔ شاید گوگون کا اسین اختلاف
 ہو جبکہ علم اسکو نہیں چڑھا۔ اسکو یوں بولنا چاہیے
 مجھے معلوم نہیں۔ کہ گوگون کا اسین اختلاف
 ہے یہ بشر مرسی اور ہم کا دعویٰ ہے۔ لیکن
 یوں کہیں کہ گوگون کا اسین اختلاف ہو۔ مجھے
 معلوم نہیں ہے۔ یہ امام احمد کے الفاظ ہیں۔ اور انکو اور باقی سبھی اماموں کے نزدیک آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بلند تر ہے۔ کہ اس پر اجماع کے وہم و گمان کو جبکہ مضمون
 مخالف کے حال سے لاعلمی ہے مقدم کیا جاسے۔ اگر یہ لم جائز ہو۔ تو احادیث بیکار ہو جائیں
 اور ہر ایک کو جو کسی کو اپنے خیال کے مخالف سمجھتا ہو یہ جائز ہو جائے کہ اپنی لاعلمی کو پوشہ
 پر مقدم کرے۔ امام احمد اور شافعی ہی قسم کے اجماع کی تسلیم سے انکار کیا ہے۔ نہ یہ کہ انہوں
 نے وجود اجماع کو بعید سمجھا ہے۔ جیسا کہ بعض گوگون کا خیال ہے۔

امام ابن القیم فرماتے ہیں (چنانچہ فلائی نے نقل کیا ہے) کہ جب یہ طریق (لاعلمی کو
 اجماع بنا کر احادیث کے مقابلہ میں پیش کرنا) پیدا
 ہوا۔ تو اس سے نامعلوم اجماعوں سے احادیث کا
 مقابلہ شروع ہوا۔ اور اس دعویٰ کا دروازہ کھلا

وممن نشأت هذه الطديفة
 تعطلت عنها معارضة النصوص
 بالاجماع المحملي وقتية بانه عوا

و صار من لم يعرف الخلفاء من قبله
اذا احتج عليه بالقرآن السنة قال
هذا خلق الاجماع وهذا اهل الذم
انكره ائمة الاسلام وعابوا من
ناحية علي من انكره فكمذا ومن
ادعاء - (الاعتقاد)

جب قبلہ بن مذاہب کے سامنے قرآن و حدیث
سے استدلال قائم ہو رہے۔ تو وہ یہ کہنے لگے
کہ یہ حدیث تو اجماع کے مخالف ہے۔ یہی
(خیالی و وہمی) ہے جس سے ایمہ اسلام نے انکار
کیا ہے۔ اور ہر طرف سے اسکے دعویٰ کرنے
والوں پر انہوں نے عبث لگایا۔ اور ان کو

جہول کیا ہے۔

شاید یہ فرق ثانی بہ اعتراض کرے۔ کہ عدم نقل عدم ثبوت تو علماء نے بہت
مواضع میں منظر آئی ہے۔ اور مصب تیک احکام کی مشروعیت اس عدم نقل کی دست
مے مایا ہے۔ (دور بخاؤ اپنے ہی اشاعت السنہ (ہاجم) کو دیکھ لو۔ پھر تمہیں عدم علم و
ثبوت عمل بیت بعد حضرت رسالت صلعم کو کیوں بی اعتبار کر دیا۔ اسکا جواب یہ ہے
کہ اولاً تو یہ دعویٰ عدم نقل عدم ثبوت اس شخص سے زیبا ہے۔ جو انکے نقل سے ہو۔ یا
جو جس زمانہ کا حال وہ بیان کرے اسکے قریب ہو۔ جس شخص کو متون صحاح ہی عبور
نہو اور وہ زمانہ صحابہ و تابعین سے بارہ سو برس پہلے پیدا ہوا ہو اسکا یہ کہنا کہ فلاں امر
زمانہ صحابہ و تابعین میں ثابت نہیں کیونکہ لائے سند ہے۔

ثانیاً۔ اس عدم نقل کا اعتبار محل میں ہو۔ چنان صاحب شریعت سے کچھ ثابت نہو
اور انکی امر کی مشروعیت و عدم مشروعیت کا حال فرض سے معلوم نہو۔ اس محل میں جیسا
کوئی دلیل مشروعیت نہیں ملتی تو ناچار حکم برادۃ اصلہ عدم صلی اور عدم نقل اور
عدم ثبوت کی طرف مراجعت کی جاتی ہے۔

اور ہر مقام میں (چنان بحث ہے) تو نقص ہر مشروعیت پر موجود ہو۔ اور جس کی ہر مقام میں
نقص ہو اسکی مشروعیت پر پانی پانی ہو۔ اسکا اجماع و اصلہ قاعدہ سے ثابت کرنا۔ اور اس پر عدم وجہ

و عدم نقل کو دلیل ٹھہرا نا کب جائز ہے۔ یہاں تو یہ عدم نقل عدم وجہان و عدم ثبوت ایک مثبت دلیل کے مقابل ہے۔ اور اس کے مفاد مسئلہ کے برخلاف ہے۔ اس لئے اس کا اعتبار جائز نہیں ہے۔

اس بات کو عام فہم طور پر یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ علماء نے عدم نقل و عدم وجہان نقل کا اعتبار تو کیا ہے۔ مگر اس محل میں جان کوئی نص ای نہ جاوے۔ اور اس باب میں کوئی حکم نص سے معلوم نہ ہو۔ یہ نہیں کہا کہ کسی نص (قرآن و حدیث) پر عمل کرنا اس نص کے موافق کسی شخص کے عمل کرنے پر موقوف ہے۔ اور وہ عمل تلاش سے نہ ملے۔ تو یہ نہ مناسبت اسکے معدوم ہونے اور موجود نہ ہونے پر کافی دلیل ہے۔ بالجملة نص صریح کے خلاف اور مقابلہ میں عدم اصلی اور عدم نقل اور عدم وجہان۔ اور عدم ثبوت لائق اعتبار نہیں ہے۔ اس بات کو بھی ہمارے نبھائی نافی سوچیں۔ اور انصاف سے اس میں غور کریں۔ تو اس سے بھی جھگڑا اٹھ ہی سکتا ہے۔

اب میرے خیال میں اور نا فین کی تصانیف میں ای کوئی عند لائق لحاظ باقی نہیں رہا۔ جس سے آیات و احادیث ہجرت تو یہ سے ہجرت کی سنیت و مشر و حیت ثابت ہونے میں کوئی شبہ پیدا ہو سکے۔ یہ مقدمہ اولی کا ثبوت ہے۔ اب دوسری مقدمہ کا ثبوت دیا جاتا ہے۔

مقدمہ ثانیہ راجحاً تلخیص و مقتضائی تبدل کتاب و علل امر مشروع کو باطل نہ کرنے کے ثبوت پر دلیل یہ ہے۔ کہ اگر لاجحاً تلخیص و مقتضائی تبدل علل صحابہ احکام مشروع و باطل و حکم کیا جاوے۔ تو مشروعیت محمدی میں کم سے کم ایک حکم الہی باقی نہیں رہتا۔ جو اس تھیل و تبدل کا معرض نہ ہو۔ دورِ نجات و روزہ ہی کو دیکھ لو۔ اس سے یہی باوجود کہ یہ عمدہ شعائر اسلام سے ہیں بدلتا ہے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔

بہت غامضی ہیں جو نماز سے پہلے لائیں و یا کچھ نہ نظر نہیں رکھتے۔ جن کے حق میں

قَبِيلَ الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنِ صَلَواتِهِمْ
يَسْتَعِينُونَ
الماعون ۵

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے آؤ نمازوں کے
لیئے خرابی یا جھگڑا ہے جو اپنی نمازوں سے
نافل ہیں اور ریا کرتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَمَنْ جَاءَهُ لَيْسَ لَهُ مَن
يُؤْتِيهِ إِلَّا الظُّلْمُ وَكَمَنْ جَاءَهُ لَيْسَ لَهُ مَن
إِلَّا الْكُفْرُ (دارمی)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہت روز دارالسیہ میں جبکہ اپنی روزہ جو بچا چھوٹے
نہیں ہوتا۔ اور بہت سیرے قائم لیل
(نمازی) الیہ میں جبکہ اپنے قیام سے عجز
جوابی کچھ نہیں پہنچتا۔

بہتیرے نمازی الیہ میں جو نماز کو چوری و بدکاری کا ذریعہ بناتے ہیں مسجد میں اس لیے
جلتے ہیں کہ جب امام اور اسکے مقتدی مسجد کو جاویں تب وہ گوکون کی جوتیاں اور کپڑے
اٹھا کر لیجاویں۔ یا وہ مسجد میں جا کر کسی عورت کو جو نماز کے لیے آوے یا مسجد کے
کوٹن سے پانی بھرتے جاوے دام میں لاویں۔ اور ان تلخ کی برائی مخفی نہیں ہے۔
بہت نمازی ہیں جو نماز کو تیسے طور۔ اور خراب کہہ کے پڑھتے ہیں جس میں وہ کمی گناہوں
کے مرتعب ہوتے ہیں جیسے وقت کر وہ میں پڑھنا۔ رکوع سجود ایسا جلد و ناقص کرنا۔ جسکی
نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم صاف آچکا ہے کہ ایسی نماز نسا نہیں ہے۔

پھر کیا ان بڑے تلخ اور خرابیوں کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ نماز پڑھنا۔ اور
روزہ رکھنا موقوف کیا جاوے۔ کیونکہ لوگ اس سے بڑے تلخ سمجھتے ہیں۔ اور انکو ایسے طور
پر داکرتے ہیں جس طرح سے وہ مشروع نہیں ہیں۔ میں نہیں جانتا کوئی مسلمان الیہ
امر کو تجویز کرے۔ اور بجا ان تلخ و تبدل صورت نماز کے موقوفی نماز کا حکم دے۔
اسی طرح سے علماء اسلام صحابہ کرام وغیرہ عظام نے بہت مواقع میں احکام شریعہ کو بڑے
بدلا۔ اور نہ اٹھایا۔ باوجودیکہ ان احکام کا وہ حال نہ تھا۔ جو ابتدا مشروعیت کی وقت
انکا حال تھا۔ اور ان کا سبب مشروعیت۔ اور اسکا نتیجہ بھی ہل چکا تھا۔ اس کی

نظیرین بہت ہیں۔ مگر ہم بخوف طوالت اس مقام میں دو مثالین کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔

اول مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے۔ کہ اگر عورتین جماعت کے لیے مسجد میں جانا چاہیں تو انکو نہ روکو۔ اس حکم کا سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ اور اسکا نتیجہ اسوقت کا امتیاز تھا۔ زمانہ حضرت رسالت صلعم کے بعد نہ وہ سبب بنا۔ نہ وہ نتیجہ عورتوں میں وہ بیداری کی باتیں مروج گئیں جو مسجدوں میں جلنے سے ان کو مانع تھیں۔ اور مسجدوں میں جلنے سے نتیجہ پیدا ہونے کا خوف پیدا ہو گیا۔ یہ صحابہ کرام نے اس حکم کو بجا رکھا اس پر نتیجہ کے نہ اٹھایا۔ اور حضرت عائشہؓ نے صاف فرمادیا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات شریف مجھ اور عورتوں کی ان باتوں کو دیکھتے تو انکو مسجدوں سے روک دیتے۔

لو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای ما حدث النساء لمنعهن المساجد كما منعت النساء بنی اسرائیل (مسلم ص ۸۳)

صاحب دراسات نے کہا ہے۔ کہ اس قول سے حضرت عائشہؓ نے جتایا ہے کہ ایک امیر منون کو اسکی وجہ بدل جانے کے سبب اور بڑا شاعر ہی سے مخصوص ہے۔ اور یہ اس حکم شرع کو منسوخ کرنا ہے ہر ایک کے سوای اور کوئی شخص جرات نہیں کر سکتا۔

افاذت ان الحكم بتبدیل الستة عند العلة مخصوص بالشاعر صلی اللہ علیہ وسلم وانه في محض النسبة فلا يقدم عليها احد (دراسات ص ۵۹)

اس بیان کی زیادہ تفصیل بقیل احادیث و اقوال ہم شائعہ نمبر ۱۲ جلد ۲ میں کر چکے ہیں۔ اس لیے اس مقام میں اسکا اعادہ نہیں کرتے۔ اور نہ یہ ہماری عادت ہے۔

دوسری مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج میں بل کرنے کا حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حبیب آپ مدینہ کے دوسرے سال تک میں عمر کو بل کوائے اور مکہ میں نہیں تھے۔ فرمایا کہ بوقت طواف رمل کرو۔ یعنی پہلوانوں کی طرح اگر لڑکھو اور زور دکھا کر چلو۔

اس حکم کی وجہ یہ تھی کہ مشرکین مکہ (جو انکو بخار کے مارے ہوئے سمجھتے تھے) انکو حقارت سے نہ کہیں۔ حضرت عمر کا وقت آیا تو انہوں نے فرمایا کہ اب ہم اس سے

کیا کام ہے خدا نے مشرکین کو تو ہلاک ہی کر دیا ہے۔ پھر فرمایا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے ہم انکو چوڑا نہیں کر سکتے

قال عمر: وما لنا وللملک واما انکنا مالینا
المشرکین قد اهلکتم ثم قال صنعہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم لا یحب ان نترکہ

(بخاری: ۲۷۱۱)

اس قول میں حضرت نے یہی بتایا ہے کہ گو اس حکم کا سبب اور نتیجہ جو یوقت مشرکیت اس حکم کے پایا گیا تھا۔ اب پایا نہیں جاتا۔ مگر ہم اس حکم کو اس لحاظ سے بدل اور اٹھا نہیں سکتے۔ اس مثال کی تفصیل احادیث و اقوال اشاعت ہند نمبر ۱۱ جلد ۲ میں ہو چکی ہے۔ ان دو مثالوں سے امید ہے ناظرین کو یقین ہوگا کہ نتائج ہم حساب کی نظر سے احکام مشروعہ کو بدلانا یا اٹھانا ناجائز نہیں ہے۔ اس بیان سے بیعت کی مشروعیت و سنیت کی دلیل قائم و ثابت ہوئی اب وہ جواب فریق ثانی کی اس بدگمانی کا کہ اکابر مشائخ و اولیاء الدین اس بیعت سنون پر نہ تھے۔ وہ سبھی خطا کار و کاندارتھے۔ اور ان منکرات و زیادتوں کے مروج نہ تھے۔ یہی برائی ثابت ہو چکی ہے۔ سو اس مقام میں ہم اس سے زیادہ نہیں دے سکتے

کہ یہ عام بدگمانی بلا وجہ ہے ان مشائخ میں ایسے متبعین و متشرعین بھی گزرے ہیں جو ان زیادتوں کے مروج نہیں ہوئے۔ اور اگر کسی خاص شخص کے قول یا فعل میں کوئی امر زائد از سنت پایا جاتا ہے تو اس میں خلیک گمان بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے یہ امر بجا لیا ضرورت الیہی صورت سے کیا ہے۔ جس سے اس پر الزام خلاف شریعت یا بدعت عائد نہیں ہو سکتا چنانچہ مولانا محمد اسماعیل علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے۔ جو صلا میں مقول ہوا۔

یہ گذارش خدمت فریق ثانی میں آخر کلام ہے جس سے عام مسلمانوں سے خطاب پورا ہوا۔ اب خاص اس فرقہ اہل اسلام کے متبعین جو موصوفین متبعین سنت کہلاتے ہیں

کچھ گناہوں کو کیا جاتا ہے

یہ عام گفتگو جو بیعت پیری و مریہ کی نفی و اثبات میں بعض خطا علم اہل اسلام ہوتی
اسکو ہی اس گروہ کو دونوں فریق نافی و مثبت اپنے خطاب میں سمجھ لیں۔ اور سچ چھوڑ
نو اکثر باتیں اس گفتگو کی ان ہی حضرات کی ہیں۔

علاوہ بران فریق نافی کی خدمت میں یہ التماس ہے اگر ہمارے یہاں اثبات
سنیت بیعت سے انکی تسلی نہ ہو۔ اور بیعت کے مسنون شروع ہونے میں انکو شبہ باقی رہے
تو اس شبہ کا وہ موازنہ اندازہ فرما دیں۔ اور اسکے موافق اسکو وقعت دین اگر وہ شبہ نبوت
و یقین میں نص (آیت و حدیث) بیعت سے ہموزن و مساوی ہے۔ تو وہ اس شبہ کو آیت و حدیث
بیعت کا نسخ یا نسخ کی دلیل ٹھرا دیں۔ ورنہ یہ انصاف فرما دیں کہ ایک ضعیف مکرور شدہ
آیت یا حدیث کا نسخ و مبطل عمل کیونکر ہو سکتا ہے۔

ہم نے مانا کہ بیعت توبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی صحابی یا تابعی سے پائی نہیں گئی۔
مگر یہ امر اس بات کے یقین کا مثبت کہان ہو سکتا ہے۔ کہ وہ منسوخ ہو چکی تھی۔ شاید ان
حدیثوں اور کتبوں سے جو حضرت شاہ ولی اللہ نے قول جمیل میں بیان فرمائے
ہیں متروک ہوئی ہو۔ اور اگر وہ سب سب کے سب ضعیف و ناقابل اعتبار ہیں تو بھی ممکن
ہے کہ اسکے متروک ہونے کا کوئی اور سبب قوی و لائق اعتبار ہو جو ہم اور آپ لوگ
نہیں جانتے۔

کیا فریق نافی اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ صحابہ و تابعین میں اس بیعت کے متروک ہونے
کا بجز اسکی منسوخ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہو جانے کے کوئی اور سبب تھا۔ اور اس یقین
پر وہ مبادا کر سکتے یا کوئی حلف اٹھا سکتے ہیں۔ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنیت فعل بیعت پر مبادا کرنے اور حلف اٹھانے کو ہم اور وہ حاضر ہیں۔

اگر وہ ایسا یقین نہیں رکھتے جس پر وہ مبادا کر سکیں یا حلف اٹھا سکیں تو پھر خدا کو اور رسول کو

جیسے حلف بالطلاق پر محمد بن حنفیہ کا یہی حکم تھا کہ اس کی بیعت پر جو بزرگ گئے ہیں۔

اور روز قیامت کو سامنے رکھ کر کہیں کہ اس بی یقینی دبی اطمینانی پر انکا ایک حکم قرآنی (حکم قرآن سے ثابت ہونا مانتے ہیں) کو منسوخ کہنا حلال ہے؟ اور نسخ شریعت شیعہ سے جائز ہے۔ اور کیا انکے بقول سب کے (چہن وہ اکثر اہل مذاہب کے مخالف ہیں۔ اور ان کے سبب وہ عام مسلمانوں سے علوہ ہو گئے ہیں) بنا کر ایسے اصول پر قائم ہے؟۔

اور اگر وہ دل سے یقین سے اس بعیت کو منسوخ و مخصوص نہیں جانتے۔ صرف ان آفات و بقات کے سبب جو اکثر فساداتوں۔ اور بعیت خالون میں اسوقت پائی جاتی ہیں۔ اس بعیت سے منع کرتے ہیں تو اسکے مقابلہ میں اس بات کو سوچ لیں کہ ایک امر شروع و ثابت کیلئے کیا ہو سکے نتائج کے مٹیامیں کرنا جائز ہے۔ کیا جو تلخ بد نماز میں نکلتے ہیں جو اوپر بیان ہوئے انکی نظر سے وہ روک سکتے ہیں۔ اگر وہ ایسا ہی کرینگے تو انہیں اور خیرہ یون میں کیا فرق رہے گا جو کشتہ حکام و اخبار ثانیہ و محقق کو (صرف اس نظر سے کہ لوگ اس سے نتیجہ نکالینگے اور دین اسلام میں سربابی ڈالینگے) نہیں لیتے۔ اور صاف اہل حقین کہ یہ حکم شریعت میں وارد نہیں ہے یہ توفیقین یا محدثین وغیرہ علماء اسلام نے از خود گھڑ لیا ہے۔

اور فریق مثبت کی خدمت میں یہ اہتمام ہے۔ کہ وہ اس سنت کو سنت مسوگ کرنے یا آنکھ میں سر نہ لگانے اپنے آپ کو یہ دستغفار کرنے پر فروغیت

نہیں اور ہر کو مناج و مدار حصول احسان عبادت و کمال عرفان قرار نہیں۔ اور ہر کو اس سنت کو مکدر و مستر نہ ٹھہراوین۔ جیسے اذان۔ و اقامت۔ و جماعت مسترہ چلی آتی ہے۔

اور اس میں ہر شخص صیات یہی کہ جو خاندانی پیروں میں چلی آتی ہیں۔ جیسے یا پڑے پٹے کو اسکی جگہ گدی پر بیٹانا۔ یا تمام خاندان میں کسی ایک کو سپہ منان

بیت ایک بعیت کے لئے مخصوص کرنا۔ یا جو دیکہ مسلمین تقویٰ میں

میں سے بڑھ کر یا اسکے برابر اور بھی جو ہوں۔ اور لوگوں کو ایسی بعیت اطاعت کے لئے اہتمام دعوت کرنا۔ جیسے غلیظہ وقت یا اہل علم کی اطاعت کی طرف دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے (یا ایہ)

صفحہ آئندہ لائق ملاحظہ شائقین اتباع سنت جو اس کو ملاحظہ سے محروم نہ ہو خیر کثیر سے محروم نہ رہا

إشاعة السنة النبوية

على صراجها الصلوة والتجمل

نمبر سوم

جد

ضمیمہ متضمن مسائل منذ محمد ثین اہل السنۃ

باب ۱۰۰ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۱۰ھ مطابق ماہ ابرج ۱۳۱۰ھ

شرح قیمت و غیره امور متعلقه سال

درجہ اول		تفصیل خریداران بشیخ مراتب	قیمت سالانہ
درجہ	بابت سال		
۱	۱	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	۵۰۰
۲	۲	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ عامر خاندان لاہوری سوامی	۵۰
۳	۳	متوسط اہل وسط	۱۰
۴	۴	کم و متوسط درجہ داروں سے زیادہ آمدنی نہ کہیں اور لاہوری کی	۱۲
۵	۵	بہت کم و متوسط درجہ داروں کی آمدنی نہ کہیں مگر رعیت کے	۱۰

(۲) ضمیر رسالہ سے علیحدہ نہ لینگا (۳) خط و کتابت اور سال ذر مہتمم کے نام سے پوری عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونی چاہئے اور سال ذر مجوزہ کی ڈی اینڈ وی کو کسی صورت سے نہ پور نہ مہتمم ذمہ وار ہوگا۔

اعلان عام

بعض خیرادران اشاعت السنتہ سے بعض لوگ ہماری دوستی و رشتہ خا کہ قیمت اشاعت السنتہ وصول کر لیتے ہیں اور وہ ہم کو نہیں پہچانتے ہلکے عام اعلان دیتے ہیں کہ کیو (ہمارا بھائی کیون نہ کہلاوے) ہمارا رشتہ یا نام منکر کوئی ہمارا دوسرے سے براہ راست پہنچا دے۔ جو اس کا خلاف کرے گا وہ اپنے رویہ کا خود ذمہ دار ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین مفتاح شاعری
(لاہور محمد علی شاہ)

(لاہور محلہ سید محمد)

جواب شکایت

ہمارے دوست شاکر مین کدورت سے رسالہ اچھا نہیں جیتا اور نہ اچھا لکھا جاتا ہے اور نہ کاغذ اچھا لکھا جاتا ہے میں اس شکایت کو بدل لانا ہوں اور ان سے زیادہ ان امور کا شاکر ہوں مگر اس میں سخت مجبور و معذور ہوں اکثر لوگوں سے صدق و صفائی معاملہ اڑھ گئی ہے جدھر دیکھو لا انشا اللہ جوت و بد عہدی نظرتی ہے ہمارے پیرانے کاتب پر نثر و عدہ خلافی و بد عہدی کرتے ہیں تو دوسرے کاتب و پزیر ڈھونڈتے ہیں پھر عین وقت پر اچھا کاتب پر نثر نہیں پاتے لایتنور کم سو کم (ہمارے علم میں) پچاس کاتب ہونگے مگر خوشخط ان میں سے دو ہی شخص ہیں و مطیع بھی بہت ہیں مگر اچھا چاہنے والے اور معاملہ کے سچے کم ہیں جب کاتب پر نثر ہوگا اچھا نہیں ملتا تو ہم کاغذ ہی دیا ہی ان ہی کا مجلس لکھا تو میں اس میں ہم کو کفایت شعاری ہرگز مد نظر نہیں ہے آئندہ ہم اگر پختہ انتظام میں کوشش کریں گے انشا اللہ تعالیٰ بالفعل تو ناظرین صورت سے قطع نظر کر کے صرف معافی ہی کی طرف توجہ کریں اور یہ دیکھیں مضامین کیسی عمدہ مذہب و معاشرت کے مفید نکلتے ہیں۔

شیخنا مولانا سید محمد زید حسین صاحب مجتہد دہلوی

اور

اتباع سنت

ہمارے دیار ہند میں اتباع سنت کا بیج تو حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے بویا ہے۔ اور اس کو پانی حضرت مولانا محمد امجد علی شہید علیہ الرحمۃ نے دیا جبہ و خت سرسبز بارور ہوا ابو بقیہ السلف حجاز الخلفا شیخنا سید محمد زید حسین مجتہد (رحمۃ اللہ علیہ) بطول حیات نے اس کا پل الکاف عالم (ہند سند و عرب عجم میں تعمیر کر دیا۔ اب شاہ یقین اتباع جا بجا وہ پھیل رہے ہیں اور ان محسن کا شکر و احسان مناتے ہیں۔

جناب صاحب کی تحفہ ریزی سے ہمراہ ہے کہ اپنی اپنی بابرکت تصانیف (تحفۃ البانی)

(جسکی نظیر ذہن خلف میں تو کیا سلف میں ہی کم پائی جاتی ہے) متنبہ فی سلاسل اولیاء
انصاف۔ عقول مجید وغیرہ جسکی تعداد دو سو سے زیادہ ہے (میں مسائل اتباع سنت کو ترجیح
کیا جسکو چند علماء نے پڑھا اور محفوظ رکھا اور انسر اسکا اظہار و اشتہار عام ہو سکا۔

حضرت مولانا شہید کی آبیاری سے یہ مراد ہے کہ ادیبوں نے ان مسائل کا عملاً و قولاً
مذہب تصانیف ہندی فارسی و مواعظ حضری و سفری شرقاً و غرباً اشتہار و اظہار عام کیا
جب صورت انکی آبیاری و تربیت ہوئی تو دنیا پر بار آور ہوا تو حضرت شیخنا مولانا الیسا اللہ نے
اسکے پہل کو کائنات عالم میں تقسیم کر دیا جس سے مراد یہ ہے کہ ان مسائل مندرجہ کتب شیخین کو
ہندوستان پنجاب وغیرہ بلاد کو گہر گہر میں پہنچایا اور ہزاروں اشخاص سے عمل بالمحدث کرایا جنکے
کے وسائل اشاعت سے ایک تو شان و زدی اوقات میں درس و تقریر ہے جس سے حدیث
علماء فیضیاب ہوئی اور ہوتی رہیں اور وہ آگے اپنی بلاد و اوطان میں جا کر ان مسائل کو پسینے
میں۔ دوسرے آپکا ان کتب و مسائل شیخین وغیرہ محدثین اہل اتباع کو ہندی میں
ترجمہ کرانا اور ان ہی کے اسلوب و اصول پر اور تصانیف جدیدہ خود کرنا اور اپنی شاگردوں کو
کرانا اور انکو کمال سعی و اہتمام سے خود چھوڑنا اور عام لوگوں میں شائع کرنا۔

آنڈون اپنی ایک کتاب بحر و خارج جواب انٹصار تالیف مولوی ارشاد حسین صاحب پوری جو
جواب معیاد انہوں نے تالیف کیا تھا اپنے احض تلامذہ سے تصنیف کرایا اور اسکو چھوڑ دیا کہ
اسکے سوا کئی اور مسائل اجیس رسالہ قرآن فاتحہ الامام خلف امام بخاری اور رسالہ نفع بین
امام بخاری اور کتاب التوحید محمد بن عبد الوہاب اور رسالہ طلاق ثلاثہ وغیرہ ترجمہ کر کے
چھوڑ دیں تہذیب و تمدن ہوئی کہ کتابیہ النسخ جو ملک ہند میں عمل بالمحدث کے عام
اشاعت کا قوی سبب ہے آپکے اہتمام سے دوبارہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔

الغرض اتدن آپکا اسی اہتمام تالیس و تقریر و تحریر و تہذیب مسائل اتباع سنت

فہرست اسامی وارچندہ باقیمت ہندگان

ممبران بلا لحاظ دلیف حرف ہجی خیرداران بلحاظ دلیف حرف ہجی مقام

ردیف	نام چہدہ دہندہ	مقام	نام چہدہ دہندہ	مقام	ردیف	نام چہدہ دہندہ	مقام	
۱	شیخ غلام نبی صاحب	وزیر کار	۲۱	محمد حسن مدرس	امیر	۱۱	منشی علی صاحب	لاہور
۲	حافظ بہادرین	لاہور	۲۲	فتح علی شاہ	امیر	۱۲	سولوی محمد حسین	لاہور
۳	منشی لہو شاہ	لاہور	۲۳	مستغفرات	امیر	۱۳	منشی سجاد علی	لاہور
۴	منشی فضل دین	لاہور	۲۴	شیخ محمد سعید	امیر	۱۴	منشی محمد کریم	لاہور
۵	سولوی محمد غفر	لاہور	۲۵	محمد باغ خان لکڑا	امیر	۱۵	جامی عبد الرحیم	لاہور
۶	منشی محمد ساقی	لاہور	۲۶	محمد بخش	امیر	۱۶	منشی محمد سعید	لاہور
۷	منشی کم آبی	لاہور	۲۷	عبداللہ حسین	امیر	۱۷	نقشبندی	لاہور
۸	سید جمال الدین	لاہور	۲۸	صاحبزادہ الحسن	امیر	۱۸	منشی عبداللہ	لاہور
۹	حافظ محمد ریاض	لاہور	۲۹	حافظ محمد سوری	امیر	۱۹	سولوی علی	لاہور
۱۰	سولوی محمد حسین	لاہور	۳۰	حکیم محمد احسن	امیر	۲۰	محمد سعید	لاہور
۱۱	منشی علی صاحب	لاہور	۳۱	عبداللہ کریم	امیر	۲۱	نقشبندی	لاہور
۱۲	سولوی محمد حسن	لاہور	۳۲	منشی حاکم علی	امیر	۲۲	منشی محمد عمر	لاہور
۱۳	منشی سجاد علی	لاہور	۳۳	کریم علی	امیر	۲۳	محمد حسیل	لاہور
۱۴	منشی محمد کریم	لاہور	۳۴	نور محمد	امیر			
۱۵	جامی عبد الرحیم	لاہور	۳۵	عبداللہ قمری	امیر			
۱۶	منشی محمد سعید	لاہور	۳۶	فروش	امیر			
۱۷	نقشبندی	لاہور	۳۷	منشی محمد عمر	امیر			
۱۸	منشی عبداللہ	لاہور	۳۸	محمد حسیل	امیر			
۱۹	سولوی علی	لاہور						
۲۰	محمد سعید	لاہور						

[illegible]

بقیہ پیری مری

اور فرق مثبت کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس سنت بیعت تو بہ کو معمولی سنتوں
(جیسے کنگھی سوک کرنا یا آنکھ میں سرمہ لگانا یا اپنے آپ تو بہ استنفاہ کرنا) پر ترجیح و
فوقیت ذہن اور اسکو ایسے موکد و ہتھماری سنتوں سے (جنگلے عمل و التزام کی انحضرت
سے تاکید اور انکے ترک پر وعید و تشدید وار دے) شمار نہ کریں اور اسکے ترجیح و
التزام کے لئے وہ اہتمام و تداعی نہ کریں جو اس قسم کی موکد سنتوں میں کی جاتی ہے
اور اسکو مناظ احسان و مناظ حصول کمال عرفان قرار نہ دیں اور اس میں وہ افق جھوٹا
رسمیہ کو جو خاندانی بیعت خانوں و پیروں میں مروج چلی آتی ہیں (جیسے باپ و
تو بڑے بیٹے کو اوسکی جگہ گدی پر بٹھانا یا کسی اور شخص کو تمام خاندان سے
پیغمبران بنا کر بیعت کے لئے مخصوص کر دینا۔ باوجودیکہ علم میں تقویٰ میں اُس سے
بڑھ کر یا اُس کے برابر اُس خاندان یا اوسکی منتسبین میں اور شخص موجود ہوں اور اس
سجادہ نشین کا سجادہ نشینی کے بعد خود بیعت و استر شاہ سے مستغنی ہو جانا
پیر ہو کر پھر کسیا مرید نہ بنا اور کسی صالح متقی کے ہاتھ پر (اُس سے افضل یا اسکے برابر کیون
ہند) بیعت تو بہ نہ کرنا یا بیعت لینے کے وقت خاص خاص اذکار و اوعیہ (جو اس موقع
بیعت پر آنحضرت سے مروی ہیں) (جیسے پہلے کلمہ شہادت پڑھنا یا پھر سورۃ فاتحہ
علیٰ ہذا القیاس) طالب کو پڑھانا وغیرہ وغیرہ کو ایسے طوط پر دخل نہ دیں جس سے ان
خصوصیات و قیود کا اس موقع پر اس بیعت مخصوصہ سے دین و سنتوں ہونا
سمجھا جاتا ہے۔

ان خصوصیات کی نسبت جو ہمارا اعتقاد ہے وہ ہم نمبر سابق میں بصفحہ ۴۷ بیان
کر چکے ہیں جبکہ خلاصہ یہ ہے کہ نہ ہم ان خصوصیات کو اصل سنت و مناظ عرفان جو

ہیں اسکے ذریعہ کبھی کبھار اس شخص کی عبارت سابق میں کچھ کاٹیں گے تا کہ واقع ہوا اور کچھ

طرف سے پڑا نہ سبب معلوم ہوا تا کہ اس میں بعض چیزیں ہٹائی گئیں (۱۹) سلطان کو کھڑا کر کے

احسان جانتے ہیں نہ انکو مطلقاً بدعت و ناجائز خیال کر کے انسے بالکل انکاری ہیں بلکہ انکی تسلیم و انکار میں ہم میں بین (بیچا بیچ) میں ہیں اور شرف و فائدہ و تاثیر صحبت اہل اللہ اور اس فائدہ و تاثیر کی نظر سے انکی خصوصیت ملازمت کو تو ہم اس صحبت اور اسکے خصوصیات مذکورہ سے جدا گانہ ہی سمجھتے ہیں اور اس کو کسی جبر و انکاری نہیں ہیں۔ اس التماس کے جواب میں شاید ہمارے بھائی مشیتین کہیں کہ ہم اس سنت بیعت کو سوداگ و اذان و اقامت و جماعت سے بڑھ کر سو کہ نہیں سمجھتے اور نہ اسکو مناط حصول احسان و کمال عرفان خیال کرتے ہیں اور نہ ان خصوصیات کو جو ہمارے معمولہ بیعت میں پائی جاتی ہیں ہم دین سمجھتے ہیں۔ ان خصوصیات کی نسبت ہمارا وہی اعتقاد ہے جو تمہارا اعتقاد ہے اسکے جواب میں یہ التماس ہے کہ اگر اولاً اس صحبت اور اسکے خصوصیات کی نسبت دلی اعتقاد بھی ہے تو نہایت خوشی کی بات ہے۔ چشم ماہ روشن دل شاد و لیکن ایسے بعض اقوال و افعال اس اعتقاد کے مخالف ہیں اور وہ عام لوگوں کو یہ بتا رہے ہیں کہ یہ لوگ اس صحبت کو معمولی سنتوں سے بڑھ کر واجب العمل والاہتمام اور مناط عرفان و مدار ایمان جانتے ہیں اور ان خصوصیات کو بھی دین سمجھ رہے ہیں اور وہی اقوال و افعال فریق ثانی کی وحشت و تشدد کے باعث اور باہمی تفرقہ و نزاع کے موجب ہو رہے ہیں اگر میرے بھائی دلی اعتقاد یہی رکھتے ہیں جو بیان ہوا ہے۔ تو جب تک نہ نصیحت نہ خلق اللہ و جماعۃ کلمۃ اللہ ان اقوال و افعال کو اس اعتقاد کے موافق و مطابق کریں۔ میں پچھلے اُن اقوال و افعال کو بیان کرتا ہوں پہلے انکی اس اعتقاد اور نفس الامر سے مخالفت ظاہر کرونگا پہلے انکی وجہ موافقت و مطابقت اس اعتقاد سے عرض کرونگا۔ مگر قبول افتد ہے غور و فکر

بیان فضال و اقوال منکورہ

(۱) اس بیعت تو بہ میں وہ اسقدر تاکید و ضرورت کے مدعی اور اسکے اہتمام و تداعی میں ساعی ہیں کہ اسقدر تاکید و اہتمام و تداعی استمراری و موکد سنتوں (مسواک اور اذان جماعت وغیرہ) میں کوئی مسلمان نہیں کرتا۔

(۲) وہ اس بیعت کو مثل بیعت خلافت و امامت قرار دیتے ہیں جسکے شان میں منہ آنحضرت کا ارشاد وار د ہے کہ جس کی گردن میں کسی امام کی بیعت نہیں ہے

من مات ولم یسرق فی عنقہ بیعتہ مات میتۃ جاہلیۃ

وہ جاہلیت (یعنی کفر کی) موت مٹا رہی

صحیح مسلم ص ۱۲۰ جلد ۲

اور اسی نظر سے آنحضرت کے اصحاب کرام نے وصال نبوی کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی بیعت خلافت کو آنحضرت کی تجنیز و تکفین مقدم کیا اور اس میں ایک دن کا وقفہ روا نہ رکھا چنانچہ حدیث بخاری سے جو عنقریب منقول ہوگی ناظرین کو واضح ہوگا طرفہ یہ کہ وہ بیعت خلافت صدیق اکبر وغیرہ خلفاء کو یہی بیعت تو بہ بتاتے ہیں اور ذکر خلافت کو اسی بیعت تو بہ کا ایک جزوی اور ضمنی امر قرار دیتے ہیں۔

(۳) وہ اس بیعت تو بہ کو ایک ایسے شخص سے مخصوص کرتے ہیں جو تمام ہمعصرین سے افضل ہو اور بناء علیہ پیر و سجادہ نشین کو پیری و سجادہ نشینی کے بعد دوسرے کی بیعت سے مستغنی سمجھتے ہیں اور بجا اب اس عمر میں فریق نافی کی کہ بیعت لینے والا خود ہی تو گناہ کرتا ہے وہ کیوں اپنے گناہوں سے دوسرے کے ہاتھ پر تو بہ نہیں کرتا وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے لوگوں سے بیعت کرائی اور خود کسی کے ہاتھ پر کیوں نہ تو بہ کی۔ جبکہ صاف یہ مطلب ہے کہ جیسے آنحضرت صلعم سے کوئی افضل موجود نہ تھا جسکے ہاتھ پر وہ گناہوں سے

(معاذ اللہ) توبہ کرتے یسوی پیری سے کوئی افضل نہیں ہوتا جسکے ماتھے پر وہ بیعت کرین۔ یا یون کہو کہ جیسے آنحضرت صلعم افضل ہوئے کے سبب بیعت سے مستغنی تھے ویسے ہی پیری (برعم خود یا اتفاق مریدان) افضل ہوئے کے سبب بیعت غیر سے مستغنی ہیں۔

(۴) وہ ان خصوصیات رسمہ کے اثبات کے لئے قرآن و حدیث کو ماتھ مارتے ہیں اور انکا داخل میں ہونا برعم خود آیات و حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔

گدی نشین مقرر و مخصوص کرنے کے ثبوت میں وہ اون آیات کو پیش کرتے ہیں جنہیں یہ ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور جانے کے وقت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ کیا (جسکے مطابق آنحضرت صلعم نے جنگ تبوک میں جانے کے وقت حضرت علی رضی کو خلیفہ کیا تھا) اور حضرت زکریا علیہ السلام نے خدا سے اپنا وارث چاہا تھا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے۔ اور صحابہ کرام کے اس فعل کی سند لاتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت کے بعد صدیق اکبر کو گدی پر بٹھایا اور اپنے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا انکے بعد صحابہ نے حضرت عثمان و حضرت علی رضی کو انکا جانشین کیا۔

اور بوقت بیعت خاص خاص اذکار و ادعیات پڑھائے ثبوت پڑھو ان آیات و احادیث کو پیش کرتے ہیں جنہیں یہ ذکر ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے انبیاء اقرار اسلام کیا اور آنحضرت نے کلمہ لا الہ الا اللہ کو افضل الذکر فرمایا اور خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کلمہ پڑھنے کا حکم دیا آنحضرت صلعم نے سورہ فاتحہ کو تمام سورتوں قرآنی سے افضل فرمایا۔

انگریز استدلال پرچہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ان آیات و احادیث میں خاص اس موقع پر ان اذکار کی خصوصیت کہاں پائی جاتی ہے۔ اسکے جواب میں

وہ بہت سے آثار پیش کرتے ہیں جنسے وہ برہم خود یہ ثابت کرتے ہیں کہ جو امر آنحضرت سے ثابت ہو (گو اسپر دامت یا اسین کوئی وقتی یا عہدوی خصوصیت آنحضرت سے ثابت نہ ہو) اسین وقتی یا عہدوی خصوصیت اپنی طرف سے نکالینی بدعت نہیں ہر بلکہ موجب قربت ہے۔ اس جواب میں انہوں نے نہ صرف خصوصیات بعیت کو دین بنایا ہے۔ بلکہ جملہ خصوصیات رسمہ (فاتحہ خوانی سوم چھلم عرس مولود وغیرہ) جنکو اُنکے اصول مذہب بدعت ٹھارتے ہیں اور اسی سبب سے وہ عام مسلمانوں سے علیحدہ سمجھے جاتے ہیں اور وہابی کہلاتے ہیں) کو بھی دین بنا دیا ہے۔ اور پیر حبی کے بعیت لینے (ذہینے) سے خصوصیت پر جو دلیل وہ پیش کرتے ہیں وہ نمبر ۳ میں بیان ہو چکی ہے۔

ان لوگوں سے ان اقوال و افعال کے سرزد ہونے کو کوئی انکا مقصد و مقصد بعید سمجھے تو پہلے ان ہی حضرات سے دریافت کر کے انکی تصدیق کرے مجھے امید ہے کہ وہ ان اقوال و افعال سے انکاری ہونگے۔

اور اگر وہ انسے صاف طور پر یا تاویل انکاری ہوں تو انکار الٰہی الحال فریق نافی کے مقابلہ میں انہوں نے تالیف کیا ہے مواضع ذیل سے ملاحظہ فرماویں۔ اس رسالہ کے صفحہ نمبر ۱۱ میں ہے ”اے یہی نہیں جانتا کہ مسد بعیت ان مسائل میں سے ہے جو خصوصیت رکھتے ہیں ساتھ افضل اور بہتر کے جیسے خلافت۔ امارت۔ قضا۔ امامت۔ ان کاموں کے واسطے ایک ہی شخص مقرر ہوتا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہر ایک امام یا خلیفہ یا قاضی بن جائے۔“

اور اس کے صفحہ ۲۲ میں ہے تو دیکھو آنحضرت و خلفاء اور تمام اصحاب کو تعامل سے ثابت ہوتا ہے کہ بعیت ایسے شخص کے ہاتھ پر چاہئے جو اپنے وقت میں تقویٰ و دیانت و صلاحیت کی وجہ سے اپنے ہم عصرون میں فضیلت رکھتا

ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں آپ افضل بہتر تھے انکے بعد ابوبکرؓ ازان بعد عمرؓ
 ان سے پیچھے عثمانؓ اور علی رضی اللہ عنہم اور بہ سبب فضیلت انکی کے دوسرے
 باقیہ پر بیعت نہیں ہوتی تھی۔ الانبیاء اور تعامل انکا بمنزلہ علامات و تمیز کی ہے اور
 اسکے صفحہ نمبر ۹ میں ہے یہ دعویٰ (بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کا بیعت
 کے لئے کیونکر نہ کرنا) غلط ہے صحابہ کرامؓ کو اول ابوبکرؓ صدیقؓ ان کے بعد عمر فاروقؓ
 ازان بعد حضرت عثمانؓ ان سے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کے باقیہ پر بیعت کی گیا
 مصنف کو خلفائے راشدین کی خلافت اور بیعت سے بھی انکار ہے دیکھو ب
 مفسرین اس آیت کریمہ کو فمن کفر بعد ذلک فاولک ہم الفاسقون یعنی جس شخص نے
 انکار کیا بعد اسکے پس ہی میں فاسق منکر ان خلافت خلفاء اربعہ کے حق میں
 وعید بتلاتے ہیں اب مصنف یہ کیسا جو یہ بیعت قبول خلافت کی تھی یعنی عہد اسبات کا
 کہ ہم بغاوت نہ کریں گے اسکے جواب میں ہم روایات کتب حدیث پیش کرتے ہیں اہل
 انصاف کو معلوم ہو چکا کہ حق بجانب کسکی ہے صحیح بخاری میں ہے کہ عبدالرحمن
 رضی اللہ عنہ نے بوقت خلافت خلیفہ سوم بشورت صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عثمانؓ
 رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا اور بیعت کے وقت یہ کہا ابابیک علیؓ سنتہ اللہ
 و سنتہ رسولہ و الخلیفتین من بعدہ یعنی میں تیری بیعت کرتا ہوں کتاب خدا و
 سنت رسول و طریقہ شیخین پر اور امام احمد کی روایت میں ہے ابابیک علیؓ کتاب
 اللہ و سنتہ رسولہ و سیرۃ ابی بکر و عمر میں تیری بیعت کرتا ہوں اور یہ کتاب اللہ و
 سنت رسول اللہ اور طریقہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے۔ جس بیعت کا ان روایتوں میں
 ذکر ہے یہ بیعت تقویٰ ہے خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب اس میں داخل ہیں
 اور عبداللہ بن خططلہ امیر مدینہ نے دفعۃً الحمۃ میں لوگوں سے ساتھ مرنے کی
 بیعت لی یہ قصہ بخاری میں موجود ہے اور یہ بیعت بیعت خلافت کے سوا

اور ہی بیت تھی۔ ومن لم يجعل الله له نورا فالامم نور۔

اور اسکے صفحہ ۷۷ میں بجواب اس اعتراض میں لکھا کہ پیر خود کیوں نہیں کیسی بیعت کرتا۔ کہا ہے مشایخ میں سے ایسا کوئی نہیں جس نے دوسرے کے ہاتھ پر توبہ نہ کی ہو اپنے شیخ کے ہاتھ پر سب توبہ کیا کرتے ہیں اگر ایسا ہی اعتراض کا شوق ہے تعجب کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بیعت کرائی اور خود کسی کے ہاتھ پر توبہ کیوں نہ کی دیکھو ترک اور انکار سنت کا یہ نتیجہ ہے جو آپ کے منہ سے ایسے کلمات نکلتے ہیں جن سے انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی لازم آتی ہے لمن لم يمدنا ربنا لنكونن من الصالحين

اور اسکے صفحہ ۷۸ میں بجواب اس قول مخاطب کے کہ بلا وجہ مرجع ایک شخص کو خاندان سے بیعت کے لئے مخصوص کر لینا ہندوؤں کی رسم ہے۔ کہا ہے جبکہ آپ ہندو کی رسم کہتے ہو وہ سنت انبیاء ہے جب موسیٰ علیہ السلام کو ہندو طور کو جانے لگے تو ہارون علیہ السلام سے فرمایا اخلقني قحی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدين تو میرا نائب ہو میری قوم میں اصلاح رکھنا اور مفسدوں کی پیروی نہ کرنا حضرت خاتم المرسلین نے جب غزوہ تبوک کی تیاری کی تو علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ تو دین میں رہ تو ہمارا جانشین ہے جیسے ہارون اپنے بھائی موسیٰ کا (بحالت سفر) جانشین تھا۔ انبیاء عظام دعا کرتے کہ اسے پروردگار ایسی اولاد دے جو ہمارے نائب اور لوگوں کے پیشوا ہو دین فہد لہم من الیاء وخلق لہم من الیاء یعقوب زکریا علیہ السلام نے دعا کی تو مجھے کام سپہا نے والا دے جو وارث ہو میرا اور خاندان یعقوب کا اور اللہ جل شانہ خبر دیتا ہے وورث سلیمان داؤد سلیمان علیہ السلام اپنے باپ داؤد کے وارث ہو محمد و احمد کے

مرا داس در شہ سے نبوت اور امامت ہے کہین رافض کی طرح مال و متاع سے
تاویل نہ کرنا اور اصحاب کرام نے بعد انتقال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
ابوبکر صدیق کو گدڑی پر بٹھلایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ۱۔ اپنے زندگانی میں عمر
رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرما گئے ایسے ہی عثمان و علی رضی اللہ عنہ
باتفاق صحابہ جانشین ہو گئے۔

اور اسکے صفحہ ۱۱ و ۱۲ میں خصوصیات از کربیت کے ثبوت کے لئے
کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسلمت للہ رب العالمین کہا اور یلقین
نے اسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین کہا اور خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ
یا ایہا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ اور آنحضرت رکوع و سجود میں بکلمت
وبک اسلمت فرمایا کرتے اور آنحضرت نے فرمایا ہے افضل الذکر لا آک الا اللہ
اور آنحضرت نے سورہ فاتحہ کو اعظم سورہ فی القرآن فرمایا ہے۔

اور صفحہ ۸۸ میں کہا ہے کہ اگر ایک امر آنحضرت سے ثابت ہو جاوے مگر کسی
عادت اور اسکا شمار اور اسکے وقتوں کی خصوصیت، حدیث ثابت نہ ہو تو اسکو
خاص اوقات میں معین عدد کے موافق ہمیشہ عمل میں لانا بدعت نہ ہوگا پس اس پر اپنے
چند آثار ذیل سے استدلال کیا ہے۔

(۱) آنحضرت نے فرمایا ہے خدا کو پیارا وہ عمل ہے جسکو ہمیشہ کیا جاوے۔

(۲) ایک شخص ہمیشہ سورہ فاتحہ کے اور دوسری سورہ کے ساتھ سورہ اخلاص کو تلا
لیا کرتا تھا آنحضرت نے اسکا سبب پوچھا اور سننے عرض کیا کہ مجھے یہ سورت پیاری
لگتی ہے آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت تجھے بہت دین داخل کریگی۔

(۳) بلال رضی اللہ عنہ کے بعد ہمیشہ دو گانہ پڑھتے آنحضرت اس پر مطلع ہوئے تو اس سے
منع کیا۔

اسی قسم کا ایک اثر اور ہلال سے اور ایک اثر حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ
اور بعض اوقات کی فضیلت شارع سے ثابت ہے اگر کوئی شخص واسطے ذکر اور حمد
اور تسبیح کے اُن وقتوں کو مقرر کرے تو بیشک افضل ہوگا اللہ جل شانہ فرماتا ہے
فَجِبْ بِحَرْبِكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ پس پاکی بیان کر ساتھ حمد رب اپنے
پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے چہینے کے ومن اللیل فبیمہ وادبار السجود اور
رات کو پس تسبیح کراو سکی اور بعد نماز ون کے اس قسم کی بہت آیتیں اور حدیثیں
ہیں اگر کوئی شخص ان وقتوں کو افضل اوقات سمجھ کر کوئی ورد یا ذکر پڑھ لیا تو
کہو اسے کون سی بُرائی کر سی شارع کی طرف سے مطلق ذکر انہی کی ہدایت ہو
اور یہ شخص بھی ذکر کرتا ہے۔“

یہ اقوال و افعال مذکورہ کا عام ثبوت ہے۔ اب ایک خاص ثبوت
(جو کہ زیادہ تر متعلق امرا و مل ہے) پیش کیا جاتا ہے جب ان حضرات کے شیخ
(پیر) نے (جو ہمارے بھی شیخ تھے اور ہمارے خیال میں (دادہ حبیب) واقعی
لائق بہت و استر شاد تھے اور ان قیود و خصوصیات رسمہ سے (جو کہ اُن کی
جائے نشین اب دین سمجھنے لگے ہیں میرا و آزاد تھے حتیٰ کہ وہ اشغال متاخرین
صوفیہ کو جو کہ ہم حسب تفصیل مشرطہ منقولہ صفحہ ۴۴ مباح بلکہ بعض حالات میں افضل
سمجھتے ہیں بالکل ترک کر چکے تھے جب ہم انکے سامنے مولانا محمد اسماعیل شہید
علیہ الرحمۃ کی عبارت منقولہ صفحہ ۴۴ پیش کرتے اور اُن اشغال کا مطلقاً بدعت
ہونا ثابت کرتے تو آپ جواب میں فرماتے ”دعا کن“ یعنی دعا کرو خدا تعالیٰ
مجھے یہ بات سمجھا دے اور میرے دل میں اسکا اثر پیدا کرے اور جب کہیں آپ
کیکو سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیتے تو اس کے بیان تقد او میں صاف فرماتے
کہ چل دیکھا یا کم یا زیادہ اس قسم سے اور بہت باتیں مشہور و معروف ہیں

انکی آزادی ان قیود و رسمہ سے ثابت کر رہی ہیں) اس جہان سے انتقال کیا
تو ان لوگوں نے انکی گدی پر انکے بڑے بیٹے کو (باوجودیکہ علم میں انسے فضل
اور ظاہری دنیاداری و پرہیزگاری میں انکے برابر لوگ انکی اولاد اور منتسبین
معتقدین میں موجود تھے) بٹھا کر انسے بیعت کی اور اپنے اس فعل کو صحابہ کے
اس فعل سے کہ انہوں نے آنحضرت کے مصالح کے متصل بلا توقف حضرت صدیق اکبر
کی بیعت کی تھی تشبیہ دے اور یہ بات بذریعہ مراسلات اپنے تمام منتسبین معتقدین
خاندان میں شائع کی اور ان مراسلات میں صاف یہ بات لکھ دی کہ یہ ہمنے وہ کام
کیا ہے جو آنحضرت کے اصحاب نے آنحضرت کی رحلت کی بعد فوراً کیا اور اس کو
آنحضرت کی تکفین و تجہیز پر ہی مقدم کیا تھا لوگوں کو چاہئے اس بیعت کی طرف جلد
توجہ کریں اور خاص کر اس فرمان میں جو میرے نام آیا تھا یہ حکم بھی
درج تھا کہ آپ اس مضمون کو اپنے ماہواری رسالہ (اشاعۃ السنہ) میں
شائع کر دیں۔

اس فرمان و مراسلت میں انہوں نے گویا یہ بتا دیا تھا کہ یہ بیعت وہی بیعت
ہے جو صحابہ نے صدیق اکبر کے ہاتھ پر کی تھی اور اسکے ترک پر صاف وعید
آچکی ہے جو اس بیعت سے مختلف رہیگا وہ جہنمی ہوگا اور کافروں کی موت مرےگا۔
اس بیان میں بھی کسی انکے مقلد و معتقد کو شک ہو تو وہ فرمان نکال کر ملاحظہ
کر کے دیکھ لے کہ اس میں بیعت کو بیعت صدیقی سے تشبیہ دی ہے یا نہیں اور
اپنے اس فعل پر فعل صحابہ اور انکی تجہیز اور تقدیم البیت علی التجہیز و تکفین کی شہادت
پیش کی ہے یا نہیں۔ اور جسکے پاس وہ فرمان پہنچا ہو وہ انکی اور خاص
معتقدین ساکین لاہور۔ وزیر آباد۔ پٹنہ وغیرہ سے دریافت حال کرے
اور جسکی طبع سلیم اور عقل مستقیم ہے اور وہ متعصبانہ اعتقاد و محبت سے خالی

ہے وہ ان ہی عبارت سے جو استقام میں منقول ہوئی ہیں اس فعل کی تصدیق نکال سکتا ہے۔ مینے ایک مخبر صادق (جو فریق مثبت کے معتقدوں اور اشراف سے ہے) سے یہ بھی سنا ہے کہ جب یہ فرمان راولپنڈی میں پہنچا تو فریق ثانی کے ذریات و معتقدین نے اسپر بڑا چرچا کیا اور باہم رنج و اختلاف واقع ہو گیا آخر فریق ثانی نے رنج اختلاف و تنازعہ کی یہ صورت تجویز کی کہ اگر کسی نشین صاحب اس بات کا اعلان کر دین کہ اس بیعت تو برہمن ہماری خصوصیت نہیں ہے جو شخص جس صالح شخص کے ہاتھ پر چاہے بیعت کرے فریق مثبت نے اونکی یہ بات نہ مانی۔ یہ بات بھی دل لگتی ہے اور اس مخبر کی خبر صحیح معلوم ہوتی ہے جسی الامین بیعت کو مثل بیعت خلافت بلکہ اسکا حین یا کل جانتے اور اسکو ایک شخص افضل العصر مخصوص سمجھتے اور بنار علیہ وہ ایک شخص کو افضل الدہر قرار دیکر مخصوص مقرر کر چکے ہیں تو پھر وہ دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کو کس طرح تجویز کر سکتے ہیں۔

یہ انکے اقوال و افعال کا بیان و ثبوت ہے اب انکا اس اعتقاد و نفس الامر سے مخالف ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

اس اعتقاد سے تو ان اقوال و افعال کی مخالفت ظاہر ہی ہے کیونکہ ان لوگوں کا اس بیعت تو بہ کو مثل بیعت خلافت بلکہ اسکا حین یا کل اور خلافت کے اسکا ایکٹ ٹھہرانا اور اسکو بیعت خلافت کی طرح ایک ہی شخص افضل العصر کو جو دوسرے کی بیعت سے ممنوع یا مستغنی ہو مخصوص کرنا اور اس کی ترغیب و ترویج کے لئے اسقدر اہتمام و تداعی کرنا اور اسکی خصوصیات کا قرآن و احادیث سے ثبوت پیش کرنا صاف بتاتا ہے کہ یہ لوگ اس بیعت کو معمولی سنتوں (سواک اذان اقامت) سے بدرجہا بڑھ چرکہ واجب العمل امر احسان و عرفان بلکہ مبادی نجات و ایمان جانتے ہیں اور اسکی خصوصیات کو دین سمجھ رہے ہیں اور یہ باتیں نفس الامر

اور حق کے ہیں، مخالفین کسی آیت یا حدیث یا اثر صحابی میں ان باتوں کا اثر و ثبوت پایا نہیں جاتا۔ اور جو کچھ ان کے ثبوت میں فریق مثبت نے اپنے رسالہ میں بیان کیا ہے۔ اسکی نسبت میں یہ نہیں کہہ سکتا (اور بدگمانی نہیں کرتا) کہ انہوں نے عمدہ جھوٹ کہا ہے اور لوگوں کو دھوکہ دیا ہے۔ بلکہ یہ یقیناً جانتا اور کہتا ہوں کہ اس میں انہوں نے خود دھوکہ کہا یا ہے۔ جتنا سبب قیامت سلسلہ بیعت کی محبت اور کس قدر علومِ ربیہ الیہ (نحو ادب اصول وغیرہ) سے ناواقفیت ہی ہے۔

بیعت تو بکے مثل یا عین بیعت خلافت ہونے اور اسکے ایک افضل کے ساتھ مخصوص ہونے پر جو ان لوگوں نے دلیل پیش کی ہے اور سپر بڑا غلط اور حصولِ نورانیت کا دعوے کیا ہے اور اپنے خصم کو یقیناً لم یجعل اللہ للفرخا لہ من نور کا مصداق بتایا وہ اس دعوے کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتی حضرت عثمانؓ اور صدیق اکبرؓ کی بیعت خلافت پر ہوئی تھی وہ بیعت تو یہ متنازعہ فیہا۔ ہرگز نہ تھی۔

چونکہ حضرت عثمانؓ کی بیعت کو حضرت صدیق اکبرؓ کی بیعت سے تشبیہ و تمثیل ہے اور اسکی نسبت پارہ حدیث تمسک فریق مثبت میں یہ بات کہی گئی ہے کہ میں تجھ سے صدیق اکبرؓ و عمر فاروقؓ کے طریق و سیرت پر بیعت کرتا ہوں اس لئے مناسب ہے کہ پچھلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کو ذکر کیا جاوے پھر حضرت عثمانؓ کی بیعت کا بیان ہو ناظرین اہل انصاف کو خود معلوم ہو جائیگا کہ وہ بیعت خلافت ہی کی بیعت تو یہ کا ہی اس میں کوئی نام و نشان و اثر و سرخ پایا جاتا ہے۔

پس واضح ہو کہ صحیح بخاری میں صفحہ (۱۰۰۹) حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت صلح فوج جوئے تو ہمارے یہ حال تھا کہ انصار ہمارے مخالف ہو گئے تھے کان میں جازنا حین توفی اللہ فیصلی اللہ علیہ وسلم اور وہ سب کے سب نبی سارہ کی ششک

ان الانصار خالفونا واجتمعوا
 باسرحم فی سقیفة بنی ساعدة وخالف
 هنا علی والزبیر ومن معهما واجتمع
 المهاجرون لکے ابی بکر فقلت لابی بکر
 یا ابا بکر اطلق بنا الی اخواننا هؤلاء
 من الانصار فانطلقنا نریدهم فلما
 دلفونا منهم لبقینا منهم رجلا ناصرا
 فذکر امامتنا لعلنا لعلنا لعلنا لعلنا
 یا معشر المهاجین فقلنا نرید اخواننا هؤلاء
 من الانصار فقالوا لعلنا لعلنا لعلنا
 لعلنا فقلت واللہ لانا لعلنا لعلنا
 اتیناہم فی سقیفة بنی ساعدة فاذا جئنا
 یمین ظہرنا یم فقلت من هذا قالوا هذا
 سعد بن عبادۃ فقلت لہم ما قالوا لعلنا
 فلما جلسنا قلیلا تشد خطیبہم فالتفتی علی اللہ
 بما هو اهل ثم قال اما بعد فحسن انصر اللہ
 وکیفۃ الاسلام وراشتم معاشر المهاجین وخط
 وقد دفت راقۃ من قلمک فاذا ہم یریدون
 ان یجتزلونا من ہلنا وان یحضنونا من الامر
 فلما سکت اردت ان اقول لکم وکنت قد
 سورت مقالۃ عجبتنی امید ان اقول لکم

میں اکٹھے ہو کر اور حضرت علی وزیر اور ان کے
 ساتھ والے بھی پیچھے رہے یا مخالف
 ہو کر مهاجین ابو بکر کے پاس جمع ہو کر آئے
 میں نے ابو بکر سے کہا کہ ہم اپنے بھائی انصار
 کی طرف چلیں جب ہم قریب پہنچے تو دو نیک
 آدمی ہکولے اور انصار کے اتفاق رائے
 سے (ہمارے خلاف پر) خبر رساں ہو
 پیروہ بولے تم کہاں جاتے ہو میں نے کہا
 اپنے بھائیوں انصار کے پاس جاتی ہیں وہ
 بولے تم کو انکی پاس جانا مناسب نہیں تم اپنا کام
 کرو میں بولا بخدا ہم تو ضرور جاؤں گے پھر ہم
 چکر نشست گاہ نبی ساعدہ میں پہنچ گئے جب
 ہم پہنچے تو ان میں سے ایک شخص تقریر
 کر نیکو گھڑا ہوا اور بولا کہ ہم خدا کے انصار ہیں
 اور اسلام کا شکر اور تم لوگ صحابہ میں صرف
 چند آدمی ہو جو اپنی قوم سے نکلا کر یہاں آئے ہو
 اب تم ہماری جڑ کاٹنا اور ہم کو حکومت سے
 خارج کرنا چاہتے ہو جب وہ چپ ہوا تو
 میں کچھ کہنے لگا جو عین سوج رکھا تھا میں
 اسکو ابو بکر کے آگے بیان کرنا چاہتا تھا کہ
 ابو بکر نے مجھے روک دیا۔ اور خود جواب دینا

بلین پیری الی بکر کنت ادری منہ
 بعض الحد فلما اردت ان اتکلم قال ابوبکر
 علی رسلک فکھت ان اغضبہ فتکلم
 ابوبکر فکان ہر احلم منی و اقر الله
 ماترک من کلمۃ محبتی فی نزویری
 الا قال فی بدیتہ مثلاً و افضل منہا
 حتی مکت فقال ما ذکرتم فیکم من خیرنا تم
 لہ اهل دن یعرف هذا الامر الہذا الحق
 من قریش ہم اوسط العرب نسباً و داراً و قد
 رضیت کلمۃ احد ہذین الرجلین فابعوا
 ایتما شئتم فاخذ پیری و پید الی
 عبید بن الجراح و ہر جالسین فلما کرہ
 مما قال غیرہا کان واللہ ان اقدم مقرب
 عنقی لا یقر نبی ذلک من الثماجب الی
 من ان اتاقر ہلے قوم فیہم ابوبکر
 اللهم الا ان تسول لی نفسی عند موتی
 شئاً لا اجدہ الا ان فقال قائل
 من الانصار انا جزیلہا
 المحکمک و عد یقہا المرجب

شروع کیا بخدا جو کچھ میں سوچ رکھا تھا ابوبکر نے
 اسکی مثل یا اس سے بہتر نے البدیہ کہہ دیا۔
 آپ نے فرمایا کہ جو تمہاری پیری بیان کی ہے
 بیشک تم اسکی اہل عز و لائق ہو مگر سرداری مارت
 تو بخیر قریش کی کیا حق نہیں ہو (یہاں حضرت عائشہ
 کی روایت میں جو بعضہ بخاری میں بھی ہے)
 پیری دہے کہ امیر ہم (قریش) سے ہوا اور
 وزیر ہم (انصار) سے حضرت ابوبکر نے فرمایا
 کہ میں پسند کرتا ہوں کہ تم لوگ ان دونوں
 (میرا اور ابوجبیدہ بن الجراح کا ساتھ پکڑ کر گے)
 کی بیعت کرو انکی اس کلام سے بخیر اس نکتے
 (جبین پیری بیعت کا ذکر تھا) کوئی لفظ
 مجھ پر معلوم نہیں ہو مجھ پر ایسا گناہ نہ ہو کہ
 مارا جانا اس سے پیارا و پسند تھا کہ میں اس
 قوم کا سردار ہوں جبین ابوبکر ہوتا نہ ہو
 وقت میرا نفس مجھے اسکا خلاف پسند
 کہ اور انہیں ایک شخص (جناب بن المنذر)
 ابوبکر کے جواب میں پہلے ایک ایسا فقرہ
 بولا جسکے لازمی معنی یہ ہیں کہ تمہاری کلام اور

ہندہ اصل لغوی معنی اسکے کہ میں وہ کہو شہوں جس سے افسوس کھاتا ہے اور وہ شاخ خرباز
 جسکے کردہ ٹھیک یا باڑ لگائی جاتی ہے۔

منا ومنك امیر یا مقشز قریش
فكش اللفظ و امر لفت الاصوات
حتى فرقت من الاختلاف
فقلت البطيدك يا ابا بكر فبطيد
فبايعته وبايعه المهاجرون ثم
بايعته الانصار ونزونا
على سعد بن عباد فقال
قائل منهم قلتم سعد بن
عباد فقلت قتل الله
سعد بن عباد
(صحيح بخاری صفحہ ۱۰۹)

میری رائے باوقار ہے پھر بولا ایک امیر
تم میں ہوا اور ایک ہم میں سے پھر مجلس
میں غل ہو گیا اور آوازوں کا شور مچا
حتے کہ مجھے خوف اختلاف پیدا ہو گیا
پس میں ابوبکر کو کہا ہاتھ پھیلاؤ میں تمہاری
بیت کرتا ہوں انہوں نے ہاتھ پھلایا
میں نے انکی بیعت کی پھر مہاجرین نے بیعت
کی انکے بعد انصار نے۔ ہمیں اس میں سعد
عباد پر سبقت کی (کیونکہ وہ خود طالب
خلافت تھا) ایک شخص امین سے بولا
مجدا تم نے سعد کو قتل کر دیا۔ میں کہا خدا نے
اسکو قتل کیا۔

اس میں جو حضرت علی وغیرہ کے ہٹ رہے تھے کا ذکر ہوا ہے۔ صرف چھ مہینے بات
(تاحیات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) تھا اسکے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر کو
گہر میں بلایا اور اپنی شکایت کا اظہار کیا اور پھر بیعت کا وعدہ دیا اور دوسرے دن
مجلس عام میں اسکا ایفا کیا (دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۶۰۹ وغیرہ)

یہ بیعت صدیق اکبر سے ناظرین اسکو (غور سے نہی) سرسری نظر سے دیکھ کر
کہیں کہ یہ بیعت خلافت و امارت تھی یا کسی خاص گناہ سے یا عام گناہوں پر توبہ کی بیعت
تھی۔ اور جبکہ بیعت عثمانی اسی بیعت کو طریق پر ہوئی اور اسکی نسبت یہ بات کہی گئی۔
ابا لیک علی ستہ الخلیفین تو پھر وہ بیعت خلافت ہوگی یا بیعت توبہ بھی جاوے گی۔
اب حضرت عثمانؓ کی بیعت کو ذکر کیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں صفحہ ۶۱۲

حضرت عمرؓ کے زخمی ہونے اور قریب وفات ہو جائیگا حال عمر و بن سیمون سے نقل کر کے فرمایا ہے کہ لوگوں نے آپ سے کہا آپ وصیت کریں کسی کو اپنا خلیفہ

(رائٹین) مقرر کر جاویں اپنی فرمایا میں اس امر خلافت کا مستحق ان چھ شخصوں سے (جنہ

جناب رسول خدا صلعم راضی گئے ہیں) زیادہ

کیونہیں پاتا اور ان چھ کے یہ نام بتاؤ

حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ

حضرت طلحہؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ پر یہ فرمایا کہ

یہ میرا بیٹا عبد اللہ ہے حاضر ہے پر اسکا اس

خلافت میں کچھ حق نہیں ہے یہ بات اپنی بیٹی کی

تسلی کے لئے کہدی پر فرمایا یہ سرداری جو

لئے ہوئی تو وہ اسکو لائق ہے ورنہ جو کوئی اسکو

وہ سعد سے اپنی مارت میں کچھ کام کو منور اسکو

(حکومت کو نہ سے) اسکی نالائقی یا خیانت کی

سبب نہیں بنایا تھا اور فرمایا میں اس خلیفہ کو

جو میری بعد ہو پہلو مہاجرین کی نسبت وصیت

کر تا ہوں کہ وہ انکا حق پہچانے اور انکی مر

نگاہ رکھے اسی قسم کی اپنی اور وصیتیں کریں

جب آپ فوت ہوئی اور مدفون ہو چکر تو چھوں

اشخاص جمع ہو کر۔ عبد الرحمن بن عوفؓ

فقالوا و یا امیر المؤمنین استخلف

قال ما اجد الحق بهذا الامر من هؤلاء انفسا

او الرط الدين توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم

وهو عنهم راض فسمي عليا وعثمان والزبير

طلحة وسعد وعبد الرحمن بن عوف وقال

يشهدكم عبد الله بن عمر وليس لي من الامر شيء

التغرية فان اصاب الامرة سعد فهو ذاك

والا فليستع بدائكم ما اقراني له اعز من

عجز ولا خيانة وقال وصي الخليفة بن علي

بالمهاجرين الاولين ان يعرف لهم مقامهم

حرمهم واديبهم بالانصاف خير الذين يتوكلوا

الدار والايامن قبلهم ان يقبل من محسنهم

وان يهضي عن محبتهم واديبهم باهل الامصار

خير فانهم رد الاسلام وجباة المال وغيظ

العدوان لا يؤخذ منهم الا فضلهم عن

رضاهم واديبهم بالاعراب خير فانهم صل

العرب ومادة الاسلام ان يؤخذ من اشي

اصوالهم ويرد على فقرهم واديبهم بلغة الله

وذكره رسول الله صلى الله عليه وسلم

نمبر ۳۲ جلد ۶

ان یوفی الہم بعدہم وان یقاتل من
نراءہم ولایکفوا الا طاقتہم فلما
نبض خرباناً فاطلقا منشی سلم عبد اللہ
بن عمر قال یتادون عمر بن الخطاب قال
اوخلوہ فادخل فوضع ہناک مع صاحبہ
فلما فرغ من دفنہ بجمع ہدلاء
الرحط فقال عبد الرحمن اجعلوا امری
الی ثلثہ منکم قال الزبیر قد جعلت
امرہ الی علی قال لعلہ جعلت امرہ الی عثمان فقال سعد
قد جعلت امرہ الی عبد الرحمن بن عوف فقال
عبد الرحمن ایکما تبشرا من ہذا
الا امر فجعلہ الیہ واللہ علیہ
والا سلامینظرت افضلہم فی نفسہ
فاستکت الشیخان فقال عبد الرحمن
افتعلوہ فی الحق واللہ علی ان لا
اکوہن افضلکم قال لا نعم فلخذ بید
احدہما فقال اک قرأتہ من رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقدم
فی الاسلام ما قد علمت فاللہ
علیک لن امرتک لتقدن ولن امرت
عثمان لتسمعن ولتطیعن ثم خلا بالآخر

فرمایا کہ یہ چھ آدمی اپنا اختیار میں شخص کو بے
کردین یعنی انکا ساختہ پر داختہ منظور کر لین
حضرت زبیر بولے کہ میں اپنا اختیار حضرت علی کے
سپر دکیا حضرت طلحہ بولے میں اپنا اختیار حضرت
عثمان کو دیا حضرت سعد بولے میں اپنا اختیار
عبد الرحمن بن عوف کو دیا کہ یہ عبد الرحمن
بن عوف نے فرمایا جو تم دونوں ہر اس کام کے
خلاف ہم سے دست بردار ہو گا ہم یہ کام لا میر
مقرر کرنا اویسیکی سپرد کرینگے سپر خدا تعالیٰ اور
اسلام ضامن یا گواہ ہر اس شخص کی ذاتی
بزرگی کو دیکھا جائیگا یعنی کسی قرابت وغیرہ جی
استحقاق کا لحاظ نہ کیا جائیگا یہ سکر حضرت عثمان
و حضرت علی خاموش ہو یہ حضرت عبد الرحمن نے
فرمایا کہ تم دونوں اس امر کا بھی اختیار دے دو جو
میں والد تم دونوں سے حبکو افضل جانو لگا لگی
تقرری سے قصور نہ کرو گناہ بولنا ان ہم تم کو
اختیار دیا پہر آپ نے حضرت علی رضی کا ہاتھ
پکڑا اور انہو کہا کہ جو آپ کو اخضر سے قرابت
اور اسلام میں قدامت حاصل ہو وہ میں
جانتا ہوں تم خود کی قسم یا اسکا عہد لیا جاتا ہو
کہ اگر میں تمکو امیر بناؤں تم عدل کر دو گے اور اگر

فقال له شل دنك فلما اخذ
الميثاق قال اسرع يدك يا عثمان
فبايعه فبايع له على دية لرجل
الدار فبايعوه

(بخاری ص ۵۲۵)

میں حضرت عثمان کو امیر بناؤں تو تم انہی اہل
کردگو ایسا ہی حضرت عثمان کی طرف متوجہ ہو کر
فرمایا پھر حضرت عثمان کو کہا آپ ہاتھ اٹھاؤ
اور انہی سے یہ کی اور حضرت علیؓ کی اور انہی سے
یہی ٹان داخل ہو کر اور انہی سے بیعت کی۔

اسی واقعہ اور اسی آخری موقعہ کا حال صحیح بخاری میں سورین مخمر سورین مقول ہو

قال السوطي رحمه الله تعالى
من الليل ضرب الباب حتى استيقظت
فقال لراك فاما فوالله ما اكلت
حتى الليلة الثالثة بكثر نوم اطلق
فادع الزبير وسعد فاذعن بهما له فشا
ورجما ثم دعاني فقال ادع لي عليا فاذعن
فما جاء حتى ابرأ الليل ثم قام علي
من عنده وهو على طمع وقد كان
عبد الرحمن يخشى من علي
شيئاً ثم قال ادع لي عثمان فاجاه
حتى غرق بينهما المودن بالصبح
فلما صلى الناس الصبح جميعاً اورد
الرهط عند المنبر فامرسل الي من كان
حاضراً من المهاجرين والانصار فامرسل
الي لمراد الاجناد وكانوا وافوا فاكل

انہوں نے کہا عبدالرحمن بن عوف کچھ رات
گئی میری پاس آئے اور دروازہ کو کھڑکایا میں
جاگا تو بولو کہ تو سو رہا ہو۔ مجھ میں تین شب کو
کم سو یا ہوں جاؤ میرے سعد کو بلا انگو میں بلا
لایا تو انہوں نے کچھ شور کیا پھر کہا حضرت
علیؓ کو بلا دیجو انکو بلا یا تو انہی سے اپنی خلوت میں
باتیں کریں۔ یہاں تک کہ آپ بات گزر گئی۔
حضرت علیؓ نے ان سے چلے گئے اور وہ حصول
خلافت کو متوقع تھے اور حضرت عبدالرحمن
سہی ان سے کچھ ڈر رکھتے۔ پھر فرمایا عثمان کو بلا
اور ان سے کانچھوسی کرتے رہی یہاں تک کہ نماز
جر کے موزن نے ان دونوں کو جد کیا۔
جب نماز نماز ہو چکی اور لوگ جمع ہو گئے
تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے خطبہ پڑھا
پھر فرمایا میں نے لوگوں کو حال دیکھا وہ

الجموع عمر فلما اجتمعوا لشهد
عبد الرحمن ثم قال اما بعد يا اعلیٰ انی
قد نظرت فی امر الناس فلم ادرهم
یعدون بعثمان فلا تجعلن علی نفسك
سبیلاً فقال ایا لک علی سنتہ اللہ و
اثنی عثمان۔

رسولہ و الخلفین من بعده فی الیہ
عبد الرحمن و بالیہ الناس المهاجرون و الانصار
و امرار الاحبا و المسلمون (بخاری) ۱۰۵

حضرت عثمان کے برابر کسیکو نہیں سمجھتا (یعنی
اس خلافت کو احتیاق میں) پس آپ میرے
عثمان کو امیر مقرر کر لیں۔ بڑا مذاہبین پھر عثمان
کہا میں تم پر خلافت کو حکم کے موافق۔ اچھا حضرت ابوبکر
دو قون خلیفہ نیکو طریق پر بیٹے ہاں بیٹے جیسے کہ

بیت ہوئی تھی ویسی ہی اور اس طریق پر
میں تیری بیعت کرتا ہوں یہ ہمارے ہیں انصار
اور تمام مسلمانوں اور شکر کرتے ہیں بیعت کی

اس قصہ بیعت عثمانی میں بھی اول سے آخر تک اسی خلافت و امارت کا
جھگڑا ہے اور بجز خلافت کسی عمل تقویٰ یا کسی محبت سے تو بکا اس میں ذکر و اثر
و نام و نشان نہیں ہے جسکو اصل محل القواد بیعت ٹھہرایا جاوے اور بیعت خلافت
اس میں داخل یا اسکا جزو قرار دیا جاوے جیسا کہ فریق مثبت نے بڑے زور و شور
سے دعویٰ کیا ہے۔

اس دعویٰ میں ان لوگوں نے نحوی غلطی کہا ہی ہے اور یہ بات بھی
ہے کہ لفظ علی سنت اللہ و رسولہ اس حدیث میں ابالیع کے متعلق ہے جیسا
ایہ بیانیکس الخ من علی ان لا یشرکن باللہ یبایعون کے متعلق ہے اور سنت اللہ
و سنت رسولہ و سنت الخلفاء سے جملہ احکام و شرائع اسلام (نماز روزہ
اداکاریا حتی قوم پر حنا و نا و شراب سے بچنا وغیرہ وغیرہ) مراد جنہیں
خلافت کا نام بھی داخل ہے۔ حالانکہ اس حدیث میں لفظ علی سنت اللہ
سنت رسول الخ ابالیع کا متعلق اور اسکا صمد نہیں ہے۔ اسکا صمد متعلق
علی الخلافت اور الامارہ ہے اور یہ لفظ علی سنت رسول الخ کا محض وصف کے

متعلق ہو کہ اس مقلق مخدوف کی صفت یا حال ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہو
ابا یحک علی الخلافۃ علی سنت اللہ و سنت رسول اللہ جکے معنی یہ ہیں
کہ میں آپکی خلافت پر بیعت کرتا ہوں جو خدا کے حکم اور آنحضرت اور ان کے
خلفاء کے طریق کے موافق ہے۔

اس حذف و تقدیر پر اگر وہ ہمس کوئی قرینہ یا دلیل بوجہین تو اس سے بڑا کہ
کیا قرینہ و دلیل بکار ہے کہ اس بیعت میں اور بیعت صدیقی میں اول سے آخر تک
اسی خلافت و امارت کا جھگڑا ہے اسکا انصار کو دعویٰ تھا اور اسی کی نسبت
انہوں نے یہ کہا تھا مٹا امیر و منکر امیر اسی کی خصوصیت کا قریش سے صدیق
دعویٰ اور انصار کے لئے اسکی تجویز سے انکار تھا۔ اسی سے حضرت علی رضی
چھ مہینہ تک مختلف رہے۔ اسکی جناب مدوح حضرت عثمانؓ کے وقت طالب تھے۔
اسی کے سعد بن ابی وقاص وغیرہ عثمانؓ کے لئے عبدالرحمن بن عوف کے
پاس سفارشی ہوئے اسی سے سعد بن عبادۃ ناراض و خفیف ہو گئے آخر
صدیق اکبرؓ و عثمانؓ کے لئے اسکی تسلیم پر اتفاق ہوا اور اسکے سوا لفظ
ابایح کا متعلق اور بیعت و اقرار کا اصل محل احمدیث میں اور کوئی نہ عمل دیا امر
ہو سکتا ہے کیا وہ ان عمل کتاب و سنت یا عمل شریعہ اسلام نماز روزہ اداء
کرنے اور یا حتی یا قیوم پڑھنے یا شراب و زنا سے بچنے میں کوئی جھگڑا تھا؟
کیا صدیق اکبرؓ یا عثمانؓ کو منکروں سے اسی عمل و اتبل و کراقبال کرایہ کا مطالبہ
ہوا تھا۔ حضرت علیؓ یا انصار کو اسی کی تسلیم سے ایک مدت تک انکار رہا تھا
جبکہ آخر صدیق اکبرؓ و حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر انہوں نے اقرار کیا۔

جس شخص کو حدیث و عربیت و نحو کی خوشی نہ ہو کس سے ہی سچو ہوگی وہ یہ امر چلا
تجویز نہ کیا اور اس حدیث میں علیؓ و عثمانؓ و سعد بن ابی وقاصؓ

ابابیک کا نہ کہیگا اور نہ تمام شرائع اسلام کے تسلیم کو اصل محل عقد بیت قرار دیگا فریق مثبت سے تعجب ہے کہ اس ڈبل اور فاش غلطی پر وہ فخر اور ناز کرتے ہیں اور حصول روشنی کے مدعی ہیں۔ اور اپنے خصم و مقابل (نافی) کو خدا کی طرف سے خالی از نور بتاتے اور آتہ منن لہر جیل اللہ نوراً فعلا من نور کا مصداق بتاتے ہیں۔

ایسے طعن اور تشنیعات انکے رسالہ میں انکے مقابل کی نسبت اور بہت ہیں جو جھکو اور ہر نصف ثالث کو بہت ناگوار معلوم ہوتے ہیں ایسی باتیں اگر فریق نافی (جو انکے زعم میں نور سے خالی ہے) کرتا تو چند ان محل تعجب نہ ہوتا موصوفیوں اور نورانیوں سے ایسے کلمات ناخراہ کا صدور سخت تعجب کا محل ہے

ہم ثالث ہیں۔ نہ یقین خصوصاً فریق نافی سے کوئی خاص نسبت و تعلق موافقت یا مخالفت نہیں رکھتے۔ (اسلئے ہم ایسی باتوں کو نہ صرف آج کسی خاص سبب سے ملکر پھلے دن سے) جبکہ وہ رسالہ فریق نافی کے جواب میں تیار ہوا اور ہر کسی کسی جگہ سے مقام وعدہ سنا یا لیا تھا) ہر گز ہر بہن اور نصیحت و حبشہ فریق مثبت کی ان باتوں پر نہکتے چینی کرتے ہیں وہ ہمارے منکر اسکو دوستی سمجھیں خواہ دشمنی خیال کریں۔

اس بحث و بیان سے امید ہے کہ کس و نا کس کو (بشرطیکہ وہ فریق مثبت کا طرفدار یا مقلد نہ ہو) معلوم ہوگا کہ فریق مثبت کی دلیل سے بہت حد تک و عثمانی کا عین حجت تو رہونا ثابت نہیں ہوتا۔ رہا بیت تو بہت کا مسئلہ اختلاف ہوتا اور ایک شخص افضل سے مخصوص ہونا سوسہیں اس دلیل سے ثابت نہیں ہوتا۔ بیشک صحابہ کرام نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عثمان کو اپنے اپنے وقت کے لوگوں سے امور انتظامی و

خلافت میں افضل سمجھا کہ کو بیعت خلافت کے لئے مخصوص کیا مگر یہ ثابت و متحقق ہو چکا ہے کہ اس بیعت میں بیعت توبہ کا کوئی دخل و تعلق و اثر و نام و نشان نہیں پایا جاتا اور اگر بیعت توبہ کو بیعت خلافت پر قیاس کیا جاتا ہو اور پیر جی کو امام و خلیفہ وقت کی نظیر سمجھا جاتا ہے تو اولاً یہ امر مسک فریق مثبت کے مخالف ہے وہ قیاس کو کب مانتے ہیں کہ یہاں قیاس کر سکیں۔ ثانیاً یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے بیعت توبہ اور بیعت خلافت اور پیر جی اور خلیفہ و امام وقت میں بہت سے وجوہ فارق موجود ہیں۔

(۱) بیعت خلافت میں امام کا قریش سے ہونا شرط ہے حدیث میں صاف (الایمۃ من قریش) [صحیحین بائیں] آچکا ہے کہ امام (خلیفہ وقت) قریش سے ہو جسکی دستاویز سے حضرت ابو بکرؓ نے انصار کے اس قول کو ایک امیر سے ہوا ایک تھے رد کیا تھا چنانچہ بصفحو (۸۰) گذرا اختلاف بیعت توبہ کہ اس میں پیر جی کا قریش سے ہونا شرط نہیں بلکہ اگر جو لاکھ دنیا تیلی و نیدار و پرہیز گار ہو تو اسکے ہاتھ پر بھی بیعت جائز ہے۔

ہماری اس بات سے خاندانی پیر تو (یقین ہے) جڑاٹا دیگے اور اسکو اپنی توہین و طعن خیال کریں گے (جبکہ ہمارے نیت و کلام میں دخل و شائبہ بھی نہیں مگر فسر قی مثبت جنے ہمارا خطاب ہے تو خدا کو لئے انصاف کریں اور ہمکو حلفاً بتا دیں کہ کیا وہ دیندار و پرہیز گار جو لاکھ تیلی کے ہاتھ پر بیعت توبہ کو جائز نہیں رکھتے اگر جائز رکھتے ہیں تو پھر بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت کس منہ سے اور کس معنی سے کہتے ہیں۔ ۹۔

(۲) بیعت خلافت تو (بشرطیکہ امام موجود ہو) فرض بلکہ جزو ایمان ہو جسکے شان میں صاف آچکا ہے کہ جنگی گردن میں امام کی بیعت نہ وہ کافر و کجی موت مرنا ہے چنانچہ صفحہ (۱۷) منقول ہو چکا ہے اور بیعت توبہ کو تو یہ لوگ بظاہر صرف سنت بتاتے ہیں اور قرآن و حدیث میں بھی ہم اسکے وجوب پر شرط ایمان ہونے پر کوئی دلیل نہیں پاتے۔

ہم نے سنا ہے کہ اطراف پیڈی و ملتان و دیرہ جات کے معتقد پیری مریدی اسی حدیث کو بیعت توبہ کی دلیل ٹھہراتے ہیں اور اسکی دستاویز سے فرماتے ہیں کہ جو کسی کامرید نہیں وہ کفار کی موت مرنا ہے۔ یا وہ شیطان کامرید ہے چنانچہ صفحہ (۳۵ نمبر ۶) میں انکا قول منقول ہو چکا ہے مگر اس اعتقاد و قول کے ساتھ پہرا انکا جولا ہوں اور تیلیوں کے ہاتھ بیعت کرنا محل تعجب ہے۔ اس امام کے لئے تو قریش سے ہونا ضروری ہے چنانچہ فارق اول کے بیان گذرا۔ اور پہرا انکا ایک وقت میں کسی پیروں اور کئی خاندانوں کو بیعت لینے کے لئے قرنا بعد قرن اور لبطنا بعد بطن اجازت دینا اور سب کو پیر و امام برحق سمجھنا زیادہ تعجب کا محل ہے کیونکہ ایک امام ہوتے دوسرے امام کی توبیعت کرنی جائز نہیں بلکہ موجب قتل ہو چنانچہ فارق سوم میں انکا بیان آئیگا۔

(۳) خلیفہ وقت کا روئے زمین کے لئے ایک ہونا ضروری ہے اور جب ایک خلیفہ کی بیعت خلافت ہو جائے تو پہرا اسکے بعد کسی مسلمان کو کسی دوسری بیعت فرض موجودگی اسلئے لگائی گئی ہے کہ بحالت عدم موجودگی امام کوئی ترک بیعت خلافت نہ لگنا ہو گار نہیں ہوا (۱) ایک مستقل فوضے کو کہہ چکے ہیں جو غریب و بیچارہ ہو گا۔ وہ حضرات شیعہ کے جواب میں ہے جو سینوں کو اس فرض کا تارک بتاتے ہیں۔

بیعت جائز نہیں ہے اور اگر کوئی دوسرے امام کی بیعت کرے تو وہ باغی
 اذ ابولع الخلقیان فافسوا الاحرمنہما
 (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۸)
 قتل کا حکم آچکا ہے۔ اور یہ امر

مشائخ دین آج تک کسی مسلمان نے تجویز نہیں کیا سلفا و خلفا ایک ہی وقت میں
 ایک ہی ملک میں متعدد مشائخ طرقت ہوئے اور بلا انکار لوگ ان سب کو (کوئی
 کیسی کوئی کیسی) ہاتھ پر بیعت تو بہ کرتے چلے آئے ہیں اور اطلاق تصویب
 و سنت (جنہیں بیعت تو بہ کا ذکر ہے) نہیں اس امر کا مجوز ہے کہ جس شخص
 صالح اور جتنے صالحین کے ہاتھ پر جتنے دفعہ کوئی چاہے تو بہ کرے صحیح کو احمد کے
 ہاتھ شام کو مجھو دے۔ و علی ہذا القیاس۔

اور غالباً فریق مثبت کا یہی یہ دعویٰ تو ہوگا (گو انہوں نے بن بھیجے
 بے سوچے افضل العصر کا بول دیا ہے) کہ تمام حجابان اور روئے زمین کیلئے
 ایک ہی پیر کا مخصوص ہونا ضرور ہے اسکے سوائے دوسرے کے ہاتھ
 پر کوئی بیعت کرے تو وہ واجب القتل ہے اگر ہمارا یہ نیک گمان انکی
 نسبت صحیح ہے اور انکا یہ اعتقاد (جو بیان ہوا ہے) نہیں ہے تو پھر وہ کس
 معنی کہ اور کس منہج سے کہتے ہیں کہ بیعت تو بہ مثل بیعت خلافت ایک شخص
 افضل العصر سے مخصوص ہے اور اگر انکا یہی اعتقاد جو ظاہر الفاظ سے
 مترشح ہوتا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ سلف سے خلف تک بجز (آج کل کے عوام
 اور رسمی دوکانداروں کے) کوئی مسلمان اس اعتقاد میں انکا شریک
 ہو اور اس اعتقاد کے ساتھ انکو اہل سنت و اہل اہتمامت کہنا جائز ہو۔

میرے بہائی (جو وہ دین و متبعین سنت کہلاتے ہیں) آتہ مخالف غلو کو (جہیں
 یا اهل الکتاب تغلوا فی دینکم ولا تعولوا علی الہدایہ) (النساء) ارشاد فرماتا کہ دین میں زیادتی نہ کرو اور

۴ خیار مجز حق مجوز نہ کہو۔ غور سے پڑھیں اور خدا سے ڈریں۔ ایک بڑی کام کو جسکو اہل اسلام نے مسلمان پیر کا کر سکا ہے وہ کام نہادین جو رسالت اور نبوت رسالت اور
 ولایت کبریٰ اور امت عظمیٰ سے مخصوص ہے اور اسکو دنیا پر میں بجز ایک نائب الرسالت کوئی نہیں سکتا۔ باقی آئندہ

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

اعلان عام

بعض خریداران شاعنۃ السنۃ سے بعض لوگ ہماری دوستی ورشتہ جہا کریت اشاعت السنۃ واصل
لوگ بیتین اور وہ حکو بنین بیجا فی اسلمی جام اعلان فی تیرمین کہ کیسکہ دہار باہائی کیون کہ کھلا کہ
ہمارا رشتہ یا نام نہ کوئی ہمارا روپیہ نہ ہی مراد ہست ہم کو بھیچا دے۔ جو اسکا حشا کر لیا دے پھر روپیہ
کا خود دے دے اور ہر گاہ پھر نہ سناہر کہ بعض لوگ ہماری طرف سے جعلی خط لکھو کہ لکھو کہ ہمارے
جہاں خریداران سالہ سے روپیہ وصول کرتے ہیں انکی اطلاع و اعلام کر لے لے اعلان بارہ جاری ہوا۔
راقم ابوسیدہ محمد حسین از لاہور جلائیہ

ہجرت ہمار

کچھ تین انا دون کی ضرورت ہے۔ ایک معلم فارسی حساب وغیرہ کی جو کم سو کم مڈل کی جماعت کو بخوبی پڑنا سکے اور سرکاری مدارس میں اس جماعت کو پڑنا چکا ہو یا تارلر سکول یا ٹینک کالج کی سزا امتحان رکھتا ہو۔

اسکو تنخواہ بالفضل دس روپیہ لنگی اور اگر کب قدر (اوسط دو گھنٹہ یومیہ) اشاعت کی نقل سودہ وغیرہ کا سون میں مدد سے گا تو اسکو عوض میں بائچر پیہ علاوہ لنگی دو اوستاد گنت درسیہ عربیہ معقول و منقول کی جو شرح ملا قطبی سے اوپر کا پڑ پڑا چکے ہوں یا ٹینک میں ان دونوں صاحبوں کو بالفضل عیس عیس روپیہ ماہوار نقد معہ کھانے کے لنگی۔ اور اگر کھانا پکانا نہیں تو چھپیس روپیہ نقد۔ انہیں سے ایک صاحب ہندوستان میں صوبہ بہار کے قریب کام دینگے۔ دوسرے پنجاب میں لہذا مناسب یہ ہے کہ ہندوستان میں کام دینگے کے لئے کوئی صاحب ہندوستانی صوبہ بہار یا مالک مغرب و شمال کے باشندہ ہوں۔ اور پنجاب کے لئے ہندوستانی خواہ پنجابی کوئی صاحب ہوں۔

جو صاحب درخواست کریں وہ اپنی اسانید امتحان یا کارگزاری کے نقول ہی درخواست کے ساتھ بھیجیں ملاور پہلو صاحب (معلم فارسی) اگر اشاعت السنہ کے کام میں مدد دینا چاہیں تو اپنی خوشحالی ہی دکھادیں۔

مرثوہ

شائقین دین کو مرثوہ ہو کہ اندون ایک کتاب ہدایت نصیب لبستان العارفین نقیب ابی اللہ سمرقندی مترجم ہو کہ دہلی مطبع ذاروقی میں نویز اتھام میر محمد معلم صاحب

کے صاحب نے جو خط لکھا ہے اس میں ہے کہ اگر کوئی صاحب ہندوستان میں کام دینگے کے لئے کوئی صاحب ہندوستانی صوبہ بہار یا مالک مغرب و شمال کے باشندہ ہوں۔ اور پنجاب کے لئے ہندوستانی خواہ پنجابی کوئی صاحب ہوں۔

ماکان مطبع ہوری اسکاتلج و ترجمہ عالی ہستی و دریا دلی جناب مستغنی عن الالتفات جناب
محمد عنایت خان صاحب بہادر رئیس مالیر کوٹلہ جناب سے جو اسے جسکی بہت قلب
و توجہ خاطر قدیم سے اشاعت علم کی طرف متوجہ رہی ہے و تالیف کرنے اور اوروں
سے تصنیف کرنے کا آپ کو نہایت شوق ہے۔ چنانچہ ناظرین اخبار پر انکی
یہ حالت محض نہیں ہے۔ ایک دفعہ مجھے انکی مجلس میں شریک ہونے کا اتفاق
ہوا۔ اپنے انکی مجلس میں (جب تک رہا) مسائل علمیہ کا ذکر و استفسار از باتون کی نسبت
زیادہ پایا۔ یہ اہرام اذہل دول سے نہایت متعجب و منتقم ہے خدا تعالیٰ انکے خیالین
برکت دے اور اس شوق کو روز افزون کرے۔ اس کتاب کے شائقین کو چاہئے گو
جناب ممدوح کے حقیق عروج و ترقی دینی و دنیاوی کے لئے دعاگو ہیں۔ اور اس کتاب
کی قیمت کا تصفیہ میر معظّم ہتم مطبع سے کریں۔ یا ہم پرچہ نمیدہ میں اگر وہ کتاب تمام ہوگئی
اس سے اطلاع کریں گے۔

نواب صاحب بہوپال اور انکی تالیفات

اس نامور و ہر دلعزیز جامع ریاست دینی و دنیوی نے دین اسلام کے فروع و اصول
میں بزبان عربی و فارسی و ہندی اس قدر تصنیفات کی کہ اداق مسائل دین جفیر
خواص علما بہی کم مطلع تھے۔ اب اکثر عوام و اوساط الناس جاننے لگ گئے ہیں
ہندوستان و پنجاب بلکہ عرب میں کوئی ایسی جگہ نہ ہوگی یا کم ہوگی۔ جہاں کوئی اہل علم ہو
یا علم کا ذکر و اشم ہو اور جناب ممدوح کی کوئی تصنیف و تان نہ ہو۔ اسی نظر سے بعض علماء
وقت نے انکو اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے اور انکے حقیق یہ کہا ہے۔

مجدد العلم فی ہذا الان قد وضع النقد الناس من بدع و شرک

اس وقت میں علم کا مجدد۔ جسے لوگوں کو بدعت و شرک سے چھوڑا یا

مشہور العلم فی بدوہ فی حضری منبصل لد م الفجاس نسفاک

مجلدوں اور بیسیوں میں علم پھیلانے والا فاسقوں کا تیر قلم سے خون بہانے والا

مفسر الذکر بالحق المبین فقد علا بہ فقا اعلام ملاق

ترانہ کا واضح بیان سے تفسیر نکندہ جسکے سبب وہ بڑے بلند رتبہ والا پیر فرقت کر گیا

ابدی لٹائی تالیف لہ ظہوت مقالہ خباب منہا کل افاک

اس نے ہم کو اپنی تصانیف طار ہر باہر میں ایسی باتیں کہوں دین چھوڑ دیں کہ

مگر افسوس صد افسوس بعض اشخاص جنگو دین کی طرف توجہ نہیں دیا یوں کہو کہ ہم

اور کتب و مسائل سے مطلق آشنائی نہیں دیا یوں کہو کہ نہایت ہی کم ہے۔ جناب

مذہب کی تصانیف کی قدر نہیں کرتے اور وقتاً فوقتاً اپنے بے جا مکتبہ چلیا کر تے رہتے ہیں

اندون ایک کتاب مسموم بہ اسلام و مسلمانان کسی صاحب مولوی محمد حسین

اغلب مولائی نامی سابق اناجی ایڈیٹر اودہ اخبار نے تالیف کی ہے جس میں انہوں نے

مسلمانوں کے اسباب ترقی و تنزل کی ایسے طور پر تفصیل کی ہے کہ اسکے اکثر مطالب

جو بذریعہ اسکے ریویو ۱۴ ص ۱۴۴ ہمارے نظر سے گزرے ہیں۔ ہمارا یہی صواب ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے نواب صاحب مذہب کی تالیفات کا بھی ذکر کیا ہے اور

گویا ان تالیفات کو اسباب تنزل حالت اہل اسلام کے اسباب سے شمار

کیا ہے اور ان کی اور انکو مولف کی نسبت یہہ چند نا ملائم الفاظ تحریر کئے ہیں کہ۔

”یہ ایک اسلام غلام غلام ربود اور انبار بے سود تصنیفات کا مصنف ہو کر مذہبی مباحثہ

(موجودوں اور خفیوں میں) اوقات ضائع کرتے اور فضول روپیہ صرف کرتے

ہیں۔“

یہ اسکے الفاظ اس کتاب کے ریویو منہجہ جو اخبار کوہ نور نمبر ۳۴ جلد ۳ مطبوعہ ۱۸۷۳ء

۱۸۷۳ء میں یہ الفاظ جو بریکٹ و خطوط وحدانی میں غالباً مور ریویو کی طرف سے بطور تفسیر لکھے گئے ہیں۔ اور اگر

مولف کتاب کے الفاظ میں تو کمال تعجب کے مورث میں نواب صاحب کی تصانیف مدت العرب میں کوئی کتاب

بمسلا السانہ، جسکے حق و مودتوں کا مساحہ تہ عامہ بقولہ سے جسکے حق و مودتوں کا مساحہ تہ عامہ بقولہ سے

ہے نقل کیے ہیں اصل کتاب کو جسے نہیں دیکھا ہے اچانے اس میں کیا کیا تبادلات اور
تبدیلیاں کیا ہیں جناب ممدوح اور ان کی تصانیف کی نسبت مولف کتاب سے ضرور دہرایا
پھر الفط کتاب مذکور جو اس ریویو میں منقول میں سرسری غلط و محض خلاف واقع ہیں۔
اور صاف یقین دلائے ہیں کہ جس شخص کی قلم سے یہ الفاظ نکلے ہیں اسے نواب صاحب
کی مصنفات کو غائب میں ہی نہیں دیکھا۔

اُن تصانیف پر گمان کرنا۔ کہ وہ مذہبی مباحثہ خفیہ و موحید پر مشتمل ہیں صریح
خلاف واقع ہے۔ نواب صاحب کی کسی کتاب میں خفی و شافعی یا دہلی و بدعتی یا شیعہ
و سنی کا پایا نہیں جاتا۔ کوئی ہم کو ان کی کسی کتاب میں اس قسم کا ایک مباحثہ دیکھا و محترم
سجاری قدرت کے موافق جو انعام چاہے پاوے کوئی مرد میدان ہے تو آوے۔

نواب صاحب کی کتاب تو درکنار ہر قسم کے مباحثے ان کی زیر حکومت ریاست میں ہونے
نہیں پاتے کبھی کہیں۔ شاہزادہ گاجے دہلی مراد آباد بریلی لکھنؤ بنارس لاہور امرتسر
وزیر آباد۔ سیالکوٹ۔ فیدکوٹ وغیرہ بلاد پنجاب و ہندوستان میں مذہبی مباحثے
حنفیہ و اہل بیت و شیعیہ و دہلی و بدعتی کے ہوئے ہیں ویسا مباحثہ کبھی شہر یارپت
ہو پال میں ہو اہو یا اس مضمون کا کوئی رسالہ نواب صاحب یارپت بہر میں
کسی اور کی طرف سے نکلا ہو۔

ماتن ادبیل عمر میں اور زمانہ طالب علمی کے قریب نواب صاحب نے ایک رسالہ مولود
مروج کے مقابلہ میں لکھا تھا جس کا نام الحق الصریح فی رد المولود البقیع انہوں نے کہا
تھا مگر اس وقت نواب صاحب کو یہ کمال علمی و حکمت عملی حاصل نہ تھا۔ اس وقت ان کا خیال
و حالی و قال اس طرزِ محامد سے ایسا مخالف ہو گیا ہے کہ اس غماضانہ رسالہ کو
انہوں نے اپنی تصنیفات کے عداد سے نکال دیا۔ اور اپنی مصنفات کی فہرست
سے خارج کر دیا پھر اس سے زیادہ واضح و روشن دلیل باہمی مناظرات سے نفرت و

کراہت پر کوئی دکھا سکتا ہے جو نواب صاحب نے قائم کر دکھائی ہے۔

اس حالت میں نواب صاحب یا انکی تصنیفات کو مذہبی مباحثات خفیہ والحدیث کی طرف منسوب کرنا خلاف واقع نہیں تو کیا ہے؟

اور ان تصانیف کی نسبت یہ کہنا کہ وہ انبار بے سود ہے یعنی اسکو مسلمانوں کی قومی ترقی میں کچھ دخل نہیں ہے سراسر ناواقفی اور کم فہمی پر مبنی ہے۔ یہ بات بجز اس شخص کے جو مذہب کو قومیت کا جز نہ سمجھتا ہو کوئی نہیں کہہ سکتا اور ایسا سمجھنے والا نہ صرف اپنی ناواقفی و لاعلمی سے قومیت سے ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ اس بات کا یہی اظہار کرتا ہے کہ اسکو قومیت سے تعلق نہیں ہے گو وہ قومی ترقی گدان سے خوانان ہو۔

جو قومی ترقی کے سچے اور دل سے خوانان ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ قومیت (دینی) کو (مذہب اور معاشرت دونوں پر سے) ایسا تعلق ہے کہ ان میں ایک

جسند و بھی فوت ہو تو پھر وہ ان اطلاق لفظ قومیت کا محال ہو خواہ ان دونوں کو کوئی اسپین ایک سمجھے یا لازم و ملزوم خیال کرے چنانچہ پرانی مسلمانوں کا خیال ہے اور وہ اشاعت السنۃ جلد دوم و سوم و چہارم کے متعدد پیرچرے میں مفصل و مدلل بیان ہو چکا ہے۔ خواہ ایک کو دوسرے سے علیحدہ سمجھے جیسا کہ نیوفیشن کے مہذب مسلمان کا خیال ہے اور وہ تہذیب الاخلاق کے پرچہ جمادی الثانیہ ۱۳۹۷ھ میں بیان ہوا ہے۔

ان دونوں مختلف خیالوں کی اتفاق شہادت سے قومی ترقی کا اطلاق ہر ترقی دنیاوی پر ہو سکتا ہے اور ہونا چاہئے جس میں دنیاوی ترقی کے ساتھ مذہبی ترقی بھی ہوتی ہو اور کم سے کم یہ کہ مذہب میں تنزل اور نقصان تو نہ ہوا ہو۔ دیکھو اگر کوئی سہند قوم یا شخص مسلمان ہو کہ دنیاوی ترقی کرے برسرِ ایٹ لاہو جادے یا لائی کوٹ کا جی بن جاوے تو اسکو کوئی حائل یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسنے قومی ترقی کی ہر کوئی

اسکو یہی کہیگا کہ اسنے اپنی قومیت سے خارج ہو کر دوسری قوم کو ترقی دے دی کہ ایسا ہی اگر کوئی عیسائی (قوم یا شخص) مسلمان ہو کر یا مسلمان (قوم یا شخص) عیسائی بن کر دنیاوی ترقی کرے تو ایسکو کوئی عاقل نہ کہیگا کہ اسنے قومی ترقی کی ہر کوئی یہی کہیگا کہ اسنے اپنی قومیت کو نقصان دینا چاہتا ہے یا پھر قوم کو ترقی دے رہا ہے اس روشن دلیل کو کوئی نہ سمجھے نہ سمجھ بوجھ کر نہ مانے تو اسوقت کے نئے فیشن کے ترقی خواہان (جنکی قومی ترقی) وہی اسوقت اکثر لوگ مانتے ہیں کہ اس پر شہادت سن لے۔

انیریل سڈلنگٹن بہادر جسے آئیں آئی لے بھی ہمارے بیان کے قریب قریب ہی کہا ہے اور پرچہ تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الاول ۱۳۹۷ء ص ۱۷ میں اسے ناصح مشفق یا معترض کے اس سوال کہ اگر آپ کو ترقی قومی کا دعوے تھا تو آپ خود اندہی سائیل کو جسکو ترقی قومی میں کچھ دخل نہیں (جیسو جن و ملائکہ یا سافون کا وجود کیونچہ اہم فائز اساعت مضامین ترقی تجارت حرفت و معاشہ پانگنا کیا ہوتا ہے جواب میں فرماتا ہے کہ قومی ترقی تب ہی ممکن تصور ہے جبکہ ترقی معاشرت کے ساتھ مذہب بھی باقی رہے ورنہ بصورت نقصان و تنزل مذہب ترقی معاشرت کو ترقی قومی نہیں کہا جاسکتا۔ اور ان سائیل کا جسے جتنے تعرض کیا ہے ایسا حال ہو کہ اگر ہم اُنسے قریض نکرین اور اُنکی اصل حقیقت بیان کر کے اُنکی حمایت نکرین تو ہمارے مغربیہ یورپ سے ان سائیل کو نقصان و صدمہ پہنچے اور مسلمانوں کے عیناً دین اسلام کی طرف سے شک و تردید پیدا اسلئے ہم نے ان سائیل کی حقیقت کو ایسے طور پر بیان کیا ہے کہ انکی طرف علوم مغربیہ کے ضرر و صدمہ کو براہستہ نہ لکھ لیور مسلمانوں کے عقائد پر یہی بین فریق نہ آوے۔۔۔ جو ترقی قومی کا مانع ہے۔ یہ ہنہ خلاصہ کلام جناب سہ شرح بیان کیا ہے اور اصل کلام

نقد ضرورت ذیل میں بعض حاشیہ نقل کر دیا ہے۔ طالب تفصیل کلام اصل پرچہ
تہذیب الاخلاق کی طرف مراجعت کرے۔

پھر چند انریبل صاحب سے اس عہدہ اصول پر نہیں ہوا اور نہ اس عہدہ کا ایفادہ
ہوں تھے اسلام کے مسائل مذہبی میں ایسے طور پر دست اندازی کی ہے کہ اس سے
دم نقد ہر دست اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے اور بعض ایسے مسائل (جیسے وجود ملائکہ)
میں دست اندازی کی ہے جسکو قیامت تک کسی علم مشرقی یا مغربی منطق یا فلاسفے
سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ تھا۔ انریبل صاحب نے قبل از مرگ وادیل شروع
کر دیا یا آب منیدہ موزہ از پاکشیدہ پر عمل کیا اور ان مسائل میں بے جا ترمیم کر کے
دم نقد اسلام کو نقصان پہنچا یا ایسی تفصیل معہ دلیل نقل کی کہ جو عقیدہ نہیں بخوبی
موجبی ہے۔ ولیکن ہر مقام میں ہم کو انکی عدم تفصیل و کارگزاری سے بحث نہیں ہو
یہ جو اصول انہوں نے بیان کیا ہے وہ ہمارے بیان کا سرسری مصدق ہے۔
انتہی دور کیون جا میں اپنے ہی مخاطب بخت چین مولف کتاب مسلمانان
کی کلام کیون نہ دیکھیں۔ انہوں نے خود تہتی کرنی والی اقوام یورپ کے
پیروی کو صرف معاشرت سے مخصوص اور اس میں منحصر کر دیا ہے اور مذہبی
تقلید کو اس سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ چنانچہ اخبار کوہ صفحہ ۶۹۸ کالم ۲ سطر ۲۱ میں

نمودہ یہ پہچانے جا رہا ہے یا ہمارے مخالف ہم کو کافر و مرتد و زندیق و کفران سمجھتے
ہوں لیکن میں اپنے تئیں نہایت پاک مسلمان سمجھتا ہوں۔ یہ بھی میرا خیال ہے کہ مسلمانوں
میں جو قوم کا اطلاق کیا جاتا ہے وہ ملک یا نسل کے لحاظ سے نہیں کیا جاتا بلکہ صرف مذہب
کے سبب سے کیا جاتا ہے اور اس لئے کسی ملک و نسل کا آدمی ہو جب وہ مسلمان ہو تو ایک قوم ہے
پس جب ہم قوم مسلمان کی ترقی اور نفع و فلاح چاہتے ہیں تو ہمیں ہر قوم میں جو کہ ہم میں
ہی کوشش کریں وہ لوگ مسلمان ہیں اگر مسلمان ترقی کریں تو ہماری قوم کی ترقی ہوگی۔
(تہذیب الاخلاق جلد ۱ صفحہ ۱۰۰)

راقم ریویو نے انکلام نقل کیا ہے جو اٹھتیک صدیک مطلب یہ ہے کہ مذہب
میں پیروی اقوام یورپ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے مذہب کو نقصان
پہنچتا ہے۔ بدترقی قومی کے منافی ہے۔ مذہب ہمہ نہیں دھواؤں اور مذہب نے
یہ بات کہہ کر وہ بات کیونکر کہی یہ بات یہاں گئے یا وہ بے سوچے فلم سے نکلا
گئی۔ اور بہت شہادت اس بیان بابرہان اور باعتراف قومی ترقی خواہ
بلکہ اکثر انکسرتہ چندان تصانیف نواب صاحبہ والا نشان یہ امر ثابت و محقق
ہے کہ مذہبی ترقی ہی قومی ترقی کا جزو ہے۔ اور قومی ترقی بدون ترقی مذہبی
نا ممکن و ناممکن ہے تو پھر اگر نواب صاحبہ مدوح نے اپنی تصانیف میں
مذہب کو ترقی دے دی۔ اور مذہبی مسائل کی حفاظت و اشاعت کی تو انکی تصانیف
انبار بے سوکھنا کیونکر صحیح ہے اور انکو ترقی قومی اہل اسلام سے خارج
و بے دخل ٹھہرانا کیا معنی رکھتا ہے کہ مولائی صاحبہ انکی نسبت ایسے الفاظ
ناملائیم فرماتے ہیں۔

اب رہا یہ امر کہ تصانیف نواب صاحبہ نے مذہبی ترقی کی ہے یا نہیں اور
ان تصانیف سے مذہبی مسائل کی حفاظت و اشاعت ہوئی یا نہیں جسکی
انے پہلے دینی تصانیف علماء سلف و خلف سے مذہبی ترقی و اشاعت
ہوئی ہے۔ اسکا تصفیہ ہم عموماً ناظرین اور خصوصاً حضرات مکتہ چین پر چھوڑتے۔ اور مجملہ
تصانیف نواب صاحبہ دس میں کتا بونکا نام ایک نقشہ کے ضمن میں بتا دیتے
ناظرین و حضرات مکتہ چین برائے خدا و چار برس لگا کر ان کتا بونکا مطالعہ
کر کے خود ہی ہم کو بتا دیں کہ ان کتا بون میں حمایت و اشاعت و ترقی دین باقی
جاتی ہے یا نہیں اور اسکا نفع دین میں اور کتب دینیہ سے جان سے پہلی
تصنیف ہو چکی کہ کہ ہے یا ان سے زیادہ؟

اعلیٰ صاحب مولائی نے مذہبی تقلید کو اس سے مستثنیٰ کر دیا ہر حرف معاشرت کی پیروی کو انس بتایا

نقشہ بعض مولفات نواب صاحب بیوپال سلمہ اللہ بالتوفیق الہی

نمبر	نام کتب	علم	زبان	کیفیت
۱	فتح البیان فی مقاصد القرآن	تفسیر	عربی	چار مجلد میں ہے کہ ہر ایک اس میں ہر تقریباً ہزار ہزار صفو میں صحت و سند میں بالقبہ سے تفسیر و ن سے فایق ہے۔
۲	عوارض الباری شرح حدیث مختصر	حدیث	"	۸ جلد میں ہے کہ اکثر پانچ پانچ صفو میں ہر اس میں صحت و سند میں بالقبہ سے تفسیر و ن سے فایق ہے۔
"	مسکن النعمان شرح بدیع	"	فارسی	گیارہ جلد میں ہر اس میں حدیث و سند میں بالقبہ سے تفسیر و ن سے فایق ہے۔
۳	بکیر فی اصول التفسیر	تفسیر	"	۱۲۰ صفو میں ہر اس میں سیل تفسیر اتفاق و نزاکت کے وغیرہ مولفات سلف و خلف کو عمدگی سے جمع کیا ہے۔
۵	منہج الوصول	اصول حدیث	"	۲۳۳ صفو میں ہر اس میں کتاب اصول حدیث میرے جامع کتاب ہے۔
۶	ہدایت السائل	فقہ حدیث	"	۵۴۲ صفو میں ہر اس میں ادق و معرکہ آرا ہے۔
۷	اتحاف النظار	تاریخ	"	سیل فقہ کو بطور سوال جواب بیان کیا ہے۔
۸	افادۃ الشیخ بقدر	اصول تفسیر	"	۱۴۴ صفو میں ہر اس میں حدیث و فقہ کے تاریخی حالات اور انکی مصنفات کو بیان کیا ہے۔
۹	الحصول المأمول	اصول فقہ	عربی	۱۰ صفو میں ہر اس میں اصول فقہ کو سیل کثرت و کثرت سے جمع کیا ہے۔

نمبر	نام کتاب	علم	زبان	کیفیت
۱۰	روضہ ندیب	فہرہ حدیث	۱۱	۲۴ صفحہ میں ہر اس میں اون سائل فقہیہ کو جو ظاہر حدیث کو موافق ہیں معہ بیان اختلاف تہ سب مدلل کیا ہے۔
۱۱	سچ انکلاہ	تاریخ	فارسی	۱۱۰ صفحہ میں ہر اس میں تاریخ علاوہ سائل دینی ہی کثرت سے ہیں۔
۱۲	ظفر الامنی	فقہ	عربی	۱۷۰ صفحہ میں ہر اس میں دن احکام اسلام کا بیان ہو چکی ہے۔ قافیہ نیز واجب ہے۔
۱۳	ذکر الحق	فقہ	عربی	۱۱۰ صفحہ میں ہر اس میں فقہیہ کو جو واجب الرعایت احکام اسلام میں ہیں۔
۱۴	نقطۃ العبدان	تاریخ	عربی	۱۱۰ اس میں ہر اس میں تاریخی حالات کے علاوہ سائل اسلامی کثرت سے ہیں۔
۱۵	فتح المخیث	فقہ حدیث	اردو	اس میں اون سائل فقہیہ کا بیان ہو جو حدیث میں ثابت ہیں۔
۱۶	ریاض الرئاض	سیکونہ فقہ	فارسی	۲۴۸ صفحہ میں ہر اس میں وہ سلوک بیان ہو جو کتاب و سنت سے ثابت ہے۔
۱۷	رحلۃ الصدیق	فقہ	عربی	۹۲ صفحہ میں ہر اس میں سائل حج و عمرہ بیان ہو کر ہیں۔
۱۸	موایہ الخوائف	حدیث	فارسی	۲۵۴ صفحہ میں ہر اس میں مختلف مضامین کے احادیث کو بحدف اسناد وارد کیا ہے۔
۱۹	جنہ فی لاسۃ الحوائف	اصول فقہ	عربی	۱۰۸ صفحہ میں ہر اس میں اتباع سنت و تقلید کے سائل کو بلا خطاب خاص کسی شخص یا فرقہ کے بیان کیا ہے۔
۲۰	شرح الاعتقاد الخیر	عتقاد	عربی	۷۷ صفحہ اس میں اہل سنت عقاید قدیمہ کا بیان ہے۔

اس قسم کی اور ان مضامین کی کتابیں ہونے لگاں نواب صاحب اور بہت ہیں جنکی تعداد ہمارے علم میں سو کتر ہے حضرات مکہ چین ایمان و انصاف کو پیش نظر دیکھ کر کہیں کہ کیا یہ کتابیں

یہ سہ سو ہیں اور اہل اسلام کا انہیں دینی فائدہ نہیں ہے۔ اب کہیں تو براہ مہربانی یہ بھی ہم کو بتا دیں کہ ان کے مقابلہ میں اور کون سی کتابیں سود مند ہیں، جسے مسئلہ نون کو دینی فائدہ پہنچائے کتب مولفہ نواب صاحب کا موازنہ مقابلہ کیا جاوے گا۔ اور عام مسلمانوں کو ان کے مقابلہ میں انکا مقصد وغیر مفید ہونے کا بتایا جاوے گا۔

بالکل جو کچر سوامی صاحب نے نواب صاحب کی تالیفات کی نسبت کیا ہے اسکو صحت و نقص الامر سے کچر بھی تعلق نہیں ہے ہم امید کرتے ہیں کہ سوامی صاحب اس اپنی رائے کو واپس کرینگے پھر حیرت و حق پرستی حاصل نہو تو ہر نظر ثانی تو ضرور کریں گے۔

(باقی آئندہ)

ترجمان و تائبہ

پر

یہ کتاب نصیحت لصاب نواب صاحب بہوپال کی تصنیف ہے اس میں نواب صاحب مدوح نے زمرہ اہل بدعت رعایا گورنٹ انگلشیہ سے جو دہا بیت سے متہم ہیں کہاں ہر دھرم کی ہے اوریات ثابت کر دی ہے کہ اہل حدیث ہندوستانی نہیں نہ مذہبی اور لغوی معنی دہا بیت (عبدالوہاب نجدی کا دین میں پیرو ہونا) اپنی صادق آتے ہیں۔ اور نہ پولیٹیکل معنی (سرکار انگلشیہ کا باغی ہونا) انہیں پائے جاتے ہیں۔ مذہب میں تو وہ کتاب و سنت کے پیرو اور اسکی طرف منسوب ہیں جہاں سب مذاہب کا سلسلہ منہتی ہوتا ہے

اطاعت و عدم بغاوت سلطنت میں وہ ایسے سچے و ثابت قدم ہیں کہ مسلمانوں بلکہ کسی مذہب میں کوئی فرقہ یا شخص اس اطاعت میں انکے پیار نہیں کیا مگر وہ لوگ بغاوت گروہ بن گئے جس حکومت میں با امن اوقات بسر کرتے ہوں بحکم

نصوص قرآن و حدیث حرام جانتے ہیں اور اس اعتقاد کو اپنے مذہب کا جزو سمجھتے ہیں اور یہ بات انکے سوائے کسی فرقہ اسلامی یا غیر مسلمی میں پائی نہیں جاتی ہے۔ گو ثبات گورنمنٹ سبکے نزدیک جرم و ناجائز امر ہے۔ ان لوگوں کو وٹنی (بعض لغوی و مذہبی خواہ بعض پولیشکل و سرکاری) کہنا اودن ہی لوگوں کا کام ہے جبکو خود اصل مذہب (کتاب و سنت) کی پابندی اور سلطنت کی خیر خواہی حاصل نہیں ہو۔ اس کتاب میں ایک ویساچہ ایک مقدمہ چند فصول اور ایک خاتمہ ہے ہم اسکے ویساچہ کو اسمقام میں بعینہ نقل کرتا اور باقی کا ماتصل بیان کرتا اس غرض سے مناسب جانتے ہیں کہ اس کتاب کی خوبی حکم شک و انت کہ خود بگوید کہ عطار بگوید۔ خود اسی سے ظاہر ہو۔ جناب مدوح شروع دیا چہ میں فرماتے ہیں۔

خدا کا نام ہی نام خدا کیا راحت جان	عصائے پیر ہے تیج جوں ہو خرد طفلان
ہوائے لغت آنحضرت دل مٹا الف تائید	پراغ معرفت ہو چشم جان ہو جلیق ہائیک
رسول ہاشمی کے گیسو کی شکیں قزبان ہوں	کہ صبح فیض ایشام ہدایت ہو نمایان ہو
مسلمان کی نظر میں فرست کا لفظ	دل دانش ہو نجم سعد ہو ہر سلیمان ہو
محبت آن صاحب نبی کی کیون ہو ولیز	ہر ایک ہر ہدی ہو ماہ میں ہو نور فلان ہو
نجات ابد کی رو قیامت عدل ہوگی	گنہ گاری ہماری اسطرح بخش کساں ہو

گداز گوچہ رحمت دلانے شاہد سنت

تایندہ امیر الملک صدیق الحسنان

سنو محاسب جبکہ کچھ ضرورت اس امر کی نہ تھی کہ میں یہ رسالہ لکھوں اسلئے کہ جو بحث مذہبی مسلمان ہندو میں ایک مدت و دراز سے باعث اہ و رسم مذہب و باطنی سنی جاتی ہو اوسکی دہروم و اہم خاص ملک میان دو آب ہی میں رہی تھی غافلہ اسکا جوئے شمال ہند میں پایا نہیں گیا مخصوصاً کہ یا سترہ ہندوستانی میں کہ اہل یا

ہمیشہ ایسے حالات سے اب تک غافل و نا آگاہ ہیں لیکن چند روز سے کہ ایک ملک کے آدمی اچھے بُرے دور دور سے دوسرے ملک میں آنے لگے تو وہ کاریگری اور کئی کچھ کچھ اسکا کہہ ہی ظاہر ہونے لگی اور نئی نئی بول چال سے تان تان لقب مذہبی خاکر جس میں ہر سادہ ہے مسلمان کو چاٹا ڈرا دھکا کر اپنے مطلب کے واسطے بدنام کرنے لگے بھوپال کی رعیت اکثر ہندو ہے تھوڑے مسلمان جو شہر میں رہتے ہیں دیسی ہرن یا پردیسی اور مین ان پڑھے بہت زیادہ پڑھے بہت کم ہیں وہ دیسی کی شہید و کرسی چاکری کے نئے جلتے ہیں مذہبی بحث سے غافل و جاہل ہیں چنانچہ یہی حال ہے کہ کبھی مباحثہ مذہبی تقریراً تحریراً اس جگہ نہیں ہوا اور نہ کبھی کوئی کتاب یا رسالہ کسی شخص نے کسی مذہب کے رو میں لکھا کوئی مذہب کیونہو فرما دیا ان بھوپال کو ہمیشہ آزادی مذہب میں کوشش رہی جو خاص منشا گورنمنٹ انڈیا کا ہے جیسے بدین خود موسے بدین خود لیکن چند سال سے بعض نو دولتوں بداندیش متوسل ریاست نے جب کو خاص میرے سبب سے کیقدرانج سبج حاصل ہوا ہے اور حسن کشی اور نکامیشہ آہائی ہے بھوائے۔

مقبلاً از احوال دولت و جاہ

شور و خجائان بارز و خواہند

چشمہ آفتاب را چہ گناہ

گر ز بیند بروز شپیر چشم

خجری دہا بیت سبت ریاست بڑے زور و شور سے کر کے حکام بالا دست کا ناخوش کرنا مجھے اپنی مطلب برآری کو چاہا چنانچہ ہنوز اسی خیال باطل میں دیوانے ہو رہی ہیں اور جا بجا عرضی فرضی بذریعہ ڈاکخانہ بھیجتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے مضامین نئے نئے قالب میں تراشے جاتے ہیں۔ یہ ساری ہنوز حق اس لئے ہے کہ مجھ کو کوئی نقصان کی طرف سے جھٹکے ہوئے لیکن جو سچا ہے اس کو خدا ہر بلا سے بچاتا ہے اور جو ٹانہ اپنی سرگرداں کو بیان و مان بچاتا ہے

پس جب مینے دیکھا کہ یہ طوفان بے تمیزی طغیانی پر ہے اور بلاد ہندوستان کا احوال جو سنا جاتا تھا تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب بیچ کے فقرے ہیں۔ دولت عالیہ برٹش نے اس معاملہ میں قدیم و جدیداً ہر جگہ انصاف پر نظر رکھی ہے کیجکہ مجرد بہت و اقترا پر کارروائی خلاف واقع نہیں فرمائی بلکہ اشتہار آزادی جاری کئے اور لوگوں باغیان دولت انگلشیہ کے فقط مذہب زید و عمر پر کبھی مواخذہ نہیں کیا اور لایق حال ہر سلطنت کے یہی یہی ہے کہ جس کسی سے کیجکہ کوئی فتنہ اٹھے اور اوسکے نزدیک سبب بغاوت پائے جا دیں اور اوسکی کوشش فساد میں ملاحظہ ہو خواہ وہ دہلی عری ہو یا ہندوستان سے طرور باز پرس کیجا دے اور جسکو دشمن اوسکے خمدی مشرب یا وٹالی مذہب یا لاند مذہب یا اور کچھ ٹھہرا دیں اور وہ اس سے غافل اور بعید ہو اور اس سے بچہ خیر خواہی کوئی امر بد اندیشی و مخالفت کا کہی پایا گیا ہو بیچک ہو احوال دوستی و دوست ہے کیونکہ سب اہل تجربہ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی دشمن کسی شخص یا قوم کا ہوتا ہے اور کوئی قابو اوسکا اپنے مخالف پر نہیں چٹا تو وہ اوسکو پردہ قہمت و تابیت وغیرہ میں دشمن گورنٹ ظاہر کر کے نقصان پہونچانا چاہتا ہے۔ پہر کبھی اس نیند سے بوجہ نہا۔ اقصیت بعض حکام داؤا اوسکا اوس غریب فاضل نزل پر چل جاتا ہوا ہند نہ غائبانہ نزدیک حکام معاملہ فہم کے وہ ہمید و کید دشمن کا کھل جاتا ہوا چنانچہ وقت تحقیقات ایسے مقدمات سرکار عالیہ برٹش کو یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی ہے کہ اکثر مدعی کاذب اور مدعا علیہ صادق ہیں۔ ایک معاملہ اسی قسم کا حال میں سنا گیا تھا کہ جسکی تصدیق پیر اخبار پانیر سے بخوبی ہو گئی پرچہ ہشتم جنوری ۱۸۵۷ء روز دو شنبہ میں یہ عبارت لکھی گئی۔

تجویز ذیل کہ جسکو گورنٹ ہند نے دفتر خاص میں جاری کیا ہے وہ بغرض اشتہار عام لکھی جاتی ہے کیفیات مقدمہ پر غور و فکر اور نیز استفسار روداد مقدمہ از

گورنٹ بنگال و پنجاب و گورنر جنرل باجلاس کو سنل مہربانی فرما کر فیصلہ کرتے ہیں کہ کل وہ و نائبان قیدی جنگی نسبت حکم نہ رکھے جس دوام لیور دریا کے شور قراٹیا یا تھا اور جو ہم اونکا مدد جنگ متعا بلکہ گورنٹ سمجھا گیا تھا اور جنگی میعاد اب تک باقی ہے اب وہ قید سے رہا کئے جاتے ہیں اور ان سب کو پولیس و امن اجازت دی جاتی ہے الم فقط پھر دوسرے پرچہ پانیر مطبوعہ یازدہم جنوری ۱۸۳۲ء میں یہ لکھا ہے کہ تجویز جدید جو رہائی قیدیان و بانی کی ہے اس پر اخبار ہند و پیٹریٹ نے یہ رائے اپنی بیان کی ہے کہ گورنٹ ہند نے عہدہ مہربانی کے کام سے شروع سال کو ابتدا کیا ہے چنانچہ اس سے نہ صرف مسلمانان ہند نے خوشی کے ساتھ تجویز گورنٹ کو قبول کیا ہے بلکہ عامہ کل سکند ہند نے گورنٹ کے اس کام پر خوشی ظاہر کی ہے اس کارروائی گورنٹ سے ظاہر ہے کہ ہند کی حکومت نہ فقط اچھی حکمرانی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ موقع وقت کے ساتھ کام کرتی ہے اور اس سے پیشتر جبکہ تھوڑا زمانہ ہوا ہے جبکہ جنگ مصر پیش تھی اور سوقت بدلیعہ تاریخی لندن معلوم ہوا تھا کہ جناب لارڈ نارنگ ایرلک صاحب بہادہ گورنر جنرل سابق ہند نے نسبت جملہ مسلمانان ہند کے خیر خواہ ہونا سلطنت برطانیہ کا ہر خواہ چنانچہ پانیر مطبوعہ شانزدہم اکتوبر ۱۸۳۲ء میں بابت اس طرح لکھا تھا کہ جناب موصوف کے جو لندن سے ذریعہ تاریخی ۱۸۳۲ء کے نتیجہ پر پہونچے تھے یہ عبادت درج کی ہے۔

کل موصوف لارڈ نارنگ ہر روک نے بمقام لور پولی بڑی خوشی سے تقریر ذیل کو بیان کر کے ظاہر کیا کہ۔

ہندوستان کے عامہ مسلمانوں نے جو دلی خیر خواہی نسبت انگریزی کارروائی کے بعد مرچنگ مصر ظاہر کی ہے یہ بڑی دلیل ہے کہ کل مسلمانان ہند دلی خیر خواہ گورنٹ انگریزی کے ہیں۔ اب اس سے زیادہ کبھی گواہی ہوگی اس بات پر کہ ہند (باقی آئند)

بقیہ پیری و میری

نوٹ۔ قبل اسکے کہ میں اس مضمون کا بقیہ تم قلم میں اللہ تعالیٰ کے اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ جو پچہ میں آئندہ اس مضمون میں تحریر کروں گا وہ کسی خیرات (باقی یا مہبت) کے جنس میں پہلے سے خطاب تھا، خطاب وجہ اب میں ہوا گا۔ بلکہ وہ مستقل مضمون ہو گا۔ جس پر فرضی سوالات کا جواب ہو گا اور سوائس بھی کوئی شخص فرض قرار دیا جاوے گا۔

پچھلے محتاطین سے قطع خطاب کی وجہ یہ ہے کہ جس فرض سے اون کو کوئی محتاط کیا گیا تھا وہ فرض حاصل ہو گئی ہے لہذا اب ان کے خطاب جواب کی حاجت نہیں ہے وہ فرض یہ بتی کہ فریقین کے مابین اذراط و تفریط چور دین اور حق متوسط کو مان لینا فریق نافی تفریط کرے اور تفریط و لیا ط اوں مفسد کے جو بیعت مروجہ زمانہ حال میں پائے جاتے ہیں اصل سنت بیعت سے انکاری ہوں۔ اور فریق مثبت اذراط کرے۔

اور دوسرا بیعت کو مرتبہ سنت سے نہ چڑھاوے اور اس کو آملن پر بڑھاتاوے اور اس پر وہ ان خصوصیات رسمہ کو جن کا بیان نمبر سابق میں (صفحہ ۱۰۳) وغیرہ ہو چکا ہے نہ گا دی سو خدا اللہ پچھلے دو نمبروں کی اشاعت سے حاصل ہو گئی ہے فریق نافی نے تو سنا ف مان لیا اور یہ کہہ دیا ہے کہ اسباب میں جو پچہ آپ نے دیا کہ کیا ہے ہم کو منظور ہے اور فریق مثبت نے ہر مضمون نمبر دوم کے اکثر مطالب جو اتفاق طائر ظاہر کیا ہے اور جو اسکے بعض مطالب میں انکو اختلاف رہا ہے اس کو انہوں نے غیر ضروری الفاظ و غیر ضروری الفاظ اور مضمون نمبر سوم میں جن زیادتیوں کو ہم نے ان کے کلام کا مستحق یا مضمون قرار دیا تھا اور اس کی تائید میں بعض واقعات کو پیش کیا تھا ان زیادتیوں سے انہوں نے انکار کیا ہے اور ان کا میں اس بات کو قرار ہے کہ ان زیادتیوں کو ہم (یعنی وہ لوگ) پسند نہیں کرتے اور جو مسائل و دلائل ان زیادتیوں کے رد و جواب میں اشاعت الہ میں مذکور ہیں

ان سے وہ ہل متفق ہیں۔

ہم اس مقام میں دونوں فریق کی تحریرات کو بالفاظِ بخت زواید خارج از مطلب نقل کرتے ہیں اور اپنے ناظرین کو اپنی غرض کے حصول کا یقین دلاتے ہیں لہذا ایک مغز مولوی قیام بخش گورکھ پوری تانی کے شاگرد و خواص مجلس سے ہیں۔ اور ہمارے بھی دلی دوست خط ذیل لکھا۔

مولانا مولوی صاحب

اسلام علیکم۔ آپ کا محاکمہ در باب اختلاف مسئلہ بیعت فریق تانی کچھ متن منظور ہے عین بنی

النصاف پر ہے خداوند تعالیٰ آپ کی قلم کو زیادہ ترجیح دے گا۔ از طرف مولوی

غلام علی صاحب بعد شکر یہ اسلام علیکم۔ ۸ جون ۱۳۱۷ء راقم بہادر علی شاہ

تیسرا خاکسار مولوی صاحب سرگرم فریق تانی سے بذریعہ خاص مراسلت بواسطت اپنی برادر

کافی شیخ محمد علی صاحب یہ امر دریافت کیا کہ مولوی بہادر علی صاحب نے جو لکھا ہے وہ واقعی

اچھی رائے کے موافق ہے۔ اور اب آپ اصل بیعت کا سنوٹ ہونا تسلیم کرتے ہیں۔

اور اس میں برعکس یا خصوصیت نہیں کرتے؟ اسکے جواب میں مولوی صاحب مدوح

نے یہ رقمہ خاص اپنی قلم سے ارقام فرما کر ارسال فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف برادر دینی مولوی محمد حسین صاحب اسلام علیکم۔ اب بعد نو از شاہ

آل صاحب ہرست شیخ محمد علی صاحب رسیدہ موجب مغفرت شد این فقیر بسبب

بیماری لاحقہ از طرف مقابل ہر کس بر طرف شدہ است و ترک گفتگو مایل حتی الوسع

کرد و چونچہ اشاعت السنۃ از مولوی بہادر علی صاحب شنیدہ و بروئے ایشان

پسندیدہ یکدہ کلمہ خورسندی بزبان بے اختیار جاری شد ند پس این حقیر از تحقیق چھوڑ

آل صاحب خورسند است و بختی ایشان دعا خیر میکنند۔ راقم البوصہ اللہ قصوسی

این مولوی صاحب کا جو سالہا سال سے سنت اصل بیعت سے انکاری تھے

اور اس میں نسخ و خصوصیت کے مدعی تھے تحقیق یہ محاکمہ اشاعت السنۃ کو پکڑنا

اور اصل سنت بیعت کو (بجلافت زواید رسمیه) مان لینا مولو لیصا حب کی عالی ہستی شیک
 یمنی کا سبب ہے اور کمال شکر گذری کا مل ہو۔ ہم یہ دل سے مولو لیصا حب کے اس جمع
 تحقیق کے شکر گذار ہیں اور مولو لیصا حب کے لئے دعا فرماتے ہیں اور فریق ثبت
 کی خدمتیں برادرانہ ملتا س کرتے ہیں کہ وہ بھی مولو لیصا حب کی اس عالی ہستی شیک
 یمنی کو مان لین اور اپنی طرف سے کدورت و درکربن اور انکے شکریہ و دعا خیر سے
 دریغ نہ فرماویں۔

اور فریق ثبت کے ایک سرگروہ مولو لیصا حب نے جو رسالہ اثبات بیعت کے مصنف
 اور فریق ثانی کے خصم و مقابل ہیں اپنی دستخطی رشتہ میں لکھتا ہے۔

کرمی مولوی محمد حسین صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرچہ اشاعت السنۃ نمبر ۲ جلد ۶ سید تحقیق پیری و
 مریدی بغیر قاصر و محترم اکثر جابرینج عوایب افتادہ جزاکم اللہ خیراً و در دوسرے موضع
 قدر سے اشتباہ است۔ انا رفع آن اشتباہ چندان ضروری مفید نام کہ اولاً لازم نیست

اختلاف خبری چندان مضر نیست عجب الجبار عفی عنہ

وہی مولو لیصا حب اور انکے بڑے بہائی سجادہ نشین نے ایک اور خط جو پانچ صفو
 میچ لکھا ہے اور اسمین ان زیادتیوں سے جو نمبر سوم میں بدست آویزاں کئے تھے مفہوم
 یا منطوق کلام او بیشمار دت بعض واقعات انکے نسبت بیان کئے گئے ہیں انکا
 کیا ہے چونکہ وہ خط بہت طویل ہے اور بعض امور بحث طلب پر بھی مشتمل ہے اسکو
 ہم اسکو تباسد و بالفاظ نقل نہیں کر سکتے اسکا حاصل بقدر ضرورت بیان کرتے
 ہیں اسمین وہ لکھتے ہیں کہ ہم بیعت اذہ کو مثل بیعت ملائمت نہیں جانتے۔ اور
 اس بیعت کے لئے تمام عالم کے واسطے ایک شخص کو مخصوص نہیں کرتے۔ بلکہ ایک
 شہر میں چند اشخاص کا بیعت لینا جائز سمجھتے ہیں۔ اور جو ہم نے اپنے رسالہ کے

صفوہ امین بیعت تو بہ کو مثل بیعت خلافت کہا ہے وہ بتقا بلا اس اعتراف من منکرین
 بیعت کے ذکر بیعت تو بہ سنت استفیضہ ہے تو چاہا بہ آپسین مانند السلام علیکم ہر ایک
 دوسرے سے کیوں نہیں کرتے تھے (کہا ہے جس سے ہمارے مراد یہ ہے کہ یہ
 بیعت بعض اشخاص سے مخصوص ہوتی ہے ہر ایک کا کام نہیں ہے جیسو نماز
 پڑھائی کی امامت یا محلہ کی چوہدرایت وغیرہ۔ یہ مراد نہیں کہ ایک شخص کے ہاتھ
 پر بیعت کرنے سے دوسری شخص کے ہاتھ پر جو اس سے افضل یا اسکی مانند
 ہو بیعت کرنا جایز نہیں۔ اور اس مضمون کا خط کہ ہمارے بیعت مثل بیعت
 خلافت ہے ہم میں سے کسی بہائی نے نہیں کہا کسی مخالف نے بہ سبب
 عداوت یا کسی دوست نے فوجیت سے ہمارے بے خبری میں لکھ دیا ہو تو اسکا
 الزام ہم پر نہیں ہو سکتا۔

ہر چند عبارات رسالہ فریق مثبت (جو نمبر سابق میں مشغول ہوئے ہیں) اس میں
 والکار کو جگہ نہیں دیتے (چنانچہ ناظرین ان عبارات اور ہماری تقریبات پر محض
 نہیں ہے) و لیکن حجرات میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہماری بنیت و سرانجام
 عبارات سے یہ نہیں (جو ان عبارات کے ظاہر معنی سے سمجھی جاتی ہے) تو ہم
 اس قطعی بحث سے کہ تمہارے ظاہری الفاظ میں تاویل والکار کی گنجائش نہیں
 کچھ کام نہیں ہے اور انکی نیت و ارادہ کے تصدیق و تسلیم مناسب ہے اس حسن
 ظنی و تسلیم کو پہنچے پہلے ہی ہاتھ سے نہیں دیا چنانچہ نمبر سابق کے صفحہ (۹۲) میں
 صاف تجویز کیا ہے کہ ان لوگوں نے لفظ افضل العصر بحق پر حرجی بلے سوچے
 بن سچے بول دیا ہے اور اب بھی ہم کو اس حسن ظنی و نیک گمانی سے الٹا نہیں
 ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا بیعت تو یہ کو مثل
 بیعت خلافت کہنا اور بیعت عثمانی کو بیعت تو بہ قرار دیا اس نیت و ارادہ سے

ہنہیں ہے کہ بیعت تو بہ اس کے نزدیک بیعت خلافت ہے جو ہر ایک شخص کے کسی دوسرے سے جائز نہہیں اور نہ او کو اپنی بیعت میں خلافت کا دعویٰ ہے۔ یہ الفاظ ہی انکی قلم سے بے سوچے بن سچے نکل گئے ہین۔ اور یہ ہی ہانتے ہین کہ وہ خطوط جنکے اجراء سے اب تک اٹھو انکار نہہیں ہے انکی لاعلمی دے خبری سے جاری ہوئے ہین۔ بالکل زلیقین کے ان تحریرات و سیلمات نے ہم کو انکے مقابلہ سے ڈھیلا اور اس بات سے مستغنی کر دیا ہے کہ ہم آئندہ او کو مخاطب کریں اور کسی بات میں اس بیعت کے متعلق اتفاق کریں۔

اور اس باب میں آئندہ مستقل پر بحث کرنے اور فرضی سوالات و سائل متحرک کے جواب دینے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانہ اور ہماری دیار میں ان دو فرق جہت متعین کے سوائے اور بہت لوگ ہین جو ان باتوں کے قائل ہین اور ان خصوصیات رسمہ و زیادتیوں کو دین سمجھتے ہین کیوں کہ ان میں سے وہی باتیں پیش کرے جو ہر الفاظ عبارت مذکورہ (مصحح یا غلط طور پر) سمجھے جاتے ہین اسلئے مناسب ہے کہ ان باتوں کا جواب دیا جاوے۔ نوٹ ختم ہوا ہے ابداً اصل مطلب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے و بواللہ العزیز ۛ

اگر کوئی علمی مشرعت خصوصیات رسمہ بیعت یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل العصر بلکہ سید البشر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے بیعت تو بایا کرتے اور خود کیلئے ہاتھ بیعت کرتے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیر کا افضل ہونا ضروری و شرط بیعت ہے اور پیر کو پیر ہونے کے بعد دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنا جائز نہہیں ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے سے عام پیرین کے افضل ہونے کی ضرورت ثابت نہہیں ہوتی۔ اور عام پیر و نکاح قیاس سید البشر پر قیاس مع الفارق ہے ۛ چہ نسبت خاک رابا عالم پاک

جبکہ اصول فقہ سے واقفیت ہو وہ خوب جانتے ہیں کہ فاعل یا فعل کی ذاتی خصوصیات
بدن ذہن و دلائل خارجیہ اسکے متعلق احکام کے شرط یا شرط (بغرو) نہیں ہو سکتیں
مدعی افضلیت پر غور کریں تو سمجھیں کہ اس بیعت تو بہ کے عام شروع ہو نیکی بنا سنی فائدہ
پر ہے۔

اگر وہ اس قاعدہ کو نہ مانیں تو انکا مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر آنحضرت کی ذاتی وصف اور
لوگوں سے بیعت لینے میں دخل ہے تو چاہئے کہ انکے اور ذاتی اوصاف پر جسے
آپ کا رسول ہونا سید ولد آدم ہونا۔ معصوم ہونا وغیرہ وغیرہ کو بھی زمین دخل ہو اور یہ
بیعت آنحضرت سے مخصوص اور آپ کا خاصہ ہو کیونکہ یہ صفات آپ کے سوائے کسی بشر میں نہیں
پائے جاتے اور اسکا جواب مدعی افضلیت پر یہ کہہ نہیں دے سکتے

الحق آنحضرت کی کسی ذاتی صفت (افضلیت سیادت رسالت عصمت وغیرہ) کو جو
وصف آپ کے متقی ہونیکے اس بیعت میں بطور شرط یا شرط ہونیکے دخل نہیں ہے۔

آپ کے متقی ہونیکا دخل ہمنے اسلئے مانا اور بدست آور اسلئے مرشد و رہبر کے متقی و رہبر
ہونیکا شرط و ضرورت کو اسلئے تسلیم کر لیا ہے کہ فاسق و گمراہ حکم قرآن لائق پیر فی ارشاد
و اقتدار و اتباع نہیں ہے چنانچہ نمبر ۲ میں تصفوا ہم اسکا ثبوت دیا گیا ہے۔ اس وصف
فقوے کے سوائے اور کسی صفت حضرت رسالت کو بیعت لینے کی شرط و مناط نہیں ٹھہرا

جاسکتا اور نہ اس صفت کی شرط ٹھہرانے میں پیر جی کا آنحضرت پر قیاس ہو سکتا ہو
و لوگ سخت غلطی اور اپنے دعوے میں تناقض کرتے ہیں جو اس بیعت کو آنحضرت
کی صفت رسالت کا خاصہ نہیں کہتے و مع ذلک اسکو آپ کے افضل ہونے یا صاحب
اخلاص و امان ہونے کا لازمہ بتاتے ہیں پیر یارین خیال کہ ہم بھی افضل صاحب اخلاص و
امان ہیں لوگوں سے بیعت لیتے ہیں موبہ سے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم بیعت لینے کے
لائق نہیں یہ تو صاحبان اخلاص و امان کا کام ہے۔ پیر و عیان افضلیت پر اسکا

ہیں افضلیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ پیر جی بعد از پیری دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے مستثنیٰ ہو جاتے ہیں جیسا کہ آنحضرت افضلیت کے سبب اور انکی بیعت کرنے سے مستثنیٰ تھے فائق و مفاہق کے ہوتے قیاس ہے۔ وہ لوگ خدا سے ڈریں اور یہ خیال کریں کہ رسول خدا کو تو خدا تعالیٰ نے افضل البشر بنادیا اور تمام مخلوق سے چن لیا انکی مثل یا ان سے افضل کوئی نہ تھا اسلئے اوہنوں نے دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کی پیر جی کو کسے افضل الخلائق بنادیا جبکہ سبب اوںکو دوسرے کے ہاتھ پر بیعت تو یہ کی حاجت نہ رہی۔

کیا چند مریدوں کی کمیٹی کے اتفاق رائے سے سیرجی صاحب واقعہ میں افضل بصرہ ہو سکتا
ہے یا وہ خود اپنے آپ کو افضل الثمر خیال کر سکتے ہیں کہ وہ اور کسی صالح کے ہاتھ
پر بیعت کریں۔

بعض علمای عیان انصافیت پر بیر کے صاحب احسان عرفان کی خدمت و شہرہ پرستہ اہل شہر کے زہریلوں کو ایسے ہاتھ پیر ہاتھ لگا کر ان میں شہرہ پیر پس اگر پیر صاحب احسان و عرفان ہوگا تو اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے نور احسان و عرفان حاصل ہوگا۔ ورنہ اثر غفلت پیدا ہوگا جیسا کہ نو تولد رُکے کو شیطان کے ہاتھ لگانے سے اثر غفلت پیدا ہوتا ہے اور بوقت تولد لڑکاروتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

انکا جواب ہم پہلے ہی دے چکے ہیں اور اب دوبارہ دیتے ہیں کہ یہ تاثر سراسر
 اثر صحبت نیک و بد اور شے ہے اور بیعت تو بہ اور شے ہے۔ یہ اثر سراسر صحبت
 بدون بیعت ہی ہو سکتا ہے اور بیعت بدون حصول اثر سراسر صحبت ہی ممکن اور
 متبرہ نہ وہ اسکی شرط ہے۔ نہ یہ اسکی شرط۔

صحیح ہو یا غیر صحیح ہمارا دعوئے یہ ہے کہ دلائل شرعیہ کتاب و سنت کے رو سے

یاد رہے کہ یہ سب کچھ اور اس کا ہمہ تن شکر اسی کے لئے ہے جس نے ہمیں یہ سب کچھ سکھایا ہے اور یہ سب کچھ ہمیں اپنی رحمت اور فضل سے ملایا ہے۔

اگر وہ یہ کہیں کہ میرا پسینہ ہر کی بخت کو لیتا ہے تو یہ بے بنیادی بیروا سپر اور دینی بخت نہ کرنے اور ایمان آپ کو مفصلاً نصیر ہے۔
کمالا کریم کو بھیجئے اس کا جواب یہ کہ سرور عالم نے خود کو بخت ہمنو کا قاتل اور بدعت و مرقعہ لونہ و سخیان ہمنو

اور دونوں میں ملازمت ثابت نہیں۔

کسی آیہ یا حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ جس شخص کے ہاتھ پر بیعت تو ہو کوئی کرے۔ اس کا صاحب نام شیرواہل عرفان و احسان ہونا دیکھ لے۔ اور نہ یہ ذکر کرے کہ جس صاحب نام شیرواہل عرفان و احسان کے صحبت و ملازمت کا کوئی طالب ہو پہلے اسکے بیعت کرے اور یہ بیان ہے کہ حصول اخلاص و احسان بدون بیعت ممکن نہیں اور نہ ایمان ہے کہ بیعت کو حصول اخلاص و احسان لازم ہے۔

ہم کو کوئی اس مضمون کی ایک آیت یا ایک حدیث دیکھا دے تو ہم اسکے کمال ممنون ہونگے مگر بے سوچے بن سمجھے اس قسم کی آیات و جملات ^{ایمید بہد و ن بلاعنا لما صبر و اذ کانوا یاتنا} یوقنون، نقل نہ کر دے ایسی آیہ یا حدیث کو پیش کرے جس میں بیعت کا یہی ذکر ہو۔ جہاں تک ہم کو کتاب و سنت میں نظر ہے اس سے یہی معلوم ہے کہ بیعت اور احسان یا اخلاص دو مستقل سنتیں یا سیرتیں ہیں۔ جو کبھی آپس میں جو جاتے ہیں اور کبھی ایک دوسرے سے متضاد رہتی ہے

بہت لوگ ایسے ہیں جنہوں نے کیسی بیعت نہیں کی اور انکو اختلاف و احسان حاصل ہو گیا ہے۔ پتھرے ایسے ہیں۔ جنہوں نے پہل اللہ کی بیعت کی اور صحبت اور ٹھانی پہرہ انکو اخلاص و احسان سے محروم رہی۔

حضرت اولینؑ نے جب کو اس حضرت نے خیر التابین فرمایا ہے اور انکے حقیقین یہ انشاء کیا ہے کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کے بہرہ و سر پر قسم کہا لیں تو خدا انکو سچا کر دے اور فرمایا انکو دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۳۱۱

عمل حاصل تھا وہ کس پر کی بیعت یا صحبت سے حاصل ہوا تھا۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ میں جو قبل حصول شرف زیارت بنوی اخلاص تھا جسکے انہوں نے دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۲۹۶ ویرہ کفار قریش سے مار کھائی اور سخت تکلیف اٹھائی

انریبل سید احمد خان بھادر کی تفسیر

اور بیٹے کے علماء

اگر یہ خبر صحیح ہے کہ بیٹے کے علماء اور فضلاء نے اون غلطیوں کے استفسار کے لئے جو تفسیر احمدی میں واقع ہوئی ہیں نجم الہند کو بیٹے میں بلا یا ہے اور خرچ سفر دینے کا بھی قصہ لیا ہے تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ سید احمد خان صاحب اپنی غلطیوں کی اصلاح یا الزاموں سے بری ہونے کے لئے بیٹے کا غزم بالجزم کرینگے نجم الہند نے جب تک علماء اہل اسلام میں ہر کیسے ساتھ معارضہ نہیں کیا وہ تو صرف اپنی کہدیتے ہیں دوسروں کی نہیں سنتے پھر آفسون پہونک دیتے ہیں اب اوس آفسون کا کارگر ہونا طبع کی قوت اعلیٰ پر موقوف ہے۔ وہ ہماختے اور مناظرہ کی چہین اور چنان اور بہان اور فلان سے ہمیشہ بہا گئے رہتے ہیں انکا مدعا یہ ہے کہ تم اپنا پورا تادقیانوسی راگ موقوف رکھو میرے نئے نیچو ارگن آلاپ منوس کہہ رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ لیکن ہم اس امر کے اظہار سے ہی ہرگز بچو کینگے کہ ہمارے پورانے وقتوں کے علماء اور بوڑھے پھر پھلوان کو مناظرے کے دنگل میں ہرگز ٹھونک نہیں سکتے۔ کیونکہ جو لوگ کسی اصول کے پابند نہیں ہیں نہ خدا اور رسول کی کلام کو آسمانی کلام سمجھتے ہیں نہ ان کے نزدیک بہشت و دوزخ ثواب و عذاب کوئی چیز ہے نہ انبیاء اور اولیاء کا مرتبہ انسانی مرتبہ سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ نہ عقبتے انکے آگے کوئی چیز ہے ایسی فیلسوفوں کو معقول بنانا ہر ایک پورانے خیال کے ملا کا کام نہیں ہے جسکے پاسھے ٹخنوں سے اونچے ہوں اور جسکی نظر بجز قرآن و حدیث کے مختلف اقوام کی تواریخی حالت اور دوسری علوم و فنون پر نہ ہو سید احمد خان بھادر کو ہمارے علماء کے پورانے مصطلحات اور مسلمات سے مطلق سروکار

ہنہین وہ تو صرف فلسفیانہ عقلی دلائل سے کام لیتے ہیں وہ بہشت و دوزخ، ستر اور جزا اور وعدہ و وعید کو جو کلام الہی میں مذکور ہیں متشابہات سے بتاتے ہیں۔

سید احمد خان بہادر کی توجہات میں یہ غلطی ہے کہ بعض اوقات تو اصول قرآن اور تواتر و ضوابط اسلام کی اپنی تفسیر اور اپنی دوسری کلام میں پابندی کرتے ہیں اور بعض اوقات سارا جبراً بولا ہے کہ تانے بانے کی طرح لپیٹ کر کہہ دیتے ہیں تفسیر احمدی کو یہ کہنا کہ وہ تفسیر نیچری ہے بالکل صحیح ہے لیکن یہ کہنا کہ وہ علوم قرآن کے ٹھیک اصول مسلمہ اور قواعد و ضوابط اسلام اور بانی اسلام کے منشاء کے موافق ہے بالکل غلط ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ سمجھنا ہے کہ اس تفسیر سے شعاعاً اسلام بہاد ہو جائیگا اور دین اسلام میں رخصہ پڑ جائیگا بالکل غلط ہے کیونکہ تفسیر احمدی کوئی نئی تفسیر نہیں بلکہ نیچری فرقہ ہرزانے میں موجود رہا ہے اور شریعہ اور مذاہب کے اصول کو ہمیشہ توڑتا رہا ہے لیکن یہ کسی سے ہنہین ہو سکا کہ خدا نخواستہ مذہب اسلام اور شعاع اسلام کو برباد کر سکے اگر موجودہ زمانے میں اسلام کا ضعف پایا جاتا ہے تو اسکی قومی وجہ یہ ہے کہ آجکے روز ساری غذائی کے مسلمان ضعیف ہو گئے ہیں۔ تمام اسلامی طاقتیں بودی اور کمزور ہیں۔ تمام اسلامی سلطنتوں اور حکومتوں سے قوت انتظامی سلب ہو گئی ہے لیکن یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ خواہ کسی ہی تفسیر میں شائع ہوں اور لوگوں کے خیالات میں کیسی ہی تفرش آجائے لیکن اسلام اپنے سچے اصول پر قائم رہیگا۔

حکما اور فیثوف ہرزانے میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور موجودہ زمانے میں زیادہ پیدا ہوتے جاتے ہیں پس اس امر کی شکایت کرنا کہ نیچرل اور گن کی صدائیں ہمارے کانوں کی مساعد نہیں ہیں اور اس سے پردہ گوش اسلام کو صدمہ پہنچا محض لغو ہے۔

ہم چیراں میں کہ پٹنے کے علماء کہیں اصول کے بنا تہ سید احمد خاں صاحب سے مناظرہ کرینگے سید احمد خاں صاحب ایثار علوم و فنون بالخصوص علوم عربیہ میں چندان مہارت نہیں رکھتے

نودہ علم ادب اور فن بیان و معانی اور قرآن کی فصاحت و بلاغت سے واقف و آشنایں نہ اُن
 کے متحیر کو ہمارے اعلیٰ درجہ کے ایشیائی فضلا کے ہتھ پر سے کوئی نسبت ہے۔ مان سید احمد
 خالص صاحب اُن معلومات اور اُن مصطلحات میں ہمارے بہت سے ایشیائی علماء سے
 بڑے ہوئے ہیں جنکی رو سے اُنہوں نے تفسیر احمدی لکھی ہے ہم حیران ہیں کہ یہ مناظرہ
 کن اصول پر ہو گا چٹنے کے علماء اس سے زیادہ استفسار نہیں کر سکتے کہ آپکی تفسیر فزون
 ادبیہ اور کلام آسمانی کی فصاحت و بلاغت اور اصول اسلام کے بالکل برخلاف ہے
 سید احمد خان فی الفور یہی جواب دینگے کہ تمہارے اصول ہی غلط ہیں۔ تمہارے اگلے
 وقتوں کے مفسرین نے جو کچھ اجتہاد کیا ہے وہ سراسر غلط تھا۔ فصاحت و بلاغت
 کے قایم کرنے کے لئے جو قواعد منضبط ہوئے ہیں وہ ہی نہیں کہ نہیں انرض خود غلط انشا
 غلط اظہار غلط پس ایسے شخص کو ہمارے علماء و نحوی دگل میں لنگر لنگوٹا باندھ کر کیونکر چھپا دے سکتے
 ہیں وہ تو بجز اسکے دوسری بات نہیں کہہ سکتے کہ آئیں کہ بظرا آن خبر و نہ ہی نہایت
 جوابش کہ جوابش نہ ہی + ثان نیویون اور نیچر پرستوں کے لئے گو کلام الہی معجز نہ ہو اور جو
 کچھ دفتے المصاحف میں موجود ہے وہ وحی آسمانی نہ ہو لیکن تفسیر احمدی اونکے نزدیک
 کرامات ہے معجزہ ہے۔ خرق عادت ہے۔ نفق قاذون فطرت ہے۔ یہ ہے اور وہ ہے
 اور خدا جانے کیا کیا کچھ ہے۔ نیچر پرستوں کو تو سید احمد خالص صاحب کے وجود و احوال میں کچھ
 اور ہی جلوہ نظر آتا ہے تو وہ اس نیچر کی لعبت اور نیچر کی فطرتی صنم کی نیرنگیوں اور جلوہ
 ریزیوں کو دیکھ کر بڑے نرماسے کے ساتھ یہ شرعاً یا کرتے ہیں۔ ۵
 ہمنے اُس بت میں جو دیکھا ہے نہیں کہہ سکتے کہ مبادا کہیں من پامین شریعت دے
 نیچر کی تصویر کا لطف کوئی نیچر پرستوں ہی سے پوچھے۔ یہ چاشنی ہی اور ہے یہ ذائقہ ہی دوسر
 ہے یہ کیفیت ہی زالی ہے وہ یہی کہتے ہیں۔ ۵ کو چر عیش کا رستہ کوئی ہم سے
 پوچھے + خضر کیا جانے غیب اگلے زمانے والے + (باقی آئندہ) شرح

ایک ہمدرد کی فریاد

مسلمانوں کو دیکھو تمہاری کیسی حالت ہے
 اودھناؤ پر وہ غفلت کو جلدی بنیںدے جو کچھ
 مذہب کے پیش کرکے ہیں گہرے میں جوڑیں
 تمہارے پاس تھا جو کچھ وہ کہو یا عیدت عشرت میر
 اگر سر کر لے لڑی نہیں ہے پیر کو جرتی
 بہتین سب بکتر ہیں طنز سر کہتے ہیں جابجا
 برے کاموں کی گرتی ہے دین تو بس تم سے
 بنو میں ہو تیار پر شاد و درباری مگر تم کو
 یقین جانو نہیں اس میں خطا کوئی کسی کی کچھ
 نہ ترکی میں عربی میں انگریز میں کامل ہو
 بگاڑ ایک کا ہے ایک کیا تہذیب پھیلی ہو
 نہ بیٹھیں باپ میں بہانی بہن میں پاتے شہر ہر
 چراغان کو کاری تو بالکل ٹھٹھاتے ہیں
 نہ کچھ اندیشہ داور ہو نہ کچھ پاس سمیر ہو
 کسی کو کوئی کا کوئی لاندہب بناتا ہو
 کوئی ہو چوہی کوئی دہانی کوئی لاندہب
 مسلمان سچے دروہو تیاں چٹا پیڑ پر
 بنے کالے ذنگی ڈانٹ کر تیلون اور جاکت

نہ پہلی سی ریاست ہو نہ پہلی سی حکومت ہو
 کہ تیر کا ہو گیا ہے پرستار وقت ملت ہو
 نہ ختم ہو نہ مکنت ہے نہ عزت ہو نہ حرمت ہو
 نہ تن چھپر باقی ہو اک اک سنگ ملت ہو
 سٹے یہی تو پیر لڑا نہیں فاقو کی نوبت ہو
 تمہاری واسطے ہر گوشہ گویا جائے ذات ہو
 بڑی باتوں میں ہی مشہور ہو تم کیا بڑی گت ہو
 نہ سرکار و مین وقت ہو نہ دربار و مین عزت ہو
 تمہاری سار جو گرتک ہیں ماحولوں کی شامت ہو
 کسی صفت کی آگاہی نہ حرفت میں ملتا ہے
 ہم ایک ایک دشمن اور آپس میں عداوت ہو
 نہ شہرے ساسن جو در خرمین کچھ محبت ہو
 زنا کی فحش کی غلام کی چور کی کثرت ہو
 جوانی پر مسلمان چٹ سو دیدتیا شہادت ہو
 نیا ایک ایک مذہب ہے نئی ایک ایک ملت ہو
 کہیں تعلیمت ہو رواج شرک و عبت ہو
 وہ جنکین بناتے ہیں جنہیں کچھ امارت ہو
 مسلمانوں کے دیس اور ہمیں سے صاف نفرت ہو

ہو دہانی یا لاندہب مسلمانوں کوئی مذہب نہیں ایک دوسرے کے کو بطور ب وطن دہانی

ولا مذہب کہتا ہے جیسا کہ وہ اسکا بدعتی و مشرک نام رکھتا ہے ۱۲

اگرچہ ملتے ہیں صابون تاثرین ولایت ز ا
سین صحت میں بہترین برائے ہی دہلی ہی
مگر آئین والد ماجد ہی ملتے ہوئے کو موڈ یوں
یہی حالت رہی اگر آخر مسلمان تو سوچ جائے
سنو اور سرور ہونو عاقل کی کیا معقول آئین

ہنہن جہنم و لیکن رنگ بس کالی ہی نکت ہر
نہ روزہ نہ نماز اب تو نہ طاعت نہ تلاوت ہی
ڈٹی کر سی یہ صبا خردی ہین کیا سرین ہی
قیامت قیامت قیامت قیامت ہی
چھٹک دسی نظم کی شکر کہ کچھ کرو ہی نصحت ہی

اڈیسر کہتا ہے۔ ان آیات میں جو مسلمانوں کی دنیاوی کنت و ثروت و دولت

دشت کے زوال پر حسرت ظاہر کی گئی ہے اور اسکے حصول کی ترغیب دلائی گئی ہے

یہ ہمارے ان مسلمان بہائیوں و دینداروں پر ہیر گارون کو جنہوں نے بر طبق ۴

حنطت شیدا غلبت عندك اشیاء یعنی تو نے ایک چیز کو یاد کر لیا ہے اور بہت

چیزیں تجھے پہولی ہوئی ہیں) صرف چند آیات و احادیث مذمت دنیا کو یاد کر رکھا ہے

احادیث و آیات فضیلت غنا کو چشم بصیرت ہنہن دیکھا) ایک فضول بات معلوم

ہوگی بلکہ معصیت و بردہنی دکھائی دیگی و لیکن اگر وہ دیندار و پرہیزگار چشم عبرت

والضماں کہولین اور انبیاء و سلف اور خاتم المرسلین اور ان کے خلفاء راشدین کے

حالات ثروت و شوکت کو دیکھیں تو اس حسرت و ترغیب کو فضول و معصیت نہ سمجھیں

ان حالات و فضیلت غنا کے مستفین احادیث و آیات کو ہم اشاعت السنۃ نمبر (۶)

جلد دومین ذکر کر چکے ہیں۔ اور اسباب ایک مستقل مضمون بعنوان "دنیا غنقریب

کھنا چاہئے ہین جیہہ ہم یہ ثابت کرنا مد نظر رکھتے ہیں کہ دنیا ہی ایک ایسا آلہ یا ذریعہ

ہمارے پاس ہے جو ہمیں خدا سے ملاوے رسول کا مطیع بنا دے قیامت کا سامنا

تیار کر دے نماز پڑھاوے روزہ رکھاوے حج کر دے زکوٰۃ دلاوے۔ ہمدردی نااہلہ میں

یہ دنیا نہ تو ہم کسی کام کے ہنہن اور کچھ ہنہن کر سکتے۔

مختصر سالہ لی جی اسکاٹ صاحب در اثبات وجود و توحید باری عزوجلہ

اس مضمون کو اسلامی علماء اہل سلف و خلف درجیہ امام حجۃ الاسلام غزالی امام فخر الدین رازی رئیس المتأخرین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی غیرہ اپنی عربی تصانیف میں لکھی و شاہینگی سے بیان کیا ہے مگر آج کل کے مہذبہ تعلیم یافتہ لوگ اقول غیر مذہب اشخاص سے زیادہ مطمئن ہوتے ہیں اور انگریزی طرز بیان کو زیادہ پسند کرتے ہیں لہذا ہم اس سالہ کے بعض مضامین کو چند پرچن میں مرقا فوق نقل کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔ مولف رسالہ کہتا ہے۔

اگر کوئی آدمی میدان میں چلا جاتا ہو اور اسے ایک پتھر ملے اور وہ پوچھے کہ یہ کہاں سے آیا ہے تو کوئی کہے کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو اس کو رد کرنا ذرا مشکل لیکن اگر وہ ان میدان میں کوئے گھڑی نظر آدے اور کوئی ایسا کہو کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو عقل باور نہ کرے گی لیکن یہ جواب اگر پتھر کے حق میں کافی ہے تو گھڑی کے حق میں بھی کافی ہے مگر گھڑی کے حق میں کافی نہیں کیونکہ اس میں حکمت پائی جاتی ہے جبکہ کوئی بانی ہے مثلاً اوس میں پہلے ہیں جو آہ کی طرح کٹے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو چلاتے اور دوسو بیان اور بارہ مہذبہ میں جو وقت بتلاتے ہیں سو یہ نتیجہ نکلیگا کہ اوسکا کوئی بانی ہے اور اس نتیجہ کو کوئی رو نہیں کر سکتا۔

۱۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ ہم نے سیکو کہی گھڑی بناتے نہ دیکھا نہ کسی ایسے کو دیکھا جو بنا سکتا ہے تاہم عقل کو شک میں نہیں آتی ہے کہ کوئی بنانے والا نہیں ہے نہ کسی وقت میں یہ بنائی گئی تھی +

۲۔ اگر کوئی اعراض کرے کہ اس گھڑی میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو سمجھ میں نہیں

آتی ہیں کہ کس مطلب کے واسطے ہیں تو یہ کچھ دلیل نہیں ہے کہ اسکا کوئی بنانے والا نہیں کیونکہ اگرچہ بعض چیزیں گہری میں معلوم نہیں ہیں کہ کس مطلب کے واسطے ہیں تو یہی بعض اور چیزیں سے جنگی حکمت صاف ظاہر ہے بنانے والا ثابت ہے۔

۴۔ اگر کوئی کہے کہ یہ گہری کبھی گڑبھی جاتی ہے اور ٹھیک وقت نہیں بتلاتی ہے تو یہ بھی کچھ اعتراض نہیں ہے کیونکہ بہترے ہتھیار اور حکمت کی چیزیں کسی قدر بخفی ہیں پر بنانے والے کے حقدین کچھ شبہ نہیں رہتا ہے کہ کسی نے نہ بنایا مثلاً اگر آئین بگڑ جاوے تو کیونکہ شبہ نہ ہوگا کہ اسکا بنانے والا نہیں ہے۔

۵۔ اگر کوئی کہے کہ یہ ایک شے ہے اور جیسے ہر شے کی کوئی صورت ہوتی ہے اسکی بھی کوئی نہ کوئی صورت ہوگی خلقت میں کڑوڑ دن صورتیں ہیں اور نہیں سے یہ بھی ایک ہے + گہری کے عقلمندان ایسا جواب ہرگز تسلیم نہ کرے گی +

۶۔ اگر اعتراض کرنے والا کہے کہ خلقت میں ایک طرح کی ترتیب ہے جس سے سب طرح کی چیزیں بن جاتی ہیں سو یہ گہری ہی اسی ترتیب سے بن گئی۔ یہ بھی کافی جواب نہیں کیونکہ یہ قیاس میں نہیں آتا کہ کوئی چیز فقط ترتیب سے بنی جبکہ کوئی ترتیب کرنے والا نہ ہو +

۷۔ اگر کوئی کہے کہ ان حکمت کی صورت تو گہری میں ہے لیکن تم اس حکمت کی صورت سے وہو کا کہاتے ہو اسکا بنانے والا نہیں ہے تو عقل ہرگز تسلیم نہ کرے گی اور جہاں ایسی حکمت ہے ممکن نہیں کہ عقل وہو کا کہاوے

۸۔ اگر کوئی کہے کہ ذات میں ایک طرح کا قاعدہ ہے جس سے چیزیں از خود بن جاتی ہیں جیسا کہ بچ سے بڑا عقل اسو تسلیم نہیں کرتی کہ گہری یوں ہی بنی کیونکہ کوئی قاعدہ یا قانون بغیر کسی قاعدہ بنانے والے کے نہیں ہو سکتا۔

۹۔ اگر کوئی کہے کہ تم نہیں جانتے کہ گہری کیا چیز ہے یعنی اس میں بھید ہو تو بس تمہیں

کیا وہم ہے کہ اسکا کوئی بنانیوالا ہے یا نہیں ایسے جواب سے یہ نتیجہ کہ اسکا کوئی بنابانی ہو رہا ہوگا کیونکہ گہری کی اتنی کاریگری معلوم ہے جس سے صاف بانی ثابت ہو جانا چاہئے کہ ناشک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں جب کوئی خلقت کے دیکھنے سے ثابت کرتا ہے کہ خدا ہے تو ناشک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔

۱۔ فرض کرو کہ اس گہری کے دیکھنے سے ہم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس سے اور گہریاں پیدا ہوتی ہیں تو دیکھنے والا ضرور تعجب کرتا کہ یہ کیسی عجیب حکمت ہو کہ ایک گہری سو اور گہریاں بنتی چلی جاتی ہیں ایسے عجیب سے وہ اور بھی یقین کرتا کہ ضرور اسکا بانی ہے۔

۲۔ وہ بھی سمجھا کہ اگرچہ ایک طور سے وہ پہلی گہری دوسری گہری کی بانی ہو تاہم پہلی بانی وہی ہے جس نے پہلی کو بنایا اور جتنی گہری اس سے نکلیں سمجھو لکھا بانی وہ ہو۔

۳۔ اگر وہ سوچنے لگے کہ جیسا یہ گہری پہلی سے نکلی ہے وہ پہلی اور کسی سے نکلی اور یوں سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے اس سے ہرگز ثابت ہوگا کہ کوئی بانی نہیں ہو یہ نتیجہ

فائیم رہے گا کہ کوئی بانی ضرور ہے اگر کروڑوں گہریوں تک یہ سلسلہ کوئی پہنچا دے

یہ سوال ہوگا کہ لکھا بانی کون ہو عقل یہ چاہتی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ حکمت جو گہری میں پائی جاتی ہے کس سے نکلی کیونکہ حکیم اور کاریگری بغیر کاریگر اور ترتیب بغیر ترتیب کرنے والے کے نہیں ہو سکتی سو یہ کہنا ایک گہری نے دوسری گہری کو بنایا

کافی جواب نہیں ہے۔

۴۔ شاید کوئی کہنے لگے کہ یہ تو ایک دور ہے کہ اس سے پیشتر کروڑوں گہریاں

بنتی چلی آئیں تو یہی عقل کو کچھ تسلی نہیں کیونکہ عقل چاہتی ہو کہ یہ حکمت کہاں سے آئی

اس سلسلہ کو چاہو جتنی دور لیاؤ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ گہری بغیر بانی کے ہے اور یہاں پر فقط یہ سوال نہیں کہ یہ گہری کہاں سے آئی بلکہ یہ سوال ہے کہ اسکی حکمت کہاں سے

حکمت ایسی چیز ہے کہ جو عقل سے علاوہ کہتی ہے اگر کوئی مان ہی لیوے کہ یہ گہری

اشاعت سنۃ النبۃ

علیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جلد ششم

نمبر پشتم

مضمون متکامل منہج تین اہل

بابت ماہ رجب سنہ ۱۳۵۵ مطابق ماہ مئی سنہ ۱۹۳۷ء
شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ سالہ

درجات و مراتب		تفصیل خریداران شرح مراتب	
درجہ	مرتبہ	بابت	قیمت
۱	اختصاص	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	۲۰ روپے
۲	خاص	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عا غنیا	۱۰ روپے
۳	عام	دلا بیری ما و سوسائٹی ما	۵ روپے
۴	قیمت	متوسط اہل وسعت	۳ روپے
۵	قیمت	کم وسعت جو دس روپہ ماہواری زیادہ آمدنی	۱ روپے
۶	قیمت	کم وسعت جو دس روپہ ماہواری کم آمدنی	۰.۵ روپے

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا رسالہ بدولت ضمیمہ مل سکیگا۔

(۳) خط کتابت و ارسال زیر ہتھم کے پورے نام و خطاب سے سب نشان
سندرجہ ذیل ہونا چاہئے۔ و ارسال زیر تحریر منی آرڈر یا منڈوی ایڈ کسی صورت سر
نہ ہو ورنہ ہتھم ذمہ دار نہ ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین لاہوری لاہور کوٹہ ضلع کوٹہ

Malerkotla

محمد علی صاحب لاہور

منتخب اول

مسلمانوں کی خوفناک حالت

لایق ترحم و توجہ گورنمنٹ

ع

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

تخصیصات

اول

جب کوئی اپنے بیمار کے درمان و علاج کا حکیم حادق سے خواہان ہوتا ہے تو پہلے اسکو اس بیمار کی شکایت ضرور کرنی پڑتی ہے کہ اُسکے پیٹ میں یہ بلا ہے اور اُسکے سر میں یہ آفت ہے یا یہی اگر کوئی اعلیٰ حاکم سے اپنی حقیر سے یا کسی ظالم زحاکم یا رعایا کے ظلم سے مخلصی چاہتا ہے تو اُسکو بھی ضرور اپنی یا دوسری بھیا یا حاکم وقت کی کچھ نہ کچھ نقصان یا بُرائی بیان کرنی پڑتی ہے۔

اسکو کوئی یہ سمجھے کہ یہ اپنے یا اپنی قوم یا حاکم کی توہین و تحقیر کرتا ہے تو یہ اسکی نامہمی ہے جس کا رجحان فی مطلق کسی طبیب حکیم ڈاکٹر فلاسفر کے پاس کچھ علاج نہیں اور جو اسکی نسبت یہ خیال کرے کہ اس بیان و شکایت میں علاج و اصلاح کی نیت نہیں صرف بدگوئی مقصود ہے یہ اسکی بدگمانی ہے (جسکا نتیجہ شکوت کچھ جواب نہیں)

وہی روش پر ہکو (جو اپنی بیمار قوم کی ہلک مرض کے درمان و علاج کی بھلو اپنی قوم سے پہر اپنی مہربان گورنمنٹ سے خواہشگار ہیں) ضروری ہو کہ ہم پہلے اپنی قوم کے خوفناک حالات کو بیان کریں پھر اسکے علاج کے خواہان ہوں پس

••••• ان اگر کوئی دنیا و آخرت کو خوف کرے کہ اسکو تو یہ جواب ہو جو مضمون نمبر (۱۴۶) عقرب آویجا۔

ناظرین باتمکین اس بیان کو تحقیر و توہین مسلمانان نہ سمجھیں بلکہ غمخوار می تیار داری
خیال کریں اسمین (سہو لائق بدگمانی سمجھ کر) بدگمانی نہ کریں اپنی عالی ہمتی اور
نیکی نیتی پر نظر رکھ کر حسن ظنی کو کام میں لادیں ہم بریں سنگہ پر کریم خوشی نگر۔

تمہید دوم

یہ ایک سرسری اور اکثری بات ہے کہ گورنمنٹ نیوٹل (یعنی غیر طرفدار)
ہے اور وہ رعایا کے مذہبی امور میں دست اندازی نہیں کرتی اور اسی کو اس
ہی ہونا چاہئے مگر اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات کلیتہً صحیح نہیں اور نہ کسی
گورنمنٹ کو (جو عدل کا دعویٰ اور شایستگی انتظام کو شعار رکھتی ہو) ایسا کرنا
مناسب ہے بلکہ گورنمنٹ کا نیوٹل ہونا اور مذہبی امور میں مداخلت نہ کرنا چاہئے
اُن ہی مذہبی امور کی نسبت جو جنگو پولیسٹیکل معاملات یا انتظامی سلسلہ سے تعلق نہیں
ہے اور جن مذہبی امور رعایا کو سلطنت پر اثر ہے یا انتظام میں وصل ہے اسمین
دست اندازی کرنا ہر ایک گورنمنٹ کا (جو اصول سیاست کی پابند ہو) فرض ہے
اور اسی پر ہماری پریش گورنمنٹ کا عمل ہے۔

تمثیلات

ایک شخص اپنی مذہب کی ہدایت سے (جس کو وہ مذہبی ہدایت سمجھتا ہے) کو اصول
کی وہ ہدایت نہ ہو) اپنے مخالفین مذہب کو قتل کرنا چاہے یا اس فعل کے کو کرنے
کو ترغیب دے تو کیا گورنمنٹ اس کو اس مذہبی فرض سے روک کر فے سے نہیں روکتی

جناح ایک سو دو ص ۱۲۷ پر مخالفین مذہب کی نسبت ایسا فتویٰ دیا ہے کہ اس کے بطور رسالہ چھپا کر شہرہ کر دیا
ہم لکھا یا ان کے رسالہ کا نام اپنا اچھی طرح سمجھیں اگر ہمارے یہاں چالیس دن اور خفیہ شخصوں میں پناہ
پر اثر کیا تو ناچار ہر دو مہینوں میں ان کا نام بتایا جائیگا۔

بیشک روکتی ہے اور اسکو روکنا لازم ہے۔

اس دست اندازی پر اگر کوئی سوال کرے کہ گورنمنٹ تو نیوٹل ہے پر وہ ہیکو
ہمارے اس مذہبی فرض سے کیوں روکتی ہے اور ہمارے مذہب میں کیوں دخل
کرتی ہے تو گورنمنٹ کی طرف سے اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے: "تو میں نیوٹل
ہوں اور کسی مذہب میں دخل دینا میرا کام نہیں مگر اسی حد تک اور اسی مسئلہ
کی نسبت جبکو انتظام عام یا پولیٹیکل معاملات سے تعلق نہ ہو اور یہ مسئلہ قتل مخالفین
مذہب (ایسا ہے جبکو نہ صرف نظام عام رعایا سے تعلق ہے بلکہ اصول سلطنت اور
گورنمنٹ سے بھی پورا تعلق ہے۔ اس مسئلہ کی نسبت بھی اگر گورنمنٹ نیوٹل
ہو رہی تو ایک نہ ایک دن اسکو ہندوستان چھوڑ کر انگلینڈ کی راہ لینی پڑے گی
کیونکہ گورنمنٹ خود بھی اس مسئلہ کے استعمال کا محل ہو سکتی ہے اسلئے کہ مذہبی
مخالفت جو اس مسئلہ کا اصول ہے اس میں بھی موجود ہے۔

(م) ایک مسلمان ہندوؤں کے بتحانہ کو یا ایک ہندو مسلمانوں کی مسجد کو گرانہ
چاہے یا ایک دوسرے کے معبود یا بانی مذہب کی توہین کرے اور اس امر کو دہنا
مذہبی فرض سمجھ لے تو کیا گورنمنٹ اسکو بلا استغاثہ یا باستغاثہ فریق ثانی اس فرض
کے اوکر نیسے نہیں روکتی؟ بیشک روکتی ہے۔

اس پر بھی اگر وہی سوال دست اندازی مذہبی کوئی کرے تو گورنمنٹ اسکا جواب سچے
کچھ نہیں دے سکتی کہ اس امر کو انتظام عام میں دخل ہے گورنمنٹ اسکی نسبت نیوٹل
نہیں ہے۔ اس کے نظائر اور بہت ہیں ازاں بعد بعض نظائر کا ذکر ضرور آئندہ
کے خاتمہ زبان ہوگا۔

✽ جیسے ہندوؤں میں سستی ہونا پیشا کر کے خودکشی کرنا مسلمانوں میں بردہ فروشی

مذہب دشمنی جاری کرنا وغیرہ۔

تمہیدات ہو چکین اب اصل مضمون کی طرف رجوع کیا جاتا ہے

جون جون ہم اور ہمارے بہادر و محب القوم و الوطن مسلمانوں کے باہمی اتفاق
بھٹھم پہنچانے میں کوششیں کرتے ہیں اسکی تائید و ترغیب میں پُر زور و با اثر مبین
قید قلم میں لاکر اخبار دن اور رسائل میں چھپواتے ہیں اور اس اتفاق و اتحاد کے
وسائل (انجمنیں اور سوسائٹیاں) قائم کرتے ہیں توں توں ہمارے وہی فاسد اعضا
بعض مسلمان شوریدہ بخت و اڑگون قسمت (خکی بد نصیبی سے یہ بیت حاکی ہے
آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد) گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاد) درسی تفرقہ
و فساد و باہمی بغض و عناد ہوتے جاتے ہیں مسلمانوں کو ایک دوسرے کا دشمن
بناتے ہیں۔ کینہ و عداوت و تفرقہ و ہاجرت کا سبق پڑھاتے ہیں رات دن بدیع
تحریر و تقریر علیحدگی و نفاق کی سادھی سناتے ہیں کہ اپنے مخالفین کو (جو اصول میں
ان کے موافق ہیں صرف فروعیات میں مخالف ہیں) دین سے خارج سمجھو انکو ایسی دین
سے نکال دو ان کے سچے نماز پڑھوان کے پاس بٹھینا ساتھ چلنا کھانا پینا موقوف کرو
و علیٰ ہذا القیاس۔ اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ صرف معمولی فروعی اختلاف پر بھی احکام
نہیں لگائے جاسکتے اور اگر لگائے بھی جاتے ہیں تو وہ عام لوگوں میں چل نہیں سکتے
تو وہ اس تفرقہ کو قائم کرنے اور ان احکام شقاق و نفاق کو جاری کرنے کے لئے جھوٹ
و افسر سے کام لیتے ہیں۔ اپنے مسلمان اور سنی بھائیوں کی نسبت ایسی باتیں خلاف
واقع اور ناحق شائع کرتے ہیں جو انکو دائرہ اسلام سے خارج کرین یا اہلسنت و جماعت
کے احاطہ و نطاق میں (جیسے انکا یہ افسر کہ خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اور یہ
افسر کہ انبیاء علیہم السلام کو خطا کا ریا گنہگار کہنا جائز ہے۔ اور یہ افسر کہ آنحضرت صلی
خاتم المرسلین نہیں ہیں۔ اور یہ افسر کہ رجعت (جسکے شیعہ قائل ہیں) برحق ہے۔
اور یہ افسر کہ چاروں اماموں کے پیرو (حنفی شافعی حنبلی مالکی) اور چاروں طریقہ

مگر شیخ حشمتی قادری نقشبندی سہروردی (سبک دہین) اور یہ اقترا کہ ختہری
چربی حلال ہے۔ اور معاذ اللہ — نے وہ پندرہ تھام جہین وہ چربی تھی کہایا ہے
اور یہ اقترا کہ مردوں کو بالیاں پازیب زیور وغیرہ پھینا درست ہے اور یہ اقترا
کہ میثاب کرنے کے بعد پانی وغیرہ سے استنجا کرنا بدعت اور دوزخیوں کا کام ہے
اور یہ اقترا کہ وضو میں بجائے پاؤں دھوئے کے انہیں مسح کرنا فرض ہے وغیرہ
وغیرہ جنکی تفصیل میں تطویل ہے۔

اس قسم کی اقترا پر دانیان اور فتنہ انگیزان سب سے پہلے شہر دہلی (جو ہمیشہ سے
ہر ایک فن (پہلے یا تیرے) کے اہل کمال کا مرجع مجمع ہے۔ وہاں کے علماء و صلیحین
تو بے شل ہیں مفسد و شوبہ سے ہیں تو بے نظیر) سے سرزد ہوئی ہیں پہر اور دبار
وامصار (ہندوستان و پنجاب) میں پھیلتی ہیں۔ ان باتوں کو ناواقف
خدا ترس اس خیال سے کہ وہ علماء دہلی کے چہری فتویٰ میں منقول و مندرج ہیں
اور مفسد شریر النفس (اپنی جُث باطنی کے اقتضا) بدل قبول کرتے ہیں اور
عام لوگوں میں پھیلاتے ہیں اور یوں اُفیوٹا بغض و عداوت باہمی اہل اسلام کو پڑتا ہے
ہیں۔ بچھہ بازار فتنہ و فساد کا دہلی میں مدت ستر گھنٹہ تھا ۱۸۸۱ء میں جی جی نیک
صاحب بہادر کشن و سپرنٹنڈنٹ قسمت دہلی نے ہمیشہ کے مفدمات دیوانی توجہ
(جو اس نفیقہ و فساد کے تباہ کن تھے) کے سستے تنگ اگر اس بازار کو سرور کرنا چاہا۔
اور چاہدین کے علماء و مقتداؤں کو بلا کر دوستانہ طور پر سمجھایا کہ آپ لوگ عوام کے
جتنے کو بند کریں اور باہم اتفاق و اتحاد اہل اسلام کو قایم رکھیں تو ہمیں قیصر و تعین کے
سرآمد علمائے جو اس وقت مرجع اقترا تھے توجہ فرمائی اور ایک تحریر تیرے تاثر خوش تقریر
(جسکا خلاصہ ذیل میں درج ہے) قید قلم میں لاکر اپنے اپنے فریق کے علماء و فضلاء
کے دستخطوں و مواہیر سے سچل و مزین فرما کر صاحب ختم کے پاس تصدیق و شہادت واقعہ

(انکسی مسئلہ کو تصفیہ و تحقیق کے لئے پیش کی۔ اس تحریر کو تاہم رسالہ اشاعت
نمبر ۳ جلد ۵ میں درج کر چکے ہیں۔ اس مقام میں اسکا ایک حصہ بعینہ اسکی عبارت
نقل کرتے ہیں۔

نقل پارہ از تحریر علما دہلی مدخلہ و مقصد عدالت شری

چونکہ دہلی دو یکہ اصاریں اکثر نا فہم لوگوں نے مسائل فروعیہ میں تنازعات بمعنی پیر
کریہ کے طرح طرح کے اشتہار و رسائل شہر کئے ہیں بارہا وہ اشتہار و رسائل ہماری نظر سے
گزرے ہر چند بطور خود اسکا انتظام و استنعا چاہا مگر نادان لوگ باز نہ آئے اور خفیف
امور پر نوبت بعد اوت پہنچائی ہر ایک فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہلسنت
والجماعت تقریر اور تحریر کرتے لگے۔ اور باہم فساد و عناد بڑھتا گیا اور یہاں کے فساد
اور بلا و قصبات میں بھی نزاع و تکرار میں المسمین واقع ہوئی اور نوبت بغوجدار سی
پہنچی۔ حالانکہ یہ اختلاف سلف صالحین سے چلا آیا ہے اور صحابہ کرام اور مجتہدین عظام
میں فروعی مسائل میں اختلاف رہا ہے لیکن باوجود اختلاف کے ان حضرات میں بغض و عناد
و فساد نہ تھا۔ ایک دوسرے کو خارج از اہلسنت والجماعت نہ سمجھتا تھا اور آپس میں محبت
و اتحاد تھا اور اچھل لوگ انھیں فروعی مسائل کے اختلاف کو سبب اتفاقی حرمون ہیں
مبتلا ہو رہے ہیں کیونکہ خدا و کبدہ اور غیبت اور عداوت اور فساد بالائفاق حرام ہے
جن مسائل مختلف فیہ میں اختلاف ہے وہ یہ ہیں۔ نجاست آب۔ آمین بالجہر فی الصلوۃ
رفع الیدین فی الصلوۃ۔ رفع یمین یا ب۔ و دیگر مسائل اختلافیہ۔ بعض نے انکو حرام سمجھا۔ اور
بعض نے سنن موقوفہ۔ غرض کہ جاوہ اعتدال سے گزر گئے۔

ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز میں طعن و توہین سے پیش نہ آئے
اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفادات جائز ہے پس شخص حاضر

کرے اسکو منع نکلیا جاوے اور اُسکے پیچھے بلاشبہ نازِ پُرمہنی چاہیے اور جو نکرے اسے بغیر ضرر نہ ہو اور فاعل افعال مذکورہ اُسکے پیچھے نازِ پُرمہنی اور آپسین محبت اور اتحاد و کریمین کوئی کسی کو برا اور بد مذہب بنانے۔ مساجد میں کسی فریق کا کوئی فریق فریقین سے مانع و مزاحم نہ ہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تھا اور عہدِ رامہ متقدمین کا رہا ہے عامل بالحدیث اپنی طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر ہر ایک مسجد میں ہر ایک اپنی عمل بنائے بجا و مختار ہے۔

نقل مواہیر علماء دہلی فریقین وغیرہ جو اس تحریر پر ثبت ہیں۔

فریق عامل بالفقہ			فریق عامل بالحدیث		
مہربان نام	تعریف	مہربان نام	تعریف	مہربان نام	تعریف
مدرسہ مولوی عبدالرحیم جوئی مدرسہ مولوی مدرسہ مولوی	اس فریق کے امام و ناظر مدرسہ مولوی مدرسہ مولوی	مدرسہ مولوی عبدالرحیم جوئی مدرسہ مولوی مدرسہ مولوی	اس گروہ کے رئیس ہیں اور حدیث کو مدرس و مفتی۔	مدرسہ مولوی عبدالرحیم جوئی مدرسہ مولوی مدرسہ مولوی	اس گروہ کے رئیس ہیں اور حدیث کو مدرس و مفتی۔
حافظ و دعا شہرہ	۱۲۸۴ عبدہ محمدی	۱۲۹۰ مدرسہ مولوی عبدالرحیم جوئی مدرسہ مولوی	حافظ مولوی عبدالرحیم جوئی مدرسہ مولوی	حافظ مولوی عبدالرحیم جوئی مدرسہ مولوی	حافظ مولوی عبدالرحیم جوئی مدرسہ مولوی
مدرسہ مولوی عبدالرحیم جوئی مدرسہ مولوی	اس فریق کے امام و ناظر مدرسہ مولوی مدرسہ مولوی	مدرسہ مولوی عبدالرحیم جوئی مدرسہ مولوی مدرسہ مولوی	اس گروہ کے رئیس ہیں اور حدیث کو مدرس و مفتی۔	مدرسہ مولوی عبدالرحیم جوئی مدرسہ مولوی مدرسہ مولوی	اس گروہ کے رئیس ہیں اور حدیث کو مدرس و مفتی۔

فریق ثالث بالحدیث و بالفقہ و ہر دو فریق ہر دو ایک ہیں

انہ کامنصو
شیخ محمد اسماعیل جہان

مولوی و القصد نام حسن بن علی

اس تحریر پر ان علماء کے علاوہ اور بہت سے فضلاء و علماء فریقین و ثالث طرفین کے دستخط و مواہیر ثبت ہیں مگر ہر ایک خاص غرض سے جو کہ کو مقام بیان علاج میں ظاہر کر رہے ہیں صرف ان علماء کی بہرین نقل کی ہیں جنکا علماء و مقتدا ہوا ہے اس وقت اپنی فریق میں تسلیم

و مشہور ہو +

یہ تقریر سر اپا تنویر تریاق التاثران مرؤہ دلون پر (جو حسد و عناد و شر و فساد پلائے گئے ہیں زہر ملاہل بنکر گرے یا زہر آلودہ خنجر ہو کر لگی اور وہ صلح جو اس تحریر کی تاثیر سے پیدا ہوئی تھی انکو موت سے بھی بدتر معلوم ہوئے پس اس عہد کے توڑنے اور اس صلح کے فسخ کرانے کی تدابیر کے در پی ہو گئے۔

ایک مدت کے بعد پھلو تو اوٹھوں یہ تدبیر فساد و باہمی جنگ و عناد کی نکالی کہ ایک تحریک پنجاب مولوی سید شریف حسین صاحب خلع الرشید مولینا سید محمد ند حسین صاحب محدث دہلوی بنام پنجاب مولوی ولایت علی صاحب خفی فرخ آبادی مدرس مدرسہ پنجاب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی بمقام شہر طنبہ اس مضمون کی روانہ کی جسکی تفصیل نقل سے باوجود یکہ نقل کفر کفر نباشد مسئلہ مشہور ہو ہمارے بدن پر بال کھڑے ہوتے ہیں اور قلم و زبان کو مارے شرم و حیا کے طاقت بیان نہیں ہو اور ہکا اجمالی بیان یہ صحر - کہ تمہاری اکابر مذہب و مشائخ طریقت کے فلاں و فلاں (جوکر نام نامی کا ذکر بھی اس مقام میں گستاخی و بے ادبی سے خالی نہیں اس کے سب کا فر و مرتد و چہنمی گذرے ہیں اور ہمارے علماء مذہب فلاں فلاں ایسے اور ایسے عالم مجتہد ہیں اسی قسم کے اور کفریات و اکاذیب اس تحریر میں درج ہیں (جبکا صد و مسلمان کی شان سے بعید ہو)

اس خط کو اور مفسدون نے خود ہی دہلی - دیوبند - سہارنپور - گنگوہ - لودھیانہ - لاہور وغیرہ بلاد ہندوستان و پنجاب میں پھیلا دیا اور عام لوگوں کو اس کا یا اور جوش دلا تا کہ گروہ عالمین بالحدیث عالمین بالفقہ کو ایسا برا سمجھتے ہیں لہذا ان سے دشمنی و عناد عالمین بالفقہ کا مذہبی فرض ہے - ہر چہ اس خط کو دیکھنے والے اساعت نے بعض سادہ سہل زبان ضلع سہارنپور و لودھیانہ پر کچھ اثر کیا انہوں نے بلا تحقیق اس پر

کر کے عالمین بالحدیث کو مسجدوں سے نکالنا شروع کر دیا اور اپنا دشمن و مخالف اسلام سمجھ لیا۔
مگر اکثر علماء و محدثین و مفسرین و رؤساء سکودریع بغیر فریغ سمجھ کر اسکی طرف التفات نہ کیا
نیکیا الغرض اس جہلی خط کا اثر پورا پورا نہ ہوا۔

یہ دیکھ کر ان ہی حضرات نے کیا آنکھیں اور بچیاں بھائیوں نے انہی دہلی کے مفسدوں کے مشورہ
و معاونت سے ایک اور فتویٰ بطور رسالہ میں مندرج کیا کہ اگر وہ عالمین بالحدیث اہل سنت
و جماعت سے خارج و گمراہ ہیں انہیں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو بعض موجب کفر ہیں بعض موجب ضلالت
و نماز کی مفسد (جنکی تفصیل ہم صفحہ ۱۳۵) کہہ چکے ہیں) لہذا انکو ساتھ ملنا بیٹھنا انکو چھوڑنا و پڑھنا
درست نہیں۔ اور اسکو ذیل میں اس تحریر معاہدہ مقدمہ کشمیری دہلی کو بڑا اعتباری
یوں بیان کی کہ صاحب سند دہلی نے ان دو فرقوں کا باہم ملاپ اتفاق کر لیا تھا وہ فتویٰ
و لائق اعتبار نہیں ہے اور اس پر تین دلیلیں پیش کئے اول یہ کہ صاحب سند کو نہ سہی سو و تین کیا
دخل اور فتویٰ پر مہر کر نیسے کیا کام و دوم یہ کہ اس میں سوال (چہ نوایند علماء دین) و جواب
(و بحوالہ کتب کہاں) سو و سوم یہ کہ اس پر دستخط کرنے والے سب علماء نہیں۔ بعض طرفین کے مولوی ہیں
اس سالہ پڑا وہوں نے جہوٹی طہی مہرین کر کے ایک مولوی صاحب کے (جنکو اسم و رسم و مقام
نہیں لہذا ہم انکی نسبت کسی قسم کی راہی قائم نہیں کر سکتے کہ وہ دیدہ و دانستہ فسق و خلاف
بیانی کے متصدی پیش نام ہو کر یا وہ کسی مفسد کو دھوکہ دین آگئے یا وہ اس سالہ کے مضامین
ہی سے بے خبر محض ہیں) نامزد کر کے ایک گلابی رنگ کو چورقہ مطبع فیض محمدی لکھنؤ میں چھاپوایا
اب وہ چورقہ رسالہ ہندوستان و پنجاب کے اکثر شہروں میں شہرہ ہوا بھی اور اسکو دستاویز
سے کہ یہ دہلی کا مہری فتویٰ ہے) ناواقف لوگوں کو دن رات بہکایا اور جوشن لایا جاتا ہے کہ گروہ
عالمین کا فرومند و خارج از ملت ہیں انکو ساتھ ملنا بیٹھنا کسی کام میں شریک ہونا مسیح نہیں انکو دخل
دینا جائز نہیں ہے۔ اس کارروائی تفرقہ کا نتیجہ بقرینہ واقعات اور حکم مشاہدہ و فراست ہونیوالہ
ہے کہ جماعت عالمین بالحدیث عموماً مسجدوں سے نکال دیا جائیگا وہ نہ نظر تو فرقہ کے ہاتھ سے مار پیٹا گیا

یا عدالت کے دروازوں پر ڈیرہ لگا دینگے یا گورنمنٹ پنجاب میں ٹیپوٹین یا سیموئیل پیش کرتے ہیں
جہیں صرف انکو نقصان پہنچا بلکہ گورنمنٹ اور اسکو معزز اور سرکاش قیمت وقت بھی صرف
ہوگا پھر ان بیمار و بچی کیفیت مرض ہر اب جو اسکا علاج لائق توجہ معززین اہل اسلام گورنمنٹ
والا مقام خاکسار (راڈیٹر) کے فکر و خیال میں آیا ہے وہ عرض خدمت جانبدار ہوتا ہے۔

علاج لائق توجہ و تعمیل اہل اسلام

اہل اسلام سے جو صاحب علم و انصاف ہیں وہ خود جانتے ہیں کہ گروہ عاملین بالحدیث کا
بالفقہ اصول عقائد و احکامات مسائل میں رنج و چند مسائل فرعیہ علیہ کے جنہیں کسی صاحب
یا خطا کا یقین نہیں ہو سکتا (اختلاف نہیں ہے وہ اکثر مسائل و اصول میں ایک ہیں
اور جب کو کسی سادہ بین کچھ شہادہ یا قلت اطلاع ہو وہ بشرط استطاعت اس گروہ معمول و متبع
کتب حدیث (صحیح مستند وغیرہ) کو (جن پر انکا عمل و اعتقاد اعتماد و استناد ہے) مطالعہ
کرنے کے دیکھیں کہ آیا ان کتب میں ان باتوں کا جو ان کے ذمہ لگا کر جاتی ہیں اور وہ لفظ
(۱۳۹) منقول ہو چکی ہیں کہ میں اثر و نشان ہے جسکو یہ ہی استطاعت نہ ہو وہ اسی
و قرار وافر یقین کو جو عدالت کشنری دہلی میں گویا رجسٹری ہو چکا ہے ملاحظہ فرمادیں جس میں
باتفاق علماء و یقین صاف تسلیم کیا گیا ہے کہ ان کا انکا اختلاف صحابہ کی مانند صرف بعض
مسائل فرعیہ میں ہے اصول میں نہیں ہے اصول میں یہ سب اہلسنت و جماعت میں ایک کی
دو نمبر یکے چھ نماز درست ہے اور چھ اس فیصلہ کی بے اعتباری پر اس تحریر سے راپنا تہ و پیر
تین دلائل قاطعہ کہ میں انکو وہ محض مخالفت و وہو کچھ مجاہدین دلیل اول کو اسلئے کہ حسب
کشنر نے اس میں تصدیق مسائل کے لئے دستخط نہیں کی بلکہ بغرض شہادت و اتمہ۔ گویا
اس فیصلہ کو رجسٹری کر دیا ہے تاکہ مفسدین کو اس میں انکار کی گنجائش نہ رہے اور ظاہر ہے کہ
کوئی امر شرعی بیح یا بخل یا مہبہ یا طلاق عدالت میں رجسٹری کرنا بیشرعی اور باطل
نہیں ہو جاتا و وہم کو اسلئے کہ وہی مسائل و فتاویٰ کے صیغہ و پیرایہ کا سوال جواب نہیں

نہیں ہر دیکھو قرآن مجید یا صحیح بخاری یا ہدایہ میں کہیں وجہی فرمائند علماء دین کا لفظ نہیں ہر پر کیا وہ مسائل جو ان کتابوں میں نہیں شرعی مسائل متصور نہ ہوں گے سو ہم کو اسکو کہ اس ضعیفہ چرن لوگوں کی مہرین ہیں وہ سبھی علماء نہیں ہیں تو بعض تو بلا خلاف علماء ہیں جنکو نام نامی ہر اسمقام میں (اسی بات کو جتانے کے لئے) نقل کئے ہیں اور انکا علما ہونا اس تحریر پر تنزیہ میں پسیدیم کیا گیا ہے بلکہ انہی علماء کی مواہیر اپنی تحریر کو دہلی کا مہرہ فتویٰ بنایا ہے اور عام لوگوں میں دعویٰ کرتے ہوئے کہ وہ تصدیق مسئلہ کر لئے بعض مصدقین کا علما ہونا کافی ہے اسکو غیر علماء کا مان لینا اور اسکی تصدیق کرنا اسکو شرعی فتویٰ کہے خارج دے اعتبار نہیں کہ تاہم پیر سو کس نکاس کو عالم ہو خواہ عامی ان باتوں کی کذب و بھتان ہو کیا یقین ہو سکتا ہے اور مغز خیر خواہان اسلام و اتفاق جو یاں اہل اسلام خصوصاً اسلامیوں کے اعیان کی توجہ سے اس یقین کا اظہار اور ان کا ذیہ کو برا اعتبار کی اشتہار یہ وہ مرض بفرقہ و فساد و بغض و عناد اہل اسلام سے دور ہو سکتا ہے اور جو دلیمن بھر بھی یہ مرض ہے انکو لئے دوسرے اور تیار ہر دل نہر اردو پہ کا اشتہار دوم چہوڑا ان باتوں کو قابل پرعت کی بوجھاڑ۔

آٹھارواں سالہ کے سرورق پر ثبت ہے جسکو ابجد میں ان باتوں کو پا کر جانے کا دعویٰ ہو وہ اس اشتہار کا جواب دے یا کسی دلواری اور نہر اردو پہ لغام پائے۔

اولیٰ علت ہر دم حاضر ہر جہان اور حیثیت چاہو اجدید کہیں کو حاضر ہیں کہ جو ان باتوں کا قائل ہے اس پر ہر لعنت ہے اور جو ناخو کسی پر ہمتیاں باز ہے اس پر ہر لعنت ہے پانچ ہی سوہی۔ پانچ سو کی انکو رعایت کی گئی۔ انکو مخالف اپنی دعویٰ یقین میں چہوڑیں تو اس پر (بالکچہرہ ہی) آہستہ ہی آہستہ ہر بالغ عقل تو ہم خدایہ ارتقا کرتے ہیں ہمارے اشتہار کا جواب ملتا تو اسکو جواب میں ہم دلائل کے بغیر اور کتابی بحث کے بیگم ان باتوں کا افتراء ہونا محدثین کی کتب معمول سے ثابت کر دیگا اور جن عبارات اور جہاد و چھوڑ دینے سے ان حضرات نے ان باتوں کو اختیار کیا ہے انکا جواب بھی نیچو۔

علاج لایق توجہ گورنمنٹ

مجدد

کسی کی ذاتی و شخصی وصف منقست یا کمال سے بحث کرنا چند ان ضروری امر نہیں ہے، مگر جب وہ ذاتی و شخصی وصف قومی وصف ہو جائے اور اسکا اثر ایک قوم پر پہنچے تو وہ وصف ذاتی و شخصی نہیں رہتی اور اس سے بحث قومی ضروریات سے ہو جاتی ہے۔

مثلاً ایک شخص کسی کی نسبت شہادت دینا چاہتا ہو اور اسکی کلام کا اثر اسکی جان یا مال پر پہنچنے والہ ہے تو اسکی ذاتی چال و چلن سے بحث کرنا ضروری و قومی امر ہے ایسا ہی اگر کوئی شخص کسی قوم کا رہنما و مقتدا ہو اور اس سے عام لوگوں کی ہدایت یا ضلالت متصور ہے تو اسکی ذاتی حالات سے بحث کرنا اور ان لوگوں کا اعلیٰ فرض ہے جو قومی امور میں بحث کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اسی اصول پر محدثین نے سلف سے خلف تک حدیث کے راویوں اور دین کے اماموں کے حالات سے بحث کی ہیں اور فن اسما، الرجال میں کتائین لکھیں ہیں اور مورخین نے سلاطین زمان و غیرہ اعیان کے حالات میں تاریخیں تالیف کیں۔

اسی اصول پر ہم بھی بعض اوقات بعض اعیان اسلام کے حالات سے بحث کرتے ہیں اور انکے نشر مناقب و محامد کو موجب ہدایت ہزاروں اشخاص کا جو اسکی طرف رجوع کریں اور انکی تالیف سے ہدایت پائیں خیالی کر کے اشاعت السنہ میں انکی فضائل و کمالات کو بیان کرتے ہیں اس

۱۰۔ اصول جمع اصل یعنی قانون جو اور لغت کسی ایک قانون پر اسکا اطلاق صحیح نہیں ہو مگر چونکہ عام لوگ عامیے اصل لفظ اصول بولتے ہیں اور اگر لفظ اصل بولا جائے تو سمجھ نہیں سکتے لہذا ہم نے یہی عام فہم لفظ اصول چنا۔ اصل بولنا صحیح اور غلط لفظ صحیح کا لفظ دیکھا۔

امرو اگر کوئی ذاتی و شخصی بحث سمجھے تو یہ اسکی نا فہمی ہے اور جو اسکو اخبار نویسوں کی سی خوشامد تصور کرے یہ اسکی سوزنطنی و بدگمانی ہے یہ بدگمانی ہر ایک کام میں (اچھے سے اچھا کیوں نہ ہو) ہو سکتی ہے (مثلاً ایک شخص دوسرے کی دھڑ میں نماز کے لئے کسی مسجد میں آتا ہے اسکے اس فعل میں یہ بدگمانی ہو سکتی ہے کہ یہ ریاکار یا مکار ہے اس فعل سے یہ تسخیر خلاق مد نظر رکھتا ہے) مگر خدا - رسول قرآن و اسلام سمکو اس بدگمانی سے مانع ہیں اور ہر ایک مسلمان کے فعل میں (گو وہ بدعتی سے کیا گیا ہو) حسن ظنی و نیک نیتی کے گمان کرنے کو واجب کرتے ہیں اچنانچہ اشاعہ السنہ نمبر ۱ جلد ۶ میں صفحہ ۵ کتاب سنت سے اسکا ثبوت دیا گیا ہے، لہذا کسی مسلمان کو نہیں پہنچتا کہ ہمارے یا کسی مسلمان کے فعل میں (جب تک کہ اسکے پاس ایسی قطعی دلیل بدگمانی کی جو خدا جتنے کے سامنے قیامت کو دن چل سکے) موجود نہ ہو بدگمانی کرے آئندہ اختیار پر قیامت قریب ہر خدا جتنے کے رقیب ہر اگر اس بدگمانی پر قطعی دلیل نہ ہوگی تو خدا جتنے کے سے جان چھوڑانی مشکل ہو جائیگے۔ اس بات کو عوام نہیں تو مولوی صاحبان تو سوچیں جو قرآن کو موت کو حساب کو پس پشت ڈالکر ہمارے بعض مضامین پر جھٹ فتوے لگاتے ہیں کہ یہاں صاحب کی خوشامد کے لئے ہے۔ اور انگریزوں کی تالیف کے لئے ہووے ہذا القیاس۔

اسی اصول پر پہلے پرچہ سابق (نمبر ۶ جلد ۶ میں ایک مضمون بعنوان

نواب صاحب بہوپال اور انکی بابرکت تالیفات لکھا تو اسکے ضمن میں نواب صاحب مدوح کی نسبت بلا اختیار یہ فقرہ مدحیہ قلم سے نکل گیا کہ جناب مدوح کو بعض علمائے اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے“ اس پر ہمارے ایک خیر خواہ دوست مولوی صاحب نے جو ایک لکھنوی اخبار کے ایڈیٹر ہیں یہ کہتے چینی کی ہے

کہ ثواب صاحب ممدوح نے ایک مصور کو تصویر پر انعام دیا یا ریاست سے دلوایا ہے اور اپنی تصویر قد آدم کو تاج الحجل پہنایا ہے۔
اور ضمناً ہم پر بھی اعتراض جو دیا ہے کہ ہم نے انکو ایسی حالتوں کے ساتھ مجد کیون قرار دیا ہے۔

اس مقام میں ہم اس دوست کا ازالہ شبہ و شکایت کرتے ہیں اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ **اول** تو نواب صاحب سے یہ فعل سرزد نہیں ہوا اور اگر بقول کسی مفتری و دروغ گو کے اسکا وقوع مان بھی لیا جائے تو اس سے انکا مجد و ہونا زایل نہیں ہوتا۔ مجد وہونے کے لئے معصوم ہونا شرط نہیں ہے اور منصب مجدیت عین منصب نبوت یا اسکا مساوی نہیں ہے کہ مجد دے کوئی خطا یا گناہ ہونا نہ پاوے اسکی شرط اور معنی یہی ہیں کہ مجد وہ ہے جو علم اور سنت کی اشاعت اور بدعت کی اہتمام عمل میں لاوے اور دین کو مدد پہنچاوے اور جناب ممدوح علم و سنت کی اشاعت اور اسلام کی معاونت اور بدعات و منکرات کی پیچ کنی اس کثرت سے ہوئی ہے کہ پچھلے مجد دین میں اسکی نظائر کم پائی جاتی ہیں۔ اور اسکے مقابلہ میں وہ منکرات جنکو چارے دوست انکو ذمہ لگاتے ہیں۔ (اگر انکو مان بھی لیا جاوے) بغیر اے ارشاد واجب الانقیاد ان الحسنات یدہا بن السیئہ لایق اعتبار و شمار نہیں ہے۔

ہم پہلے اسی شق (دوم) کا ثبوت دیتے ہیں شق اول لان افعال کے اون سے سرزد ہونے کی پھر تفصیل کریں گے وباللہ التوفیق۔

ثبوت شق دوم

واضح ہو کہ یہ لفظ مجد ایک حدیث نبوی کا لفظ ہے جسکو ابو داؤد نے

اپنی کتاب سنن میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے

عن ابی ہریرۃ فیما علم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل ما یستہ۔
من یجد دلیلا دینہا (سنن ابی داؤد ج ۱)

رواج دینگے اور قایم کرینگے)۔ اس حدیث کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے گو اسکی تعین مصداق میں انکا اختلاف ہو کوئی کیسکو اسکا مصداق بناتا ہے کوئی کیسکو اور اس لفظ محدّد کے معنی سہی یہی بیان کرتے ہیں کہ جو سنت کو بدعت سے جدا کرے اور علم کو پہلاوے اور بدعات و منکرات کو ہٹاوے یہ کسی نے نہیں کہا کہ محدّد وہ ہے جو نبیوں کی طرح معصوم ہو اور کوئی خطا یا گناہ نہ کرے۔

امام جلال الدین سیوطی نے مرقاة الصعود شرح سنن ابی داؤد

ہذا الحدیث اتفق الحنفیہ علی تخصیصہ منہم الحاکم فی المستدرکات البیہقی فی المدخل ومن اخر علی صحۃ من المتاخرین الحافظ ابن حجر فاخرج الحاکم فی المستدرک عن ابن وہب عن یونس عن الزہری قال فلما کان فی راس المائۃ من اللہ علی ہذہ الامۃ بعث ابن عبدالعزیز قال الحافظ ابن حجر و ہذا الشیخ

میں کہا ہے حدیث کے حافظ اس حدیث کی صحت پر اتفاق رکھتے ہیں از اسجد حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے مدخل میں اسکی تصحیح کی ہے اور بچلے امامون سے حافظ ابن حجر نے اسکی صحت بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ مستدرک نے ہی اس حدیث کے ذکر سے زبان ہلائی ہے حاکم نے مستدرک میں ابن وہب سے اسے یونس سے اسنی زہری

بان الحدیث کان مشہوراً نے
 ذلك العصر ففی تقویۃ لسنده من
 انا قوی لثقتہ رجالہ انتہی قال
 ابو جعفر النخاس فی کتاب الناسخ
 والمنسوخ قال سفیان بن عیینہ
 بلغنی انہ یمخرج من العلماء من تقویۃ
 اللہ بہ الذین وان یحیی بن آدم عندہ
 منہم وقال ابو بکر البراز سمعت
 عبد الملک بن عبد الحمید المیمی فی قول
 کنت عند احمد بن حنبل فخرتہ کر
 الشافی فی رایت یرفعہ وقال یرو
 عن التیمی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال یدع
 اللہ لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ
 من یقر لہا دینہا قال فکان عمر بن
 عبد العزیز علی راس المائۃ الاولی
 وار حوان یکون النشاء علی راس المائۃ
 الاخری واخرج البیہقی عن طریق
 ابوسعید الخدری قال قال احمد بن
 حنبل ان اللہ یقیض من راس کل مائۃ
 سنۃ من یعلم الناس السنن ویشفی
 عن رسول اللہ الذذب فظہر فاذا

تالیف اسے اس حدیث کو نقل کیا ہے
 پیر کہا در زہری نے فرمایا ہے کہ حب
 پہلی صدی کا خاتمہ ہونے لگا تو خدا
 تعالیٰ نے اس امت پر عمر بن عبد
 الخلیفہ کے وجود سے فضل کیا یعنی پہلی
 صدی کا انکو محمد و بنایا تا فدا بن حجر نے
 فرمایا ہے کہ زہری کا یہ قول بتا رہا ہے
 کہ یہ حدیث تابعینوں کے زمانہ میں
 پہلی مشہور ہو رہی اس میں اسکی سند کی
 تقویت پائی جاتی ہے باوجودیکہ اسکی
 سند راویوں کی جتنے سے ہی قوی ہے
 ابو جعفر نخاس نے کتاب ناسخ و منسوخ میں
 کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ (تابعین)
 نے فرمایا ہے مجھے یہ روایت پہنچی ہے
 کہ خدا تعالیٰ علماء سے ایسے لوگوں کو
 پیدا کرے گا جن سے دین کو قوت دیگا
 شیرے خیال میں یحییٰ بن آدم (محدث)
 ان میں سے ہے۔ ابو بکر بزاز نے کہا ہے
 میں نے عبد الملک سے سنا وہ کہتے ہیں احمد
 بن حنبل کے پاس بیٹھا تھا وہاں امام
 شافعی کا ذکر چل پڑا تو میں نے امام احمد بن حنبل کو

نے راس المایۃ عمر بن عبد العزیز
وفی راس المائین الشافعی۔ وَاُخْرِجَ
ابو اسماعیل الهروسی من طریق
حمید بن زنجویہ قال سمعت احمدا
بن حنبل یقول یروی فی الحدیث
عن البقی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
یمن علی اہل دینہ فے راس کل صایۃ
سنتہ برجل من اہل بیتی لیتین لہم
امر ینہم۔ (مرقاۃ الصعود)

دیکھا کہ وہ امام شافعی کو پکار رہے تھے
اور کہتے تھے کہ حدیث میں آیا ہے کہ خدا
تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی
پر ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو دین کو قائم
کریں گے سو پہلی صدی پر عمر بن عبد العزیز
ہوئے اور مجھے اُمید ہے کہ دوسری
صدی کے مجدد امام شافعی ہوں۔

بیہقی نے دوسری صدی میں امام احمد بن
حنبل سے نقل کیا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر

صدی پر ایسے لوگوں کو مسلط کرتا ہے جو لوگوں کو احکام دین سکھا دیں اور آنحضرت
کی حدیث سے لوگوں کا اقتدار ہٹا دیں۔ ہم نے خیال کیا تو پہلی صدی میں عمر بن عبد العزیز
اور دوسری میں شافعی کو پایا۔ ایسا ہی امام احمد بن حنبل سے ہر صدی نے اور سند
سے روایت کیا ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میری اہل بیت
سے خدا ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو انکو دین کی بات بتا دیں۔

مرقات شرع مشکوٰۃ میں ہے تجدید میں کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص

سنت کو بدعت سے تمیز کرے گا اور علم کو ہٹا دے گا اہل علم کی عزت کرے گا اور بدعت
کی بیخ کنی کرے گا اور اہل بدعت کی شوکت کو ہٹا دے گا

تیسرے جامع صغیر میں ہے
اس حدیث میں مجدد سے مراد عام
ہے ایک آدمی ہوں یا کئی ہوں مجدد
وہ ہے جو سنت کی بدعت سے تمیز کرے

من یجدد مفعول یبعث لہا ای لہذا
الامۃ دینہا ان یتین السنۃ من
البدعۃ ویعزایہا ویقبح البدعۃ
ویکثر اہلہا (مرقاۃ)۔
ان اللہ یبعث لہذا الامۃ علی راس

کل مائتہ سنت من خیرہ او اکثر
 یجد دھا دینہا ای بین السنۃ
 من البدعۃ ویذل اہلہا قال ابن
 کثیر ویدعی کل قوم فی امامہم انہ
 المراد والظاهر جماعۃ علی العلماء من
 کل طایفۃ رئیس شہم جامع الصغیر

اور اہل بدعت کو ذلیل -
 ابن کثیر نے کہا ہے کہ ہر ایک گروہ
 اس امر کا مدعی ہے کہ اس گروہ کا امام
 اس حدیث میں مراد اور اس کا مصداق ہے
 اور ظاہر یہ کہ سبھی گروہ کے علماء
 کو اسمین داخل سمجھا جاوے -

مجمع البحار میں شرح جامع الاصول سے نقل کیا ہے کہ
 اس مجتہد کی تعین مصداق میں لوگوں کا اختلاف ہے ہر ایک

وحدیث یبعث علیہ اس کل
 مائتہ سنت من یجد دینہا کثرتا
 فیہ وکل فرقۃ حملوہ علی امامہم لا کو
 الحمل علی العموم ولا یختص بالفقہا فان
 انتفاعہم بالولی الامر والمحدثین
 والقراء والوعاظ والزہاد الصا
 کثیر والمراد من النقض المائتہ و
 حی عالم مشہوج والحديث اشارة
 الی جماعۃ من الاکابر علیہ اس کل
 مائتہ ففی اس الاولیٰ عہد میں
 عبد العزیز ومن الفقہاء والمحدثین
 وغیرہم ملاحظہ فی الثانیۃ
 للمامون والشافعی والحسن بن زیاد

فرقہ اسکو اپنی ہی امام پر لگاتا ہے مگر
 بہتر یہ ہے کہ اسکو عام سمجھا جاوے اور
 فقہا مذاہب سے مخصوص نہ کیا جاوے
 کیونکہ لوگوں کا دین میں نفع اڑھانا
 سلاطین اور محدثین اور قاریوں اور
 واعظوں اور زاہدوں سے ہی بہت
 ہوا ہے اور اس سے مراد وہ شخص
 ہے جو صدی گزرنے کے وقت زندہ
 ہو اور شرح شفا سے نقل
 کیا ہے کہ اس حدیث میں اس عہد
 اکابر کی طرف اشارہ ہے جو ہر صدی
 میں ہونے لگے سو پہلی صدی میں
 (خلفاء سے) عمر بن عبد العزیز ہے

واشہب مالکی وعلی بن موسیٰ
 ویحیی بن معین و معروف الکرجی
 وعلی الثالث المقتدر و ابو
 جعفر الطحاوی الحنفی و ابو
 جعفر الامامی و ابو الحسن
 الاشعری و النسائی و علی
 الرابع القادری باللہ و ابو -
 حامد الاسفراہینی و ابو محمد
 الخوارزمی الحنفی و المرتضی
 اخو الرضا الامامی و علی
 راس الخافض المستظہر باللہ
 و الغزالی و القاضی فخر الدین
 الحنفی و غیر ہم **س**
 (مجمع البحار ص ۱۱۱ جلد ۱)

اور فقہاء و محدثین وغیرہ سے بے شمار
 تھے دوسری صدی میں (خلفاء سحر)
 مامون اور فقہار سے (امام شافعی و
 حن بن زیاد و اشہب مالکی اور محدثین
 میں سے) علی بن موسیٰ و یحیی بن معین
 اور (زایدون میں سے) معروف کرجی
 تیسری صدی پر (خلفاء سے)
 مقتدر باللہ اور فقہار سے (ابو جعفر
 لجاوی و ابو جعفر امامی اور ابو الحسن
 الاشعری اور محدثین میں سے)
 ساتھی چوتھی صدی پر (خلفاء سے)
 القادر باللہ اور فقہار سے (ابو حامد
 اسفراہینی اور ابوبکر خوارزمی حنفی
 اور مرتضی امامی رضا کا بہائی - پانچویں

صدی پر خلفاء سے مستظہر باللہ (اور فقہار و زایدون سے) امام غزالی
 و قاضی خان حنفی وغیرہم -

ابن عبارات اجلہ علماء (حنفیہ و شافعیہ) میں ہمارے معتبر مہین
 و ناظرین غور کی نگاہوں سے نظر کریں اور انصاف سے کہیں کہ مجدد کے کیا
 معنی ہیں۔ اور جن لوگوں کو پہلی علماء نے مجدد قرار دیا ہے انہیں کیا اوصاف
 پائے جاتے تھے؟ جنکے سبب وہ مجدد قرار پائے۔ اور وہ کبھی گناہ یا خطا
 کے محل نہ تھے؟ - پھر انصاف سے یہ بھی بتاویں کہ جس شخص (ذو اہم و متاثر) پر

کا مجدد ہونا پہلے بعض علماء سے نقل کیا ہے انہیں وہ اوصاف (کل لاجن) پائے نہیں جاتے ؟ اور انہیں پہلی مجددوں کی نسبت زیادہ خطایا گناہ موجود ہیں ؟ -

جہاں تک وہ فکر کو جولانی دینگے ان مجددین کے اوصاف وہ اس سے بڑھ کر نہ پاویں گی کہ از انجملہ مجددین خلفائے عدل والی صاف کیا شعائر اسلام کو پہلے یا ظلم و ستم کو اٹھایا اور مجددین علماء نے احکام شریعہ کو کتاب و سنت سے مستنبط فرمایا اور کتاب و سنت اور ان دونوں سے مستنبط احکام کو عالم میں بذریعہ تقریر و تحریر و تالیف شایع کیا اور مع ذلک ان اوصاف کے مقابلہ میں وہ انہیں کچھ نقص خطا بھی پاویں گے جسے کوئی بشر بعد انبیا خالی نہیں ہے ۔ -

یہی حال اس شخص کا ہے جس کا مجدد ہونا پہلے بعض علماء سے نقل کیا ہے پہرہ پہر کیا اعتراض ہے ہم اس مقام میں بعض سابق مجددین کے حالات بطور تمثیل بیان کرتے ہیں اور ان کے مقابلہ میں اس شخص کے حالات بھی معرض بیان میں آتے ہیں ناظرین و معترضین ان کے اور ان کی حالات میں مقابلہ و موازنہ کریں پہر اوصاف سے کہیں کہ وہ شخص ان حالات کی نظر سے سابق مجددین کی نسبت اس لفظ کے اطلاق کا زیادہ مستحق ہے یا نہیں ۔ -

پس واضح ہو کہ اگرچہ مجددین مذکورین سے بعض اکابر میں بعض ایسے انحصار اوصاف پائے جاتے ہیں جو (آجکل کہاں) ایک مدت سے عنقا ہو رہے ہیں (جیسے امام شافعی میں اجتہاد مطلق مستقل - اور سید بن معین و نسائی میں حدیث کی امامت اور عمر بن عبد العزیز میں کمال امتداد)

(جسکے سبب بہیڑ یا بکری ایک جنگل میں بکھر چرتے تھے) - اور معروف کرنی میں زہد و ریاضت و علیٰ ہذا القیاس) - مگر ادوں ہی لوگوں میں اور بعض مجددوں میں وہ اوصاف (جنگلی نظر سے وہ مجدد کہلائے) ایسے عام اور وسیع ہیں جو اکثر زمانوں کے بہت سے علماء و ارباب شوکت میں بکثرت پائے گئے ہیں جسے عام عدالت و علم و فقہانیت و حدیث کی روایت و اشاعت اور کتابوں کی تالیف و تصنیف و اتباع سنت کا پہلا نابدعت و سنکرات کا مٹانا و علیٰ ہذا القیاس - **خلیفہ قادری باللہ** (چوتھی صدیکے مجدد) کے حالات

و علیٰ اوصاف تاریخ الخلفاء وغیرہ میں یہ بیان کئے ہیں کہ وہ ہمیشہ تہجد پڑھتے اور کثرت سے خیرات کرتے تھے - انہوں نے اصول میں ایک کتاب تصنیف کی تھی جس میں صحابہ کے فضائل بیان کئے اور معتزلہ اور قرآن کو مخلوق کہنے والوں کی تکفیر کی وہ کتاب خلیفہ مہدی کی جامع مسجد میں ہر جمعہ اہل حدیث کے حلقہ میں عام لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی تھی اور کئی فضیلت کے لئے تجھے یہی کافی ہے کہ شیخ تقی الدین ابن الصلاح نے انکو فقہا شافعیہ سے شمار کیا ہے اور انکے طبقات میں داخل کر لیا -

وكان القادر بالله من الديانة و
السيادة وادارة التمجيد و كثرة القدا
وحسن الطريقة على صفة
اشتهرت عنه تفقه على
العلامة ابي بشر الهروي الشافعي
وقد صنف كتابا في الاصول
ذكر فيه فضائل الصحابة و الكفار
المعتزلة و القائلين بخلق القرآن
وكان ذلك الكتاب يقرؤ في
كل جمع في حلقة اصحاب الحديث
بجامع المهدى و محضرة الناس و ناهيك
بان الشيخ تقى الدين بن الصلاح عده
من الفقهاء الشافعية و اورد في طبعها

(تاريخ الخلفاء ج ۱ ص ۲۳۳ - ۲۳۴)

اور خلیفہ مستطہر باللہ (پانچویں صدی کی مجدد) کے اعلیٰ فضائل

یہ بیان کئے ہیں کہ وہ متواضع اور خوش
اخلاق تھے نیک کاموں میں جلدی
کرنے والے خوشخط عمدہ فرمان نویس
ان باتوں میں کوئی انکارین نہ تھا
صاحب فضل و علم وسیع و جوانمرد و
سخی و علماء و صلحاء دوست تھے انکی
خلافت میں سلطان نے بغداد والوں
سے جزیہ اٹھا دیا اور عدل و انصاف
بہت کیا جسکے سبب انکے لئے دعار
بکثرت ہوئی۔

اور خلیفہ مقتدر باللہ (دوسری صدی کے مجدد) کی فضیلت
بیان کی ہے کہ انہوں نے خلاصہ (مصور)
کی اونٹ پر سوار کر کر تشہیر کی پر
اسکو سولی پر چڑھایا اور لوگوں میں پکارا
گیا کہ فرقہ قرامطہ کا داعی ہے۔ آخر نوین
سال وہ مارا گیا۔ اور یہ مشہور کیا گیا
کہ یہ الوہیت کا داعی تھا۔ اور لکھا ہے کہ
خلیفہ مقتدر باللہ کی عقل عبت تھی۔

قال ابن الاثیر کان لین الجانب کرم
الاخلاق یسارع فی اعمال البر حسن
الخط جید التوفیعات لا یقارن فیہا
احد یدل علی فضل عزیز و علم
واسع سمحاً جواداً محباً للعلماء
والصلحاء و فی سنتہ احدی
و خمس مائۃ رفع السلطان القماری
والکوس ببغداد و کثر الدعاء له
وزاد فی العدل و حسن السیرۃ
(تاریخ الخلفاء ص ۴۳۶-۴۳۹)

وفی ثلاثیۃ اخل الحسین الحلّاج
مشهوراً علی جمیع الی بغداد فطلب
حیا و نودی علیہ هذا احد دعاة
القرامطۃ فاعترفوا بشم جس الے
ان قتل فی سنتہ تسع و اشیع علیہ
انہ ادعی لاولیہ و کان المقتر
جید العقل صحیح الراے۔

اور رائے صحیح۔

خلیفہ مامون (دوسری صدی کے مجدد) کے اعلیٰ فضائل

جمع الفقہاء من الافاق وبرع فی
الفقہ والعربیۃ وایام الناس فی کان
افضل من رجال نبی العباس
حرمًا وعزماً وعلماً وریاً وهدیۃً
وشجاعتاً وسواداً وسماحتاً
قال ابو معشر النخعی کان للامون
اماراً بالعدل فقیہ النفس بعد
من کبار العلماء (تاریخ الخلفاء ص ۳۱۱)

یہ بیان کے ہیں کہ اسنوفقہاء کو جمع
کیا اور فقہ و عربیہ و تواریخ میں ماہر ہوا
اور وہ عباسیوں سے عزم و علم و حلم
ورائے و ہیبت و شجاعت و فراخ دلی
وغیرہ میں افضل تھا۔

ابو معشر نے کہا ہے مامون عدل کرنے
کا بہت حکم دیتا اور فقیہ النفس تھا
بڑے علماء سے شمار کیا جاتا۔

اسی قسم کے انکے اور فضائل بیان کئے جبکہ علم و فراست و فہم و کیاست
کئی طرف رجوع ہوتا ہے۔

یہ تو ان مجددوں کے اوصاف کمال ہیں جنکے سبب وہ مجدد کہلائے
انکے مقابلہ میں انہیں ایسے اوصاف نقص بھی پائے جاتے ہیں
جنکو خطا یا گناہ کہا جاسکتا ہے پیراؤں اوصاف کی نظر سے اون لوگوں کو
مجدد ہونے سے خارج نہیں کیا جاتا۔

اس قسم کے اوصاف ہم ان سبھی مجددوں کے بیان کر رہے ہیں
اور معیوب سمجھا جاوے گا لہذا صرف ایک دو صاحبوں کے اوصاف کو بطور
تمثیل بیان کیا جاتا ہے۔

خلیفہ مامون کی نسبت تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ جب وہ بڑا

ہوا تو وہ علم فلسفہ اور حکماء قدیم کے
علوم میں ماہر ہوا اس امر نے اسکو بہت
کی طرف کھینچا کہ وہ قرآن کے مخلوق ہو چکا

ولما کبر عنی بالفلسفۃ وعلوم
الاولیٰ و مہر فیہا فجزء ذلک لے
القول بخلق القرآن۔

وجعل ولی العہد بعدہ علی الرضی
بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق -

حملہ علی ذلک افراط فی التشیع
حتی قیل انہم ان یخلع نفسہ و
یفوض الیہ امر الیہ و فی سنہ ثمان
عشرۃ امتحن الناس بالقول بخلق

القرآن فکتب علیہ نائیک علی بغداد
اسحق بن ابراہیم فی امتحان العلماء
کتباً یقول فیہ الحمد - (ایضاً ص ۳۱۲)

تکلیف ہوا - اور اسکو تشیع میں افراط تھا۔
یہی امر اسکو امام علی بن موسیٰ کے ولیعہد
کرنے پر باعث ہوا تھا۔ بعض کہتے ہیں اسے
بیہ ہی ارادہ کر لیا تھا کہ خود خلافت سے دست
بردار ہو جائے اور امام مذکور کے سپرد
کر دے۔

اٹھارہ وین سال اسنو لوگوں کا مسئلہ
قرآن کے مخلوق ہونے میں امتحان لینا
شرع کیا اپنے نائیب اسحق بن ابراہیم

کی طرف جو بغداد میں تھا خط لکھا جبکہ مضمون طو لانی ہے۔ اس پر اسنی علماء
کو جمع کیا اور جواب لیا۔ علماء اسے کینٹھ لایا کینٹھ صاف جواب دیا۔ بیہ حال اسکو
پہنچا تو اسنو بعض علماء کی نسبت صاف حکم دیا کہ اسنو قرآن مخلوق ہونیکا اقرار کرادو
یا انکار کاٹ کر میرے پاس بھیج دو۔ اس حکم کی تعمیل کا وقت نہ آنے پایا تھا کہ
ملک الموت خدا تعالیٰ کا حکم لیکر آہنچا۔ اور اس میں بیہ بھی لکھا
ہے کہ مامون شطرنج کھیل کر تا

اور اس کھیل کو بہت دوست
رکھتا تھا اور کہتا کہ اسسے ذہن تیز ہوتا ہے
اور لکھا ہے کہ وہ بیہ بھی پیا کرتا۔ اور
اسکو رگ کا بھی شوق تھا۔ وہ کہا کرتا
کہ بالذت وہ سردی جس سے ساح کو طے
(خوشی) حاصل ہو پھر خواہ وہ درست ہو خواہ نا

واخرج عن محمد بن العباس کان
المامون یحب لعب الشطرنج شدیداً
ویقول ہذا یشغذ الذہن -

واخرج من عند طریق ان المامون
کان یشریب البیند واخرج عن اسحاق
الموصلی قال المامون الذ الغناء ما یؤثر
لہ السامع خطأ کان او صواباً (ص ۳۱۳)

اور خلیفہ مقتدر باللہ کے حالات میں اس فقرہ منقول سابق کہ

وكان مقتدر بالله جید العقول صمیم
الرأی لا یکنه موثر الشهوات والشرف
مبدئاً وكان النساء علیہ فاجح
علیہن جمیع جواهر الخلافة ونظایها
واتلف أموالاً كثيرة وكان فی داره
احد عشر ألف خصیان غیر الصفا
والروم والسود (تاریخ الخلفاء ص ۳۹۴)
و (فے صفحہ ۳۹۰ منہ) وفی سنة ثمان
ختم المقتدر خمسة من اولاده
فعرم علی ختنانهم ستمائة الف دینار
و ختم معهم طائفة من الایتام
واحسن الیه و فیها صلی العید فی
جامع مصر ولم یکن یصلی فیہ
قبل ذلک - (تاریخ الخلفاء ص ۳۹۴)

وہ جید القول تھا کہ ساتھ ہی فرمایا
ہے کہ وہ نفسانی شہوتوں کو مقدم کر لیا
تھا۔ اور فضول خرچ۔ اسکی عورتوں
نے اسپر غلبہ کیا تو اسنی خلافت کے
جواہرات اور نفیس مال انکو نکال کر دیدے
اور بہت سا مال تلف کر دیا اسکے گہریز
قوم مقابلہ اور روسیوں اور جشیوں
کے سو اگیارہ ہزار ختی غلام تھے
یہ صفحہ ۳۹۴ میں بیان کیا ہے اور صفحہ
۳۹۰ میں کہا ہے کہ اسنی اپنے لڑکوں
کے ختم کر کے تو انپر پانچ لاکھ دینار
خرچ کر دئے اور عید کی نماز شہر کی
جامع مسجد میں پڑھائی اس سے پہلے
عید کی نماز جامع مسجد میں کبھی نہ پڑھائی

جاتی تھی۔۔۔ اسی قسم کی باتیں بعضے اور مجددوں میں پائی جاتی ہیں
ولیکن ان سبکی تفصیل کی بالفعل مصلحت اجازت نہیں دیتی سر دست
ہم ان ہی چند تمثیلات پر اکتفا کرتے ہیں اور اگر ہمارے معترضین کسی
مجدد کے بے گناہ و معصوم ہونیکا صریح دعویٰ کریں گے تو ہم ہی اس شخص
میں اس قسم کی باتیں نکال کر گن سنا سینگے۔

اب ہم شہ از اوصاف کمال نواب صاحب بہوپال قلم

میں لاتے ہیں اور ناظرین و معترضین سے ان اوصاف اور مجددین سابق -
 الوصف کی اوصاف میں بالاضافہ مقابلہ و موازنہ کرنے کے خواستگار ہیں۔
واضح ہو کہ حسب قدر اوصاف کمال علمی و عملی پہنچے مجددین سابقین
 کے نقل کئے ہیں اور وہ انہیں فرادی فرادی پائے جاتے ہیں وہ سبھی آپ کے
 ذات بابرکات میں مجتمع ہو جو ہیں لہذا ہم آپ کی نسبت بمقابلہ مجددین سابق
 الوصف بے شائبہ تکلف (شاعرانہ) یہ کہہ سکتے ہیں **مع** آنچہ جو بان ہمہ
 دارند تو تنہا داری۔

اسکا سر اور وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو علم و شوکت (نیابت
 سلطنت) دو نو منصب مرحمت فرمائے ہیں (جو اکثر مجددین سابق میں جمع نہیں
 ہوئے) اسلئے آپ ان سب مجددوں کے صفات کمال کے جامع ہوئے
 بلکہ اکثر مجددوں پر سبقت لے گئے۔

حسب قدر تالیف و تصنیف کتب مختلف علوم کی اور انکی اشاعت (جو
 منصب اول کے نتائج سے ہے) آپ سے ہوئی ہے اس قدر مجددین سابق
 الوصف سے نہیں ہوئی یا کم ہوئی۔

آپ نے مختلف علوم (کتاب و سنت و فہم و اصول وغیرہ)
 میں مختلف زبانوں (عربی فارسی ہندی) میں نہ صرف کتابیں تصنیف کر کے
 صندوقوں یا کتب خانوں میں رکھوا دیے ہیں بلکہ بصرہ ہزار ہاروپہ جیب
 خاص چھپوا کر اکثر بلاد (ہندوستان و پنجاب و عرب و مصر و چین و دمشق و
 بخارا و تیروت وغیرہ) میں گھر گھر پہنچا دی ہیں۔ اور سادت بھالو کتب
 دھارت فی البوادعی والعمان کا مصداق بنا دیں۔

ان بلاد میں ایسا کوئی شہر نہ ہوگا یا کم ہوگا جہاں کوئی اہل علم ہو اور

اور آپکی تصنیف نہو اور ان علوم اور انکی خواہم علوم میں ایسا کوئی علم نہوگا
یا کم ہوگا جس میں آپنی کوئی تالیف نہ کی ہو۔

جن اذق مسائل اصول و فروع کو خواص فضلا کم جانتے تھے
انکو آپکی تصانیف کے ذریعہ سے ادنی طلباء بلکہ بعض عوام جاننے لگے ہیں
اور جن کتابوں حدیث و اصول کو اکابر علماء و خواب میں دیکھنے کو ہی ترس تھے
تھے آپکی توجہ سے اب وہ اصاغر طلباء کے مطالعہ میں ہیں۔

علم ناسخ و منسوخ کتاب اللہ و سنت کو (جو اکابر محدثین و مجتہدین
کے حضائض سے تھا) آپنے ایک مختصر رسالہ میں بیان کر کے ایسا عام فہم
کر دیا ہے کہ کس و ناکس (جو فارسی عبارت پر ہنسنے پر دسترس رکھتا ہے)
اسکو ضبط کر سکتا ہے۔

علم اصول فقہ کو (جو خاص شرائط اجتہاد سے ہے آپنے ایک مختصر
کتاب میں اس آسانی سے واضح کر دیا ہے کہ تھوڑی سی استعداد والہ طالب
العلم ہی اس علم پر احاطہ کر سکتا ہے۔

مثنوی کتب حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) کو آپنے عام لوگوں
کے لئے دستور العمل بنا دیا ہے۔ کئی کتابوں کا (جیسے موطا مالک جامع ترمذی
وسنن ابی داؤد) آپنے ہندی زبان میں ترجمہ کر کے چھپوا دیا ہے اور کئی
کتابوں (صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ) آپکی توجہ سے مترجم ہو رہی ہیں
اور شروح کتب حدیث کی تصنیف و طبع و اشاعت سے آپنے خواص علماء
کو عجل بالحدیث و اجتہاد کا راستہ نکال دیا ہے۔ بعض کتب حدیث (جیسے مختصر
صحیح بخاری و بلوغ الرام وغیرہ) کی شرح تو آپنے خود تالیف کر کے چھپوا دی ہیں
اور بعض شرح متقدمین کی تالیف بصرف روزِ کثیر طبع کرادی ہیں۔ باقی آمیزہ

بقیہ سیری و مریدی

وہ کسکی بیعت اور صحبت کا اثر تھا؟

حضرت خضر علیہ السلام (جو بقول اکثر علماء بنی نہ تھی اور انکے حق میں خدا تعالیٰ
آئیناء رحمۃ میں عندنا و علمنا میں لکھا
علماء - (دکھ ۶۷۱)

و صحبت سے اس کمال و عرفان کو پہنچے تھے۔

وہ اعرامی جہنۃ انحضرت صلعم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی پھر بخار کی تکلیف سے
دیکھو معجم بخاری ص ۳۵۳ وغیرہ

اس بیعت نبوی سے کیوں کمال احسان و عرفان کو نہ پہنچا۔

کئی صحابی (جو آنحضرت کی صحبت میں مدت تک فیضیات رہے اور اکثر وہ بیعت
ہی محروم نہ تھے) ایسے افعال کے مرتکب ہوئے جنکو سبب وہ مورد حدود و سنن شرعی
ہوئے۔

ان دو نو قسم کی نظر کو ہم پورا شمار کریں تو ایک کتاب مستقل تیار ہو لہذا
ان چند تشیلات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں اور مدعیان ملازمت بیعت و احسان
(یا اخلاص) کی خدمت میں مودبانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس دعوے پر اظہار
سے نظر ثانی کریں شاید وہ سمجھ جائیں کہ بیعت تو بہ اور شے ہے اور احسان یا اخلاص
اور شے ایک کو دوسرے سے ملازمت نہیں ہے گو ان دونوں کا ایک محل میں اتفاق
اجتماع و توارد جائز ہے۔

اکثر مدعیان خصوصیات رسمہ سپر کے استقلال کے بعد اسکے بڑے بیٹے
کو گدے پر بیٹھاتے ہیں اور اپنے اس فعل کو صحابہ کے اس فعل سے کہ انہوں نے آنحضرت

کے بعد حضرت صدیق اکبر کو خلیفہ مقرر کیا اور حضرت صدیق اکبر نے حضرت عمر کو اپنا خلیفہ بنا دیا۔ مثلاً یہ بتلاتے ہیں۔ شاید بعض ناواقف اس سے یہی برہن اور بعض خلفاء کے اس فعل سے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ تک کہ یہ کہیں اس کے جواباً دوہین اول یہ کہ بیعت خلافت و بیعت توبہ میں آسمان و زمین کا فرق ہے لہذا خصوصیات بیعت خلافت کی خصوصیات بیعت توبہ کا ثابت ہونا ناممکن ہے (چنانچہ اسکا کافی ثبوت نمبر ۳ جلد ۶ صفحہ ۹۵ گزرجکا کر دو ہم سمجھ کہ خلفاء راشدین کی بیعت اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد نہیں کیا اور نہ اور اصحاب نے کسی خلیفہ کے بیٹے کو انکا جانشین مقرر کیا ہے بلکہ حضرت عمرؓ نے جب امر خلافت کو اصحاب شورشی کے سپرد کیا تو اپنے بیٹے کے نسبت صفا کہہ دیا کہ میرے بیٹے عبداللہ کا اس خلافت میں کوئی حق نہیں ہے (چنانچہ نمبر ۳ جلد ۶ میں صفحہ ۸ منقول ہے) اور خلفاء راشدین کے سوا اور خلفاء و امرا کا فعل لائق اعتبار نہیں ہے۔

سب کی پہلے امیر معاویہ نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا سوا جہ صحتاً نے اس پر انکار کیا اور اس فعل کو سنت کسری و قصر قرار دیا چنانچہ تاریخ الخلفاء و صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ جب مروان کے حکم امیر معاویہ مدینہ میں خطبہ کیا کہ امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو ابوبکر و عمر کی سنت پر خلیفہ مقرر کرنا مناسب سمجھا ہے تو عبدالرحمن بن ابی بکر نے صاف فرمایا کہ یہ تو کسری و قصر کی سنت ہے ابوبکر و عمر نے تو اپنے بیٹے یا کسی اور کو

وفیہا دعا و معاویۃ اهل الشام الی
البيعة باخلافت لہ بنہ و هو اول من
عهد بها فی صحیحہ ثم انه کتب الی مروان
بالمدينة ان یاخذ البيعة فخطب مروان
فقال ان ابیہ لم یؤیدن رای ان
یتخلف علیکم ولدہ یزید سنتہ ابی بکر
و عمر فقام عبدالرحمن بن ابی بکر فقال

بل سنہ کسری و قیصران ابابکر و عمر
لم یجلاہما فی اولادہما ولا فی احد
من اہل بیتہما -

د تاریخ الخلفاء، بخاری ۱۵۵

کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا پس اس
فعل سے جسکو صحابہ نے کسری و قیصر
کا طریقہ بتایا ہے مدعیان خصوصیت
رسمیہ کا تمسک کیونکر جائز ہے۔

بعض مدعیان خصوصیت کہتی ہیں کہ ہم پیر کے بیٹے کو اسکے افضل و زیادہ
مستقی ہونے کی نظر سے گدسی نشینی کا مستحق سمجھتے ہیں صرف قرابت اور ولدیت پر
نظر نہیں رکھتے۔

اسکا جواب صفحہ ۱۱۴ وغیرہ پہلے آدھا چکا ہے کہ بیعت کے لئے افضل و زیادہ
مستقی ہونے کی کچھ ضرورت و خصوصیت نہیں ہے ہر ایک مسلمان سے جو فاسق
و فاجر نہ ہو بیعت کرنی جائز ہے۔

بالجملہ بیعت کے لئے پیر کے بیٹے کی خصوصیت کسی دلیل سے ثابت نہیں نہ
اسکی ولدیت قرابت اس خصوصیت کی دلیل ہو سکتی ہے۔ نہ اسکا مستقی و پیر کا
ہونا اس خصوصیت کا مثبت ہے نہ اور کوئی وجہ اس خصوصیت پر شاہد ہے یہ خصوصیت
جہاں کہیں قصداً و اختیاراً پائی جاتی ہے پابندی رسم ہی خالی نہیں ہے

بعض مدعیان خصوصیات رسم بیعت لینے کے وقت مریدوں سے
(سورہ فاتحہ و کلمہ و حمید وغیرہ) اذکار پڑھواتے ہیں اور مریدوں کو ہمیشہ کے
لئے اون اذکار میں عدد اور وقت کی قیدیں و خصوصیتیں (جی سورہ فاتحہ چالیس
مرتبہ پڑھو اور یا قیوم سو یا ہزار دفعہ صبح کو یہ پڑھو اور شام کو وہ) بتاتے
ہیں اور ان قیدیوں و خصوصیتوں کو افضل ٹھراتے ہیں (ان قیدیوں اور خصوصیتوں
کے افضل ہونے پر ایک یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ شارع کی طرف
سے مطلق ذکر و دعا و تلاوت قرآن کی ہدایت آخر کی ہے ایسا ہی مطلق فضیلت و تحقیق

وقتوں اور عددوں کی شرع میں وارد ہے۔ پس اگر کبیر اس مطلق ہدایت و فضیلت کی نظر سے کسی دعایا ذکر یا عبادت کو بعض اوقات سے مخصوص اور مقرر کر لیا یا اسمین کوئی عدوی قید لگا دی تو کیا بُرا کیا شارع نے مطلق ذکر کی ہدایت کی ہے اور مجھ ہی ذکر کرتا ہے۔

دوسری دلیل یہ کہ بعض صحابہ نے بعض موقع پر بعض اذکار و عبادات کو از خود مقرر کر لیا تھا آنحضرت اس پر مطلع ہوئے تو اپنے اس سے منع نہ فرمایا بلکہ مسلم و مقرر رکھا اسکی تفصیل و تمثیل میں وہ ایک حدیث بلال پیش کرتے ہیں جب میچ ذکر ہے کہ آنحضرت نے انکو جنت میں اپنے آگے چلتے ہوئے دیکھا پھر اسکا سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں حبسوت وضو کرتا ہوں اسکے بعد دو رکعت پڑھ لیتا ہوں اسمین وہ مجھ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ دو رکعت آنحضرت سے ثابت نہیں بلال نے اپنی طرف سے اسکا التزام کر رکھا تھا۔ پھر آنحضرت نے انکو اس سے منع نہ کیا۔

دوسری حدیث ایک صحابی جب نماز میں سورہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورہ تلا تا تو اس سے پہلے سورہ اخلاص (قل ہو اللہ) پڑھ لیتا۔ آنحضرت نے اسکا سبب پوچھا تو استہزیان کیا کہ اسمین خدا تعالیٰ کی صفت ہی اس لئے مجھے اس سے محبت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت نے تجھے ہر شے میں داخل کر دیا اسمین ہی انکا وہی دعویٰ ہے کہ اسمو قعہ پر قل ہو اللہ پڑھنے کا حکم وارد نہ تھا۔ اسنے اپنی طرف سے اس موقع پر قل ہو اللہ کو پڑھا پھر آنحضرت نے اسکو منع نہ کیا ان دلائل کی تائید میں وہ ایک اثر حضرت عائشہ سے اسمضمون کالائے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت کو نماز اشراق پڑھتے نہیں دیکھا پر میں خود پڑھتی ہوں

انکی پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ مطلق میں اور ان قیدوں اور خصوصیتوں

میں (جو اسمین لگائی جاوین) ایک قسم کا مقابلہ ہے لہذا مطلق اور قیدوں اور خصوصیتوں کا مثبت نہیں ہو سکتا گو بلا لحاظ قیدوں کے مطلق اپنے ہر فرد کی مشروعیت کی دلیل ہو سکتا ہے۔ یہ مسئلہ اصول کی چھوٹی بڑی کتابوں میں موجود ہے۔ پس جو شخص کسی مطلق حکم شرعی میں اپنی طرف سے بلا دلیل شرعی کوئی وقتی یا عادی قید لگا دے اور اسکو افضل اور داخل دین سمجھ لے اسکے افضل اور دین ہونے پر اسی مطلق کو دلیل ٹھہرائے وہ علم اصول کی ناواقف ہے جبکو اصول فقہ سے واقفیت ہو اور مطلق و مقید احکام سے خبر ہے وہ مطلق کو بلا دلیل شرعی مقید کرنے اور مقید شرعی کو بلا وجہ مطلق بنانے کو بدعت و حرام جانتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد امجد علیہ الرحمۃ کتاب البصائر الحق میں (جبکی نظر مولفات سلف و خلف میں تحقیق سے بدعت میں دیکھی نہیں گئی) اس قسم کی بدعت کو (جبکی اصل تو شرع میں کچھ ہو کر لوگوں نے اسمین اپنی طرف سے قیدیں اور خصوصیتیں بڑا کر اسی کچھ اور بنایا ہو) بدعت و ضعیف کہا ہو اور اسکو بدعت ہونے میں بدست آویز احادیث صحیحہ طولانی بحث کی ہو جسکا خلاصہ ص ۶۱ میں اس کتاب کے یوں فرمایا ہے۔ باید دانست کہ خلاصہ مفہوم بدعت از تہید کلام فصل اول چنان مستفاد گردید کہ ہر عقیدہ و مقامی و دار دے و حالی و قولی و فعلی کہ از جنس عبادات باشد یا عادات یا معاملات و همچنین تعین و تعیین امور مذکورہ بقیود و حدود و معینہ و همچنین تشخص موقع آن امور از تشہیر و اعلان یا سر دگتمان یا اہتمام و عدم اہتمام یا التزام و عدم التزام کہ نہ ثابت بکتاب باشد و نہ بدست و نہ باشد تہا و رواج نہ در قرون ثلاثہ و نہ اجماع اہل حق و نہ بقیاس صحیح منقول از مجتہدین سابقین مسلم الاجتہاد و صاحبش آنرا از امور دین شمار دویا با و معاملہ امور دینیہ کند پس ہمان امر را بدعت میکویم۔ اور اس سے پہلے ص ۳۴ میں کہا ہے۔ معین مقام تفحص نہ کرد کہ انتہا

علیه السلام بیان کدام چیز در باب امور دین اهتمام میفرمایند پس میگوئیم چنانچه
 ترغیب بغیر امور نافعه در معاد و تنفیر از نفس امور ضاره در آن از خواص منصب نبوت
 است چنانکه در بحث اول مذکور گردید و انرا دین میگویند و آن مشترک است در
 جمیع ادیان سماویة بحکم کریمه شرع لکم من الدین ما وحتی به نوحا و الذی اوحینا
 الیک و ما وحتینا به ابراهیم و موسی و عیسی همچنین تجدید حدود امور مذکوره و
 تشخیص هو خاصه آنکه در منفعت و مضرت اخرویة دخل داشته باشد نیز از خواص منصب
 رسالت است و انرا شریعت و منهاج نامند و آن مختلف میاشد باختلاف درسل
 بحکم کریمه لکل جعلنا منکم شرعاً و منهاجاً مثلاً ترغیب بغیر نماز و نکاح و تنفیر از
 شرک و زنا از باب تعلیم اصول دین است و تجدید نماز بتعین اوقات و اعداد رکعات
 و شروط و امثال آن و تجدید نکاح بتعین اسباب قبول و حضور و شهود و لزوم مهر
 و امثال آن و تجدید شرک بطیّره و حلف باسم غیر الله و تجدید زنا بتعین محلی که از ملک
 و شبهه آن خالی باشد و تعیین حد آن از جلد و درجیم و امثال ذلک اینهمه از باب تشیع
 پس چنانکه تحقیق بحث اول موقوف بر تفصیل امور دین بود و همچنین تحقیق این بحث موقوف
 بر تفصیل ابواب تشیع است پس میگوئیم که تعیین صور خاصه و تجدید حدود و معینۀ براس
 اصول دین از جهت شارع بدو طریق متحقق میگردد اول بطریق لزوم یعنی باین وجه
 تعیین فرماید که اصل مذکور بدون اینصورت خاصه اصلاً در نظر شارع معتبر نیست یا
 کاعدم است و ثانی بطریق تکمیل یعنی باین وجه تعیین فرماید که هرگاه اصل مذکور
 در اینصورت خاصه متحقق گردد در نظر شارع نهایت مستحسن و محمود باشد پس صورت
 معینۀ در استحسان شرعی دخل وارد یابد و در اصل تحقق آن اصل مذکور و هر واحد از
 تعیین ابوجه متعدده میباشد که چندکے اذان بطریق تمثیل در بین مقام ذکر کرده
 می شود مثلاً از انجمله تعیین اجراءے امر نسبت از امور دین یا بطریق لزوم مثلاً

تعیین قیام و قرأت و رکوع و سجود و امثال آن بہ نسبت نماز و تعین ایجاب و قبول بہ نسبت کساح یا بہ طریق تکمیل مثلاً تعین قومیہ و جلسہ و تسبیحات بہ نسبت نماز و تعین قدرے زاید از اصل در باب آواسے قرض حسنہ بر تقدیر یکہ شرط نکرده باشد۔

از انجملہ ست تعین اوقات یا بطریق لزوم مثلاً اوقات خمسہ اے اداے صلوٰۃ و ماہ رمضان برائے صیام و ذی الحجہ برائے حج و حلالان حول برائے زکوٰۃ و غیر وقت اذان جمعہ برائے معاملات و اول شوال و دہم ذی الحجہ برائے تعید یا بطریق تکمیل مثل تعین لیالی رمضان و لیلة نصف شعبان برائے قیام و وقت نصف آخر از شب و وقت ارتفاع شمس برائے تہجد و اشراق و ایام بیض و سہ شوال و روز عرفہ و عاشورہ و پانزدہم شعبان برائے صیام و ماہ رمضان برائے عمرہ و روز منعم از ولادت مولود برائے عقیقہ و پختہ و دو شنبہ برائے سفر و امثال آن از مواضعیکہ توفیق اوقات بدان از جهت شایع واقع گردیدہ کہ عدد و احصائے آن ممکن نیست و از انجملہ ست تعین اکثراً یا بطریق لزوم مثل تعین مکان طہر غیر مقابر و حمامات برائے نماز و امصار برائے نماز جمعہ و اعیاد و مساجد برائے اعتکاف و مواقیت احرام و حرم و کعبہ و عرفات و متاب و مزدلفہ و صفا و مروہ بر حج و عمرہ و غیرہ مساجد برائے معاملات یا بطریق تکمیل مثل تعین مساجد بر نماز فرض و عقد کساح و بیوت برائے نفل و تلاوت قرآن و مواضع مخصوصہ از حرمین برائے دعاء مسجد جامع برائے نماز جمعہ و صحرایے نماز عید و تنقلاً و دفن اموات و مقابر برائے تذکیر آخرتہ و استغفار برائے اہل آن و مساجد ثلاثہ برائے سفر سوئے آن بجهت تحصیل منفعت آخریہ و امثال آن از توقیقات مکانیہ کہ در کثرہ و تعدد و احصاء مثل توقیقات زمانیہ ست و از انجملہ ست تعین اعداد یا بطریق لزوم مثل اعداد رکعات در فرض و اعداد صیام در فرض

و کفارات و اعداد مساکین و باب کفارت و اعداد اشواد و حبار و باب حج
و اعداد شہود و ضربات جلدہ و باب محاملات و حدود و تعیین ستہ حیض و بارت
ستہ ماہ یا چہار ماہ و دہ روز یا مدت حمل براسے عدت یا چہار ماہ براسے ایلا و پاستہ
روز براسے حیار و امثال آن یا بطریق تکمیل مثل تعیین اعداد نکاحات و رنواخل و
تبیحات و ارکان نماز و بعد از فرغ آن و در صلوٰۃ التبیح و یحنین تعیین ستہ
شوال و ثلثہ در ہر ماہ و باب صوم و رعایت عدد و تر جمیع عادات و امثال آن و
توقیت عددی را ہم بر توقیت زمانہ و مکانہ و در کثرت و عدم احصاء قیاس باید
کرد، اسی قسم کی کئی اور مثالیں اپنے صفحہ ۳۲ سے ۲۶ تک بیان کر کے فرمایا
و آئندہ در مقام عذر آن سیکویند کہ ہر حید این امر محدث است اما تہ تبر مصلحت
از مصالح دینیہ است یا اصل آن در شرع ثابت است اگرچہ خصوصیت مذکورہ محدث
باشد پس مجر د این عذر امور مذکورہ را از حد بدعات خارج نہ کر داند آری تحقیق
انکہ این بدعت حسنہ ست با قیوس عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ و در فصل ثانی
مذکور خواہ شد، اور فصل ثانی میں اپنے عمدہ تفصیل و دلائل سے ثابت کیا کہ
کہ یہ بدعت قبیحہ ہے اور بدعت حسنہ شرع میں کوئی چیز نہیں اور جو او ہونے
خاص کر اون اذکار اشغال صوفیہ کی نسبت (جنسے بحث ہو رہی ہے) فرمایا ہے
وہ نمبر ۲ میں صفحہ ۵۴ منقول ہو چکا ہے، چوتھے کچھ مولانا مرحوم نے فرمایا ہے یہ
ایکے سفروا و اجتہادات میں نہیں بلکہ اجلہ اصحاب و تابعین و ائمہ مجتہدین اور انکے
اتباع متقدمین و متاخرین سے منقول ہے انکے اقوال کی تفصیل اوں کتب و رسائل
میں جو ردہ بدعت میں علماء ہند و ستان نے تالیف کی ہیں (جیسے تہذیب السیاق
و صواعق الہیہ وغیرہ) میں منقول ہیں ہم ان پر اسے سباحت کوئے سرے
چھیڑنا نہیں چاہتے جو ان سباحت کا شائق ہو وہ ان پر انی تالیفات کو دیکھیں۔

اس مقام میں ایک صحابی کا قول بطور نمونہ نقل کرتے ہیں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انکے پہلو میں ایک شخص نے چنیک ماری تو کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ فقال ابن عمر وانا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ و لیس ہکذا علما رسول اللہ علما ان نقول الحمد للہ علی کل حال

بعاء الترمذی - جلد ۲ -

دوسری دلیل اور ان دلائل کی تائید کا جواب اولاً یہ ہے کہ جن باتوں کو صحابہ کی از خود تجویز کی ہوئی باتیں قرار دیا جاتا ہے وہ سبھی انکی خود تجویز نہیں ہیں انہیں ایسی باتیں بھی ہیں جو آنحضرت کے ارشاد و تجویز سے ثابت ہیں دیکھو وضو کے بعد دو رکعت نماز جب کو وہ آنحضرت سے ثابت نہیں مانتے آنحضرت کے ارشاد سے ثابت ہو چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے

حدیث مروی ہے کہ میں نے آنحضرت سے سنا کہ جب کوئی مسلمان اپنی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو خدا تعالیٰ اسکے وہ گناہ (جو اس سے پہلے نماز سے اس وقت تک اسنے کئے ہیں) بخش دیگا۔ ایک اور حدیث میں بھی ذکر آیا کہ دو رکعت پڑھے حسین اسکو

عن عثمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یتوضأ رجل مسلم فیحسن الوضوء فیصلی صلوۃ الا غفر لہ ما بقیہ و بین الصلوۃ التي تليها (اخرجه الشيخان) وفي رواية من توضأ مثل وضوئي هذا ثم قام فركع ركعتين

لا یجد ث فیہما أنفس غفرا ما تقد
من ذنبہ (اخرجہ الشیخان)

اسکو کچھ دلمین خیال پیدا ہوا
ہو۔

اور صلوة الصبح (اشراق یا چاشت) (جسکی نفی میں وہ حضرت عائشہ کی سوا
پیش کرتے ہیں) خود حضرت عائشہ کی روایت سے آنحضرت سے ثابت ہے چنانچہ

عن معاذۃ انہا سألت عائشۃ
کم کان رسول اللہ صلی علیہ وسلم یصلی صلوۃ
الصبحی قالت اربع رکعات یرید
ما شاء رسولہ ۲۶۹

صحیح مسلم میں معاذہ سے روایت ہے
کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضرت صبح
کی نماز کتنی رکعت پڑھتے آپ نے فرمایا چار
رکعت اور اس سے زیادہ پڑھا کرتے۔

مہمہ حدیث صاف ناطق ہے کہ حضرت عائشہ نے آنحضرت کو اشراق
پڑھتے دیکھا خود کبھی نہیں دیکھا مگر آنحضرت کے اشراق پڑھنے کا (آنحضرت سے
سنکر یا کسی اور دیکھنے والے کے بیان پر) انکو علم تھا اسوا سے انہوں نے اس
نماز کا التزام کیا تھا نہ یہ کہ اپنی طرف سے اسکو گھڑ لیا تھا (چنانچہ حضرات
مستدین کے کلام فحوائے) امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ حضرت

والما لجمع بین حدیثی عائشۃ فی
نفی صلوات صلی اللہ علیہ وسلم
الضحی واثباتہا فہو ان اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کان یصلیہا بعض
الاورق لفضلہا ویترکھا فی
بعضہا خشیتہ ان تفرض کما ذکرہ
عائشۃ ویتناول قولہا ما کان
یصلیہا الا ان یحیی من مغیب علی

عائشہ کی روایت نفی واثبات میں تطبیق
موافقت کی یہی صورت ہے کہ بعض اوقات
آنحضرت یہ نماز اسکی فضیلت کی نظر
سے پڑھتے تھے بعض اوقات بخوف
فرض ہو جانے کے ترک کر دیتے
حضرت عائشہ کے اس قول کے کہ آپ
نہ پڑھتے تھے یہی معنی ہیں کہ حضرت
عائشہ اونکو نہ دیکھتی اسکی وجہ یہ ہے

ان معنا ما را یتھما کما قالت فی
 الروایۃ الثانیۃ ما را یت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یصلی سبجۃ
 الضحیٰ وسببہ ان النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم ما کان یكون عند عائشۃ
 فوقت الضحی الا فی ناد من الاوقا
 فانہ قد یكون فی ذلک مسافرا
 وقد یكون حاضرًا ولکنہ فی المسجد
 او فی موضع اخر واذ کان عند
 نسائہ فانما کان لہا یوم من تسعۃ
 فی صم قولہا ما را یتھ یصلیہا
 وتكون قد علمت بخبرہ او خبر
 غیرہ انہ صلاہا او یقال قولہا
 ما کان یصلیہا ای ما ید او م علیہا
 فیکون نفیا للحد او م لا صلاہا

کہ وہ حضرت عائشہ کے پاس اشراق
 کے وقت کم ہو کر تے کہیں سفر میں ہوتے
 کہیں صبح میں کہیں کسی اور بی بی کے
 گہر میں کیونکہ حضرت عائشہ کے گہر آنے
 کا دن نو میں سے ایک ہوتا تھا اسلئے
 اوکنا یہ کہنا صحیح ہو کہ میں سچم خود نہیں
 دیکھا۔ مگر انہوں نے آنحضرت کے بیان سے
 یا کسی اور کی روایت سے یہ جان لیا تھا کہ آنحضرت
 صبح نماز پڑھا کرتے تھے یا اپنی یہ مراد ہوگی
 کہ آنحضرت ہمیشہ نہ پڑھتے اس صورت
 میں مدوامت کی نفی ہوئی نہ اصل نماز کی۔
 اور شانیا یہ کہ اگر ہم یہ مان لیں کہ
 وہ سبھی باتیں صحابہ کی خود تجویزی اور
 نئی نکالی ہوئی باتیں ہیں تو بھی آنحضرت
 کی بعض ان باتوں کو تسلیم کر لینے اور
 قائم رکھنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان باتوں کے سوائے ہی جس قسم کی قید
 اور خصوصیتیں مطلق احکام شرع میں صحابہ یا کوئی اور شخص لگانا چاہے شرع
 کی طرف سے اسکو اجازت ہے اور بدعت و صفیہ (حبیب شہ عی) امر کو کچھ تغیر دیکر
 ایک نئی صورت بنایا جاتا ہے (جائز و مباح ہے ان باتوں کے تسلیم و تقریر سے
 نہایت بھی ثابت ہوتا ہے کہ شارع نے ان باتوں کو عام حکم ممانعت احداث
 سے مخصوص و مستثنیٰ فرمایا ہے نہ یہ کہ اس حکم عام کو بالکل مہل و بیکار کر دیا ہے

اور مطلق شرع کو مقید کرنے اور احکام شرعیہ میں از خود کسی و بیشی کرینا -
ہر ایک کو عام اختیار دیدیا ہے -

یہ عام اختیار نہ آنحضرت کی سکوت یا اون الفاظی جو ان موقعوں پر آنحضرت
نے فرمائے ہیں (ثابت ہوتا ہے اور نہ اون خاص مواقع پر عام مواقع کا قیاس
ہو سکتا ہے -

حضرت بلال کی نماز پر آنحضرت نے صرف سکوت فرمایا ہے یہ نہیں
فرمایا کہ اس طرح جس موقع پر تیرا دل چاہے اپنی تجویز سے نوافل یا کوئی ذکر و دعا
مقرر کر لیا کر -

اس صحابی نماز میں قل ہو اللہ پڑھنے والے کو صرف یہ فرمایا ہے
کہ اسکی محبت نے تجھے بہشت میں داخل کر دیا یہ نہیں فرمایا کہ ایسا ہی جہان تو
چاہے قل ہو اللہ یا کوئی اور دعا پڑھ لیا کر اور نہ اسکی مثل کوئی اور لفظ عام
متضمن اختیار عام فرمایا ہے -

ان خاص موقعوں پر عام موقعوں کا قیاس اسلئے نہیں ہو سکتا
کہ بجز ان خاص مواقع کے اور مواقع میں از خود کوئی بات لگانے یا کسی شرعی
بات میں کمی بیشی کرنے سے عام حکم ممانعت احداث مانع ہے - پھر اس
حکم عام کے (جو نصوص صریحہ سے ثابت ہے) مقابلہ میں
قیاس کیونکر جائز ہو سکتا ہے -

افسوس مدعیان خصوصیات رسمہ کم تو جہی کے ساتھ الفاظ حدیث
سے تمسک کرتے ہیں اور یہ غور نہیں کرتے کہ جس حدیث سے ہم تمسک
کرتے ہیں وہ عام ہے یا خاص اگر وہ خاص ہے تو ہمارے مدعا پر اپنے

۴ ان نصوص کو دیکھنا ہو تو کتاب مستطاب المصنوع الحق کا مطالعہ کرو -

منطوق سے شاید ہے یا مفہوم سے اگر مفہوم سے شاید ہی تو وہ کسی منطوق کے معارض و مقابل تو نہیں ہے برآے خدا اب بھی ان باتوں کو سوچیں اور اگر ان باتوں کی طرح توجہ نہ ہو تو کتب اصول فقہ تالیف محدثین و فقہاء کی طرف مبرا کرین اتنی تہمت تو ضمیحات اشاعت انتہا نمبر (۱۰) وغیرہ (جلد ۳) ہی کو پڑھ کر ان باتوں سے واقف ہو کر اپنے استدلال پر نظر ثانی کریں۔

اور اگر وہ یہ بھی نگر سکین تو وہ اپنے ہی خیالات کو ٹوٹ کر سوچیں کہ جن قیدوں اور خصوصیتوں کو وہ لوگ بدعت سمجھتے ہیں اور اپنے مریدوں سے خصوصاً بیعت لینے کے وقت (اون بدعتوں کو نکرانے کا اقرار لیتے ہیں وہ کیوں بدعت ہیں - ؟

اون قیدوں اور خصوصیتوں میں اور انکو مجوزہ اذکار کی قیدوں اور اور خصوصیتوں میں کیا فرق ہے - ؟

کیا اون قیدوں اور خصوصیتوں کے لئے شریعت میں کوئی مطلق و بے قید اصل نہیں - ؟

اگر ہے تو اس مطلق میں اپنی طرف سے وقتی اور عددی وغیرہ خصوصیات لگانے کے لئے حدیث بلال و حدیث قاری قل ہو اللہ و حدیث عائشہ کیوں اجازت نہیں دیتی - ؟

اور اگر یہ دعوے ہے کہ ان خصوصیات کے لئے کوئی مطلق اور بے قید اصل بھی نہیں تو یہ دعوے محض غلط ہے۔

ہم اس مقام میں بطور تمثیل چند ایسی خصوصیات کو ذکر کرتے ہیں جنکی کچھ نہ کچھ مطلق اصل شریعت میں ثابت ہی اور یہ لوگ انکو صرف وقتی و عددی وغیرہ قیود کی نظر سے بدعت قرار دیتے ہیں۔

مُردہ کے سوم و چہلم و جمعرات کی روٹیان اور شہر **برکت**
 کا حلوی اسی قسم میں سے ہے اس خصوصیات کو وہ اسی نظر سے بدعت سمجھتا
 ہیں کہ اس موقع پر اور اس بہت اجماعی سے یہ خصوصیات شریعت سے
 ثابت نہیں ورنہ ان خصوصیات کے لئے اپنی اپنی جگہ پر کچھ نہ کچھ اصل
 شریعت میں موجود ہے۔

میت کے لئے مطلق ایصال ثواب عبادت مالی باتفاق اہل سنت
 ثابت ہے اور حدیثوں میں صاف آچکا ہے۔ **تین** کا عدد بہت سوا احکام
 شرعیہ میں ملھوٹا ہے (کفارہ یمین اور ایام یمین کے روزہ تین دن ہیں میت
 پر سوگ تین دن تک ہے و علی بذالقیاس) ایسا ہی چالیس کا عدد بعض مواقع
 میں ماخوذ ہیں (حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر چالیس دن ٹھہرایا گیا ہے) جمعرات و شہرت
 کی فضیلت میں بھی کئی موقع پر نصوص آچکی ہیں **حلوی** بھی آنحضرت کو پیارا
 تھا۔ مگر یہ لوگ ان چیزوں کے ان مطلق اصولوں کا لحاظ نہیں کرتے اور ان
 خصوصیات کے لئے شریعت میں خاص اصل نہ ہونے کے سبب انکو
 بدعت قرار دیتے ہیں۔

ایک طرفہ مثال (جسکو کوئی مسلمان بدعت نہیں کہہ سکتا
 نہیں حضرات اسکو صراحتہ یا کنایتہ بدعت کہتے ہیں) فرضی نماز کے بعد ہاتھ اوٹھا کر
 دعا مانگتا ہے۔۔

یہ لوگ پانچویں نماز پڑھ کر ہاتھ اوٹھا کر دعا نہیں مانگتی اور اسپر بھی
 دلیل پیش کرتے ہیں کہ اس موقع پر آنحضرت سے ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنا ثابت
 نہیں ہے باوجودیکہ انکو اس بات کا علم و اقرار ہے کہ **مطلق** دعا آنحضرت
 کے فعل و قول سے بلکہ خدا تعالیٰ کے ارشاد سے ثابت ہے اور **مطلق** نماز کا تھا

دعا کا محل ہے اور دعائیں ہاتھ اٹھانا ہی مطلق ادب عاصی ہے اور آنحضرت سے صد ہا
 موافق بن ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں وہ ان اطلاقات کا کچھ لحاظ و اعتبار
 نہیں کرتے اور صاف ہی ہیں نہ منع پڑے۔ (بڑوں سے لیکر چوٹوں تک) عمل ہی ہم نہیں جا
 اس دعائیں وہ مطلق نصوح علی کیوں نہیں کرتے اور اسکی مشروعیت کے لئے
 وہ یہ کیوں نہیں کہتی (جیسا کہ خصوصیات اذکار میں وہ کہتی ہیں) کہ خدا تعالیٰ نے مطلق
 دعا کو مشروع کیا ہے اور یہ شخص (جو فراض کے بعد ہاتھ اٹھا کر مانگتا ہے) یہی دعا کرتا ہے۔
 یہ مثال (جو انکی شبانہ روزی عمل میں ہوا سپر سز دلیل سے زیادہ سخت حجت ہے
 اُسین مگر وہ انصاف سے غور کریں تو اسی سے اپنی اذکار مجوزہ (جنکو وہ دین اور افضل سمجھتے ہیں اور وہ
 آنحضرت سے خصوصیت کو ساتھ مروی و ثابت نہیں) بدعت ہونا یقین کر لیں یا وہ ایسے
 تشذبات کو (کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بدعت ہے) چوڑ دین مگر انکی موجودہ حالت
 کو دیکھ کر مجھے امید نہیں ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھ سکیں یا سمجھ کر اپنی عنذیات سے رجوع کریں
 مجھے زیادہ تر اوں لوگوں کی فہمائش مد نظر ہے جو باوجود دعویٰ اتباع سنت
 ان لوگوں کے سرید و مقلد ہو رہے ہیں وہ لوگ خدا کے
 لئے تہیڑی دیر انکی تقلید و با افراط محبت کو (جسکی نسبت اچکا
 ہے و تحبک للشیء لعی و یصم، یعنی ایک چیز کی محبت
 بیچے اندھا و بہرہ کر دیتی ہے) یکسو کر کے سوچیں کہ کیا وہ بزرگوار بیت
 اجتماعی دعا بعد الفرائض کو بدعت کہتے یا سمجھتے اور ان
 اطلاقات کا جو اس دعا کی نسبت شرع میں اچکی ہیں لحاظ
 و اعتبار مکر نے میں اور خصوصیات اذکار کو انکے اطلاقات
 کے لحاظ سے مشروع و افضل سمجھتے ہیں مثلاً قص القول نہیں

ہیں اس بات کو وہ خود نہ سمجھ سکیں تو اداؤں علماء و مقتداؤں سے
جسکا علم و اقتدار مسلم ہے پوچھ لیں اپنی اندھا دہند محبت و اعتقاد
پیر پرست سمجھتے ہیں یا اماموں کے مقلد خیال کرتے ہیں کیا فرق ہوگا ؟
آئندہ اختیار سے ۔ و ما علیک الا البلاغ ۔

تذیل

میں پہلے ہی صفحہ (۴۵ و ۴۶) کہہ چکا ہوں اور اب پرکھتا ہوں کہ جقدر میرا اعتراض
و افکار خصوصیات رسمید (خصوصیت گدائی نشینی وغیرہ) پر سواسی صورت میں ہر کد ان خصوصیات
کو کوئی دین سمجھ اور افضل و موجب قرب و ثواب قرار دے (جیسا کہ ہمارے بعض محاصرین سمجھتے ہیں)
اور اگر ان خصوصیات کو اصل دین نہ سمجھا جاوے صرف ضرورتوں اور عارضی سلبوں یا اتفاقیہ طور پر
کام میں لایا جاوے تو اسپر سبب اعتراض انکار نہیں ہر مثلاً ایک شخص سورہ فاتحہ پا کوئی اور دعا ہر وزیک
سیو مرتبہ پڑھتا ہے یا تلاوت کر کے قرآن کا ایک پارہ یا سو اس پارہ مقدم کرتا ہے اور اس تعین و خصوصیت
کو دین نہیں سمجھتا بلکہ اس خصوصیت کا درمقدار کے عوض میں علاوہ اس اجر و ثواب کے
جو مطلق دعا و تلاوت یا اور عدد و مقدار سے (جو اس سے بڑھ کر ہو) متوقع ہے کچھ اور اجر و ثواب کی
توقع نہیں رکھتا صرف اپنی سہولت و ضبط کے لئے یہ تعین کرتا ہے اسکو حق میں یہ خصوصیت
بدعت نہیں ہے ۔

یا کوئی شخص ایک ہی بزرگ کی صحبت کا التزام رکھتا ہے مگر اس التزام کو حکیم خدا و سوا احباب کے
نہیں سمجھتا صرف اسوجہ محذوری سے کہ جہاں وہ رہتا ہے وہاں اور کوئی لائق صحبت و صحبتا بزرگیت
نہیں ہے یا اسکو کوئی ایسا نظیر نہیں آتا ہے اور وہ اور کسی کی صحبت سے فائدہ نہیں اٹھاتا، اسکی صحبت
کا التزام رکھتا ہے تو اسکی حقین یہ التزام بدعت ہوگا ۔ مصلیٰ بذالقیاس ۔

اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں آئندہ اگر کوئی صاحبِ سخن نکتہ چینی کرے تو ہم بھی کچھ کہیں گے ورنہ خیریت

کتاب المستطاب

نبیل الاوطار شرح منتقى الاخبار (جو عمل بالحدیث و اجتہاد کے لئے

کافی ذریعہ ہے) آپ ہی کی توجہ سے آٹھ جلدوں میں مصر میں چھپی ہے اور اب
تھوڑی قیمت (۵۰ پیسے) پر مل سکتی ہے اور فتح الباری شرح صحیح بخاری
تالیف شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسکری نظیر کتب اسلام میں اسکے بعد پائی نہیں
گئی، جناب کی عالی بہت سی مصر میں طبع ہو رہی ہے۔ تھوڑے عرصہ میں
النشأۃ الدنیا والے وہ بہت عتاق اتباع ہوگی۔ اسی قسم کی تالیف
و اشاعت آپسے بقیہ علوم کے متعلق ہوئی ہے جسکی تفصیل و توصیف میں
جولانی کرنے میں ہمارا اہم شہرت لم لنگ ہے اور عرصہ قریب تک۔

شایقین تفصیل آپکی کتب مولفہ کا حال آپکی فہرست مولفات (ملحقہ کتاب
سنج الوصول اور آپکے تراجم) جو اکثر تصانیف جناب کو ساتھ بطور تقریر شامل کی
گئی ہیں، سے ملاحظہ فرمادیں و مسٹر نہون تو ہمارے پرچہ ساین (نمبر ۲ جلد ۶)
کو جمین کیسیدانکی تفصیل سے مطالعہ میں لادیں اور انکو اشاعت کا مشاہدہ
و تجربہ جس ملک اور جس شہر سے چاہیں کر لیں۔

آپکی تالیف بابرکت میں ایک خصوصیت جسکو آپکی کرامت کہیں تو سچا نہیں
اتحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جسکی سنت کے پناہ دم ہیں) معجزہ خیال کریں
تو ناروا نہیں ایسے پائے جاتے ہیں جو ایک عرصہ سے کتب مولفہ اہل اسلام سے
مفقود ہو وہ یہ کہ آپکی تالیفات آپکی حیات میں اور آپکے ہم عصروں میں مقبول
و معمول بہا ہو گئی ہیں اور اکثر علما ہندوستان - پنجاب - عرب - مصر - دمشق

بیروت - بلغاریہ وغیرہ نے سراٹھوئے ہوئے رکھ لی ہیں۔ تلقیہ الاخلاص
النفوس و ہبت علیہا قبول القبول اور یہ بات اور گوون کی تالیفات میں ایک

مدت سربانی نہیں گئی، انکی تالیفات انکو مرنے کے بعد اون لوگوں میں جو انکے بعد پیدا ہوئے مقبول ہوئی ہیں انکے معاصرین نے قبول نہیں کیں، اسی وجہ سے اور ان ہی لوگوں کی نسبت یہ سئلہ اہل عصر و اصل الفتن یعنی معاصرین نفرت کی جڑ ہے مشہور ہو رہی۔

اور **مقدّر** آپ سراجیائنت و اقامت خیرات و حسنات اور ازالہ بدعات و اغال مسکرات (جو لوازم و نتائج منصب دوم خیاں سربانی) وقوع میں آئی ہے وہ بھی اکثر مجد دین سابق سے بڑھ کر ہے۔ ہمارے **تلم** میں کہاں طاقت اور ہمارے سچ پرچہ میں کب وسعت ہو کہ ہم اسکی تفصیل کر سکیں و لیکن بحکم ملائکہ کلاہ (لا یتراک کلاہ) مشتمل نمونہ از خروار و اندکے از سبار بطور تمثیل ایک فہرست کے ضمن میں ناظرین کو آگے پیش کرتے ہیں۔

فہرست سیوم حسنہ جنکو جناب نے قائم کیا و رسوم سیہ جنکا آپ آزاد کیا یا ازالہ کئے و رہے ہیں۔

نمبر	رسوم	نمبر	رسوم
	رسوم حسنہ	۱	مساجد کے مضارب نسبت سابق بڑا گئے
۱	علماء و فضلاء نسبت سابق زیادہ ملازم و خیل یا تھکے	۲	اندھروا بلج و غیرہ معذورون کو وظیفہ مقرر ہوئے۔
۲	طالب علموں کو وظیفہ نسبت سابق بڑا ہوئے	۳	رفاہ عام کے لئے شفا خانہ بڑا کئے اور اطباء زیادہ رکھے گئے
۳	شیون کی تعلیم کر لئے وقفی مدرسہ قائم ہوا	۴	تالاب و کنوئین (جنگی بہوپال میں بہت حاجت ہو کر اکثر سربانی کدوائے گئے
۴	قرآن پڑھنے والی لڑکیوں کو وظیفہ مقرر ہوئے	۵	سربانی میں ملا و قرآن کثرت جاری ہوئی

نمبر	رسوم	نمبر	رسوم
۱۰	سرکون وغیرہ مواقع ضرورت عام پر درخت لگائے گئے۔	۱۹	شادی ختنہ کی رسوم خلاف سیرت کے بذریعہ اشتہارات عام ممانعت ہوئی۔
۱۱	روشنی و صفائی شہر کا خرچ ریاست کے ذمہ کیا گیا۔ ریہا عاسی اٹھایا گیا۔		رسوم بدجبکا ازالہ پیش نظر جناب ہے اور تکیہ و قلعہ میں آنا جاتا ہے۔
۱۲	زن کاری عام شہر کی بیوی شہر سواغ سے روکی گئی۔	۲۰	ہیچڑوں کا بازاروں میں گاتے بجاتے پیرنا
۱۳	گائے بجانے کی تعلیم۔ تعلیم دینے والوں کی اخراج سے روکی گئی۔	۲۱	بعض اقوام اہل اسلام کی سنتوں کا شادیوں میں رات کے وقت زیب و زینت کے ساتھ سرکوں پر پیرنا۔
۱۴	ہیچڑوں کا پیشہ سیکھنا شہر سے روکا گیا۔ اور اکثر ہیچڑوں کا شہر سے اخراج ہوا۔	۲۲	مسلمانوں کو شراب خوردگی سے عام ممانعت ہوئی۔
۱۵	مسلمانوں کو شراب خوردگی سے عام ممانعت ہوئی۔	۲۳	تحریر سازمی اور ایک متعلق رسوم
۱۶	سجڑن کو قریب یا جانچانا جو بیاہوں شادیوں میں لوگ جو اترو میں ہوتے تھے	۲۴	حقوق چوہدریاں بیتہ و قوم سودا اہل اسلام
۱۷	ریہیکے دربار سے سرور و سو تو فیہا	۲۵	شہر کے باکسینوں کا آباد رہنا۔
۱۸	تحریر داری کی اکثر شاہزادی وغیرہ ممانعت	۲۶	آمدنی انکاری وغیرہ مسکرات
		۲۷	اسی صدر اور نظائر کو ناظرین قیاس کریں جتنی تفصیل و بیان سے ہم قاصر ہیں۔
<p>نوٹ: یہ رسوم بدجبکا صاحب ہوا ہلے اہل اسلام ہوا ہل کو ممانعت کی ہے ان رسوم کی ممانعت کیلئے گورنمنٹ انکشاف نے اپنی رعایا کو مانع لگے (جیسے قمار بازی)۔ لکھ پیرنا سرور و سو تو فیہا وغیرہ۔</p>			

ان اوصاف کمال نواب صاحب (احیاء سنت و مراسم حنات و اشاعت علم و ازالہ منکرات) کا اوصاف مجددین سابق الوصف سحر اور انکے عیوب و خطاؤں (بقول مفتریان تصویر پر انعام دیو یا اسی قسم کی اور باتوں) کا عیوب و خطاؤں مجددین سابق سے مقابلہ و سوازنہ کرین پھر انصاف سے داد دیکر فرماوین کہ نواب صاحب محدود منظر اوصاف کمال مجددین سابق الوصف کی نسب مجدد کہلانے کے زیادہ مستحق نہیں ہیں۔ ۹۔

نواب بہوپال کی ان رسوم میں مداخلت و ممانعت کیلئے مذہب اور واجبی لگاؤ میں بے جا مزاحمت و ناجائز دست اندازی (جو اصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف ہے) نہیں ہے بلکہ اسمین اذن لوگوں کے مذہب کی (جنگو ان رسوم کو روکا گیا ہے) عین تائید و پیروی پائی جاتی ہے۔

نواب صاحب نے ان رسوم بدیہی صرف مسلمان رعایا کو روکا ہے سوا دیگر مذہب میں ان رسوم کا نام و نشان پایا نہیں جاتا بلکہ صاف ممانعت اچکی ہے۔ زنا۔ شرابخوری۔ ناچنا۔ گانا بجانا۔ پیچھونکا پیش کرنا خود ان لوگوں کے (جو یہ کام کرتے ہیں) خیال ہی بھی مذہبی رسوم نہیں ہیں ایسا ہی عوام سنیوں کا تعزیہ بنانا یا مہندی لگانا (لو انکے خیال میں مذہبی رسم ہو مگر انکے علماء و بلکہ محقق علماء شیعہ کے خیال میں) یہی مذہبی رسم نہیں ہے اور اصل مذہب اسلام میں اسکی کہیں ہدایت نہیں۔ پھر نواب صاحب کا ان باتوں سے منہی مسلمان کو روکنا مذہبی دست اندازی کیونکہ یہ ہو سکتی ہے؟ مذہبی دست اندازی تب ہوتی جب ہندو یا عیسائی رعایا کو وہ اونکی مذہبی رسوم سے روکتے۔ یا انہی رسوم اسلام جبراً اتباع کرواتے۔ بلکہ غور سے دیکھا جاوے تو ایسی رسوم بد (مید، مشہ و فساد) میں دست اندازی (انکا مذہبی رسوم ہونا مانا ہی جاوے تو) بے جا مزاحمت و واجبی آزادی میں دست اندازی و اصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف نہیں ہے برٹش گورنمنٹ نے خود بعض ایسی رسوم میں (جنگو اپنی خیال میں بد اور مبد شر ہے) گودہ کسی قوم کی مذہبی رسم ہی کیونکہ کہلاتی ہے دست اندازی کی ہے اور یہ بات خلاف اصول سلطنت نہیں سمجھی گئی و مگر ہوسکتی ہو نا ہندوؤں میں ایک قدیم مذہبی رسم سمجھی جاتی ہے اور تپسیا کر کے (ہو کہو) ریکر یا آگ کی پیش میں جھکے

کو حقیقت میں یہ رسم مذہبی نہ ہو اور انکی کتاب میں اسکی ہدایت نہ ہو۔

اور انکی عیوب و خطا عیوب مجددین سابق سی بڑ بڑ مگر ہیں کہ وہ اذن عیوب کے سبب اس رتبہ سی باوجود استحقاق و مقتضی محروم رہیں۔

اور یہ بھی فرماوین کہ سہی اور ہاری ہم عصر علماء نے جو لواب صاحب کو (انکے اوصاف کمال کی نظر سے) مجدد کہا ہے اور انکو عیوب و خطا و لکھا (ناحق) انکے ذمہ لگائے جاتے ہوئے خواہ واقعی انہیں موجود ہوں) اس خیال سے کہ مجدد ہونے کے لئے معصوم ہونا کیسی نزدیک (بجراہل تشبیح) شرط نہیں

خود کشی کرنا بعض ہندوؤں میں ملتی (سجائے) کا سبب سمجھا جاتا ہے اور
برہہ فروشی عموماً مسلمانوں میں ایک مذہبی رسم ہے اور چور کا ہاتھ کاٹنا
اور زانی کو قتل کی سزا دینا ذی اختیار مسلمانوں کا اعلیٰ مذہبی فرض خیال
کیا جاتا ہے مگر انگریزی سلطنت میں اور جہاں تک اسکا اختیار و تعلق
ہے ان رسوم پر کوئی ہرگز عمل کرنے نہیں یا تا ان رسوم میں گورنمنٹ کی مداخلت
و مداخلت کا یہی سبب ہے کہ گورنمنٹ ان رسوم میں اپنی خیال پیشہ و فائز
ہے اور ان لوگوں کا ان رسوم کے ادا سے کرنے کا واجب حق نہیں سمجھتا۔
پس اگر کسی مسلمان ذی اختیار نے کسی رسوم بد معمولہ اہل اسلام
(جیسے زنا کاری و شہر آشوری) کو بدو مسیحی و مسیحی اور بنظر مصلحت عام
و اصلاح انتظام اس سے اپنے ماتحت مسلمانوں کو روک دیا (گو اپنی خیال
میں کوئی ان باتوں کو مذہبی رسم سمجھے) تو اس میں بے جا مداخلت و ناوہج
مذہبی دست اندازی کہاں پائی گئی ہے کہ وہ رسوم درحقیقت مذہبی
رسوم نہ ہوں مذہب ان رسوم سے خود مانع ہو۔

بعض متعصب یا پالیسی گورنمنٹ سرنا واقف انگریز ایسے مسلمانوں
کو (جو اپنے حدود اختیار میں اپنے ہم مذہب اقوام میں مذہبی رسوم کو جسے
گورنمنٹ مانع نہیں جاری کرنا اور ان رسوم کے مخالف رسوم سے روکنا چاہتے
ہیں) حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور متعصب خیال کرتے ہیں مگر جو خود
تعصب سے خالی ہیں (اور پالیسی گورنمنٹ سے خوف واقف ہیں) (جیسے ہمارے
چہر دل عزیز فیاض و سید کے گورنر جنرل لارڈ رین بالغا نہیں (خدا اذکو
اپنی مرنیت علیٰ موقیع بخشی) وہ ایسے مسلمانوں کو لگا دیا تا وارا و گورنمنٹ

اور اس قسم کے عجیب مجددین سابق میں ہی پائے گئے ہیں لحاظ و اعتبار کیا تو اسمین ہنر کو نسری آیت یا حدیث یا اجماع امت یا تعامل سلف کا خلاف کیا اور کیا گناہ ہمیشہ ہوا - ۹

شاید ہمارے معترض ہمیں اس بات پر آشفتمند خاطر ہوں کہ ہنر صرف نواب صاحب ہی کو مجدد کہا ہے اور علماء وقت خصوصاً (معترض کے مہوطنوں) لکھنؤ والوں کو مجدد نہیں کہا۔

اسمین ہمارے محذروہ جواب یہ ہے کہ ہنر وہ مضمون (جمین نواب صاحب کو مجدد کہا ہے) بالاسقلال مجددوں کے بیان میں نہیں لکھا کہ اسمین مجددین لکھنؤ وغیرہ کا بھی ذکر آجاتا اور تو کیکا ذکر کیا ہوتا ہے اپنی شیخ حجتہ الخلف بقیۃ السلف مولانا سید محمد زبیر حسین محدث دہلوی کا ذکر ہی نہیں کیا اور اگر وہ مضمون مجددوں کے بیان میں ہوتا تو ہم سے اپنی شیخ کا جنکو ہم اس وقت اول درجہ کا مجدد جانتے ہیں کیونچہ چوتھا آئندہ ہم اگر مجددوں کے بیان و تعداد میں کوئی مضمون لکھینگے تو اسمین ہم مجددین لکھنؤ وغیرہ کا نام ہی ضرور درج کریں گے۔ بشرطیکہ ہمارے معترض ہکوا و نکرا اوصاف کمال بتا دیں جیسے ہم نے نواب صاحب کے اوصاف نقل کئے ہیں۔

تفصیل شق اول

(یعنی نواب صاحب کا انعام ندینا)

ہم نے جس روز وہ اخبار جمین نواب صاحب پر یہ نکتہ چینی کر کے انہوں نے تصویر پر انعام

در عایا کا پورا و فارخیال کر لیں اور وہ خوب جانتی ہیں کہ جو خدا کا مذہب کا پاس نہیں اسکو دنیا کے حکام کا رعایا کا کیا نام ہو گا اور جو خدا کا مذہب کا پکا مطیع ہو گا وہ دنیا کا حکام کا رعایا کا ہی سچا و فادار ہو گا و حق شناس ہو گا۔

دیا یا دلویا ہو گی کئی اور ہمیشہ یہ پٹنگی (کہ ہنری انکو ایسی حالت کر ساتھ مجدد کہا ہو) لی گئی ہو پڑھا تو اسی دن فوراً خط متضمن دریافت اصل حال روانہ ہو پال کیا۔ وہاں سے یہ جواب آیا کہ یہ خبر بالکل بے اصل و پوچھ ہو۔ نواب صاحب نے کسی مصور کو انعام نہ جیب خاص سے دیا ہے نہ سرکار سے دلویا ہو ایک لکھنؤ کے مصور نے ایک اہلکار ریاست (نایب داراللہام) کو درجہ سے سرکار سے انعام پایا ہو نواب صاحب کو اس کارروائی کا علم بھی نہیں ہوا چہ جائے کہ انکی رضا یا سعی پائی گئی ہو اب ہمارے دوست معترض موت کو۔ قیامت کو۔ قریب سمجھ کر اور آیتہ لا تھف مالکس لک بھ عالم ان السبح و والفراد کل ولئک کان عندہ مستحکا اور حدیث لکھی بالمرکۃ کذباً ان یحدث کل ما سمع پیش چشم رکھ کر انصاف سے فرما دیں کہ اس کارروائی (انعام مصور میں) نواب صاحب کا کیا دخل ہو اور اسمین اسپر یا ہمیشہ کیا الزام۔

آگئی تصویر قد آدم کا ہنچا جانا اور تاج محل بھوپال میں رکھا جانا ہی اچکی رضا و اختیار سے نہیں ہوا تصویر کشی تو دربار قیصری میں ہوئی تھی جہاں اور لوگوں اور راجگان وغیرہ کی بھی فوٹو گراف میں تصویریں اوتاری گئی تھیں اسمین نواب صاحب کی بے اختیار سی فحشی نہیں ہو ناظرین و معترضین خود خیال کر سکتے ہیں کہ نواب صاحب اس مجلس سے اڑھ سکتے تھے یا تصویر اڑتے سے منع کر سکتے تھے۔

اور تاج محل میں اس تصویر کا رکھا جانا بیگم صاحبہ رئیس کے حکم سے ہوا ہے نواب صاحب اسمین بھی ہرگز نہ گزرا مافی نہیں ہیں۔ وہ تصویر کینچی یا کینچوانی یا اختیار گہرین رکھنے کو

۴۔ جبکہ جو علم ہوا اسکے جو مت لک کان انکہ اور دل شب سے سوال ہو گا۔

۵۔ آدمی کو جو بٹھا ہونے یا چوڑے دلنے کے لئے یہی کافی ہو کہ ہنری بات (بلا تحقیق) کہے۔

۶۔ اختیار آگئی قید اس لئے لگائی گئی ہو کہ بلا اختیار تو اس وقت تمام ہندوستان بلکہ

عربستان وغیرہ اسلامی بلاد میں کوئی گھر کسی مقدس سے مقدس (میلوی صوفی

دلی مشقی کا بھی ایسا نہ ہو گا جس میں بے اختیار تصویر موجود نہ ہو تاج محل اکثر شای

ساخت یورپ و یورپین اشخاص و روپیہ بیگ لپ چیر سی کپڑے وغیرہ وغیرہ

بہت بُرا جانتے ہیں یہ بات پہلو ایک خاص مراسلہ سے معلوم ہوئی ہے۔
 اسپر اگر کوئی سوال کرے کہ نواب صاحب کو دیگم صاحبہ، رئیس سے
 ایسا تعلق ہے کہ اسکے ذریعہ سے وہ جو چاہیں ریاست میں کر ڈالیں یہ وہ رئیس کو ایسے
 امور سے کیوں مانع نہیں ہو سکتا تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ باوجود اس تعلق کے آخر محکوم
 ریاست میں با اختیار حاکم نہیں ہیں کہ جو چاہیں فوراً کرادیں۔ ہاں حسبِ قہر و مقتضائے
 مصلحت نیک صلاح و دیگر کا حق و منصب رکھتے ہیں سو انہوں نے بہت موقعہ پورا کیا بیسوں منکرات
 کو ریاست سے ہٹایا جسکا نمونہ فہرست میں بتایا گیا ہے اور ہنوز کئی منکرات باقی ہیں (جن میں یہ
 امر جس سے بحث ہے ہی داخل ہے) اسکے ازالہ کے وہ فکر میں ہیں خدا نے چاہا تو فقی کو بڑھایا
 تو رفتہ رفتہ ان سب منکرات کا انقاع ہوگا اور ہوپال ٹبلد و طبیعت و دین غور کا مصداق
 ہو جائیگا۔ اس وقت تک جب قدر ریاست ہوپال سے سنکرات کا ازالہ ہو جائے
 یہ بھی جناب کی کرامت و برکت ہے اس قسم کا تعلق انکے مدعیان
 ہمدردی کو کسی ریاست سے حاصل ہو تو ہم کو امید نہیں کہ ان سے اسکا عشر
 عشر ہی ہو سکتا بلکہ یہ خوف ہے کہ انکو ایسے سنکرات میں رییسوں
 کے تابع اور شامل حال ہونا پڑے یہ آپ ہی کا کام تھا جو تھوڑے
 عرصہ میں کر دیکھایا۔ لہذا ما اعتقد فیہ و احسب واللہ حسیبہ
 و ہو لکل شیء حسیب۔

یہ مضمون گویا مضمون نواب صاحب ہوپال اور انکی بابرکت تالیفات کا بقیہ
 ہے۔ اسوجہ سے اس مضمون کا باقی مستقل طور پر لکھا نہیں گیا۔

تصویر خالی نہیں کسی قدر متقی کر گہر میں اور کچھ نہ ہوگا تو داسلانی کا بکس ہی نہ ہوگا وہ تو بھی تصویر
 خالی نہیں ہے اگر کسی قدر متقی کر لیا جائے گا کہ خانہ اخبارات پر علاوہ تصویر دار اخبارات اور کتابیں کی کاغذ کی رسم بہت اچھی تھیں
 جنکرتوں و لمبوں کی تصویریں کی گئیں گئیں اس سے ضرورتاً بچا جائے گا کہ اضطراب و اختیارات تصویر گیر میں نہ ہوگی کوئی شخص
 فتح نہیں سکتا یہاں پریشا کہ کوئی تصویر گیر میں نہ ہوگی تاہم کوئی شخص تاہم بالفعل اجنبی معلوم ہوتی ہے جب کوئی بہت شہر
 کر لیا کہ تصویر گیر چھ گھنٹہ میں نہ ہو جائے اور جو ہوپال میں نہ ہو جائے نیز تاہم اثر پریشا کہ کوئی شخص

بقیہ ریویو ترجمان و ماہیہ

ہند کے مسلمانوں میں کوئی دشمن سرکار انگریزی کا نہیں ہے خواہ انکو کوئی دشمن انکا بلفظ و باہی شہور کرے یا نہ کرے اور سچ پوچھو تو ہے بھی یوں مسئلہ کہ معرکہ حال مصر میں جس طرح ریاست بھوپال نے آمادگی اپنی واسطے اعانت مالی و جانی سرکار انگریزی کے ظاہر کی اور اس کے جواب میں جناب لارڈ پرین صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے بحریریز طریقہ خط شکر یہ نگہ صابجہ کا مع ایجاب ظاہر فرمایا۔ اس طرح دیگر ریاستہائے ہند نے بھی اظہار خیر سگالی کا کیا اور فتح مصر کی سب کو خوشی حاصل ہوئی۔ اسکا اصل رسالہ اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ سرکار عالی برٹش گورنمنٹ کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ مسلمانان رعایا سے ہند دریا ستہائے ہند میں کوئی بغاوت اس وقت عظمیٰ کا نہیں ہے اور جن مسلمانان ریاستہائے وغیرہ پر دشمن آنکے تھمت و ہابیت لگاتے ہیں وہ ہرگز وہابی نہیں اور اصل مذہب صحیح اسلام میں مسند جہاد کا کس طرح پر ہے اور غور بار اہل اسلام بلکہ بعض امراء مسلمین جنکی نسبت ایسی مخبر ہی غلط کہی ہوئی ہے یا اب ہوتی ہے وہ اس راہ رسم سے بالکل بری ہیں ہیو پال سے بہت بھلی وزیر الدولہ بہادر مرحوم سرس ٹوٹک کو یار دن نے وہابی ٹھہرایا تھا اسلئے کہ انھوں نے بعض رسوم فتنہ انگیزی کو اپنی ریاست سے یکقدم موقوف کر دیا تھا جیسے تعزیر سازی پیر پرستی گور پرستی وغیرہ لیکن زمانہ قدر ہندوستان میں وہ کیسے خیر خواہ سرکار انگریزی کے لکھلے اس طرح ریاست ہیو پال اور متوسل اس کے خواہ اخوان ریاست ہون جو خاندان خاص بانی ریاست میان وزیر محمد خان بہادر مرحوم میں ہیں یا اہلکار ریاست بڑے ہوں یا چھوٹے سب خیر خواہ گورنمنٹ عالیہ ہیں اور یہ ریاست اس امر میں فائق ہے سب ریاستوں پر لیکن مفسد لوگ جب کو جو چاہتے ہیں کہہ دیتے ہیں سو یہ رسالہ ان غریبوں کا بھی مددگار ہوگا جو بلا وجہ دشمنوں کی تھمتوں میں پھانے جاتے ہیں اور جو

لا علمی کے اپنے مسائل مذہبی ہو کہہ ہی محل عتاب خطاب حکام ٹہر جاتے ہیں۔ خیال کرنا ہوں کہ اگرچہ ایک جماعت نے کلکتہ سے لاہور تک وقتاً فوقتاً اس باب میں قلم اٹھا کر کچھ لکھا ہے مگر اس مطابق اپنے فہم اور استعداد کے لیکن جو اصل حقیقت مذہب و ہدایت کی تھی اور جو حکم مفتی بہ مسئلہ جہاد کا دین اسلام میں ہو اسکی کشف و ہدایت جس طرح اس رسالہ میں ہے کسی نے ظاہر نہیں کی ورنہ اسقدر وہم و گمان غیر واقعہ جو گاہ گاہ بعض حکام عالمیہ کے ذہن میں کثرت اخبار اعداد و یکدگیر سے راہ پاتا ہو ہرگز یہ معنی خاطر خاطر نہ ہو اور ایک طرح کی بیفکری اس قسم کے تنازع فضول ہو حکام عالمیہ اور رعایا کے مطیع دونوں کو حاصل ہو جاتی۔

اس رسالہ کے دیکھنے سے یہ سچی بات سبکو بخوبی معلوم ہو جائیگی کہ ہمت و ہدایت کی نسبت مسلمانان ہند کے جو دعویٰ پیروی قرآن مجید و حدیث کا کرتے ہیں محض غلط اور براہ عداوت ہو * * * ورنہ اسکا خصوصاً ریاست ہائے اسلامیہ ہند میں نکوئی و باطنی مصطلح اور لاندہب عرفی ہے اور نہ کوئی بدسگال اپنے حاکم آزاد گئی بخش ام خواہ کا اور اگر کوئی ہو تو بتاؤ کہ کس حکمہ کس ریاست میں کون و ہابی ہے اور کیا اسکا ثبوت ہو اور کہاں کہاں اسباب جنگ و بغاوت یا اعدا و باغیان دولت برطانیہ کے سامان پائے جاتے ہیں جو بڑے پر لعنت خدا کی۔ جو لوگ مفسد طبع ہیں وہ اپنا جرم دوسرے پر لگا کر خود براہ فریب و دغا بازی نزدیک حکام کے سرخرو بنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمیشہ دیکھا گیا کہ خدا جو ٹوک نور و سیاہ کرتا ہو حکام معاملہ شناس جلد بفرماندہ کو پہنچ جاتے ہیں بہر حال اس رسالہ میں پہلے اس سو کو میں ترجمہ عبارت متعلقہ و ہابیہ و مسئلہ جہاد کا اپنی کتب مولفہ قدیمہ سے تحریر کروں ایک مقدمہ مختصر بیان حال فرما دینا و بیان مذہب خلق بابت اس امر فانی وغیرہ کے لکھتا ہوں جو طریقہ اہل اسلام پر اور مورخین کے کلام سے ثابت ہو ہر ایک کتاب کا ترجمہ مفصل علیحدہ میں ہو رہا ہے

مختصر ستر آخر رسالہ میں جو ایک سبب اصلی تالیف اس مقالہ کا بھی ہے لکھوں گا اور میر کا عالیہ برٹش کے انصاف و قدر شناسکی منتظر رہوں گا اسلئے کہ جس طرح اس رسالہ سے پھر میری مہمان و ہابیت کی اور تحقیق اس لقب کی جو باعث تشویش خاطر حکام عالیہ مقام ہے ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح اُن جاہلون مفسدون کی واسطے جو ہر وقت ہر خرفشار و ہشت و شست میں جہاد کا نام لیکر فساد کو تیار ہو جاتے ہیں ایک تازیانہ اسلامی ہے حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

یہ دیباچہ کی عبارت ہر اسکے بعد جو مقدمہ بیان ہوا ہے اس میں عالم کی ابتداء آفرینش کے حالات میں اس مقدمہ کے بعد اسکی پانچ فصلوں میں ان مسائل کے نقل و تفصیل ہے جو مسئلہ جہاد اور معنی و ہابیت کے متعلق نواب صاحب کے قدیم تالیفات *مہلہ السائل مطبوعہ ۱۹۱۰ء* اور *موائد العوائد در وصف خصیہ* (غیرہ) میں پائی جاتی ہے اور اسکا حاصل اشاعت ۱۰ نمبر ۹ و ۱۰ جلد ۱۰ میں (حکمو کتاب نے غلطی سے جلد ۱۰ تکہد پاس ہے) منقول ہو چکا ہے۔ پھر اسکی فصل ششم میں آپ کی کتاب *آج مکمل* سے دو بیان نجد کے تاریخی حالات اس عبارت والفاظ سے بیان ہوئے ہیں۔

یہ کتاب عربی زبان بطور تاریخ ہے اس میں سے جن کے حالات بیان لکھنا ضرور میں ان میں سے اول ابن سعود میں نام اُن کا محمد ہے نجد کے رہنے والے تھو اُمراء ہارین مذکور ہے کہ وہ ایک مشائخ عرب عنترہ میں سے ہیں جو قبیلہ کا نام ہے اس میں یہ قبیلہ مسالین کے شیخ تھے اور انکو عرب میں وائل اور تغلب اور شمران قبیلوں سے قرابت تھی اور نہایت خوش خلق اور سخی اور عاقل تھے اور داد اُنہیں سعود اپنے گھر کے سردار تھے کہ وہ درعیہ میں اپنے قبیلہ میں بود و باش رکھتے تھے اور ابن عمار کے عاملوں میں تھے جو حاکم تھا عیالہ کا اور جب محمد بن عبدالوہاب نے اپنی

دعوت و ہا بیت ظاہر کی۔ قرامطہ اُن سے بگڑے انہوں نے ابن سعود کے پاس جا کر پناہ لی ابن سعود نے اُن کی دعوت قبول کی اور مدد دیکر کھڑا ہوا محمد نے وعدہ کیا کہ تو بلا دسجد پر حاکم ہو جاوے گا اور یہ معاملہ شہداء کا ہے پھر ابن سعود نے عبدالوہاب کی بیٹی سے نکاح کیا اور اُسکے قبیلہ کے بہت لوگوں نے محمد بن الوہاب کی دعوت قبول کرنے میں اُسکی موافقت کی اور دعوت و ہا بیہ اُن کی بلا دین پہل گئی اور اس طرف کے بہت لوگ اُن کے تابع ہو گئے اور ابن سعود کا غلبہ نہ افریقہ ہو لگا اور اتباع اُسکے بہت ہو گئی اور ابن دعاس سے اور اس سے لڑائی ہوئی اس لڑائی میں ابن دعاس نے شکست کھائی اور دھان سے قطیف کو جا کر مر گیا اس وقت میں ابن سعود کی حکومت و ولایت جمیع بلا دسجد پر جو جنوب و قع تھی بخوبی ہو گئی اور کام کام ترقی پر ہوا اور اُس نے تجوین کی کہ سایر بلا دسجد پر حاکم ہو جاوے اور عزاز قریطی پر چڑھائی کی اور فتح پائی پھر باجماع عساکر بلا دسجد و حصیم اور احسا اور عسیر کا قصد کیا اور یہ ملک سب اس کے زیر فرمان ہو گئے اُسکے بعد وہ مر گیا اور اپنے بیٹے کو برہی سلطنت پر چھوڑ گیا یعنی ابن سعود کو اور سعود نے اُس سلطنت کا انتہام و بند و بست خوب کیا اور برہی برہی کام کئے اور عبدالوہاب کے بیٹے محمد نے جو اُن سے وعدہ کیا تھا کہ تو حاکم تمام بلا دسجد کا ہو جاوے گا وہ پورا ہوا اور قریب کے لوگ اُس سے ڈرنے لگے اور اسکو مقلد اور محاربہ سے خوف کرنے لگے اور عیہ شخص عالی سمیت اور صاحب شجاعت ہو شیار ذی فراست تھا اور بڑا ادیب اور خوش خلق و خوش گفتار تھا اور درعیہ کو اُس نے خوب آبا کیا اور بہت سے مساجد اور محل تعمیر کئے اور لوگ اُس سے اُنس کرتے اور اُسکی صحبت سے بسبب بن اخلاق اور خوبی گفتار کے مخلوظ و مسرور ہوتے تھے اور اپنی رعیت پر ظلم و تعدی اور خونریزی کو اور انکرتا تھا بلکہ نرمی اور حلم سے اُنکے ساتھ پیش آتا پر دعوت و ہا بیت پہلایا تھا اور ہاگ اختیار دین کی عہد عبدالوہاب کے ہاتھ میں دے رکھی تھی

اور لقب بلغظامیر تھا اور اُسکی وفات ۹۰۰ھ میں ہوئی سن میلاد سے تھینا انتہی
یہ کتاب جبکی یہ عبارت ہے تصنیف عالم مذہب عیسائی کی سے بیروت میں طبع ہوئی
اس میں محمد بن سعود اور اُسکے شیخ محمد بن عبد الوہاب کا سنہ اور حال ضبط
کیا ہے۔

(۲) دوسرے عبد العزیز بن محمد بن سعود آٹا رالہ اور ہارمین لکھا ہے کہ محمد ان کے
باپ نے انکو خلیفہ کیا اور یہ اپنے باپ کے رویہ پر چلتا رہا امور سیاست میں قدم
بقدم اُسکے رکھتا رہا اور وہابیت کے پیدائے میں بہت کوشش کی اور ہمیشہ
لہائیوں اور سخت سخت کاموں میں مشغول رہا اور بچہ اپنے مذہب کا بڑا عالم اور حجاب
سطوت و شجاعت تھا اور خلیج عجمی سے حجاز تک سب لوگوں نے اُسکی حکومت اور امارت
قبول کی اور جب اپنی اطراف کی حکومت میں خوب مضبوط و مستقل ہوا اور قبائل عرب
اور ممالک حجاز کے لینے پر مستعد ہوا تب اُسپر غالب نام شریف مکہ نے اعتراض کیا اور
نوبت جنگ جدل پہنچی اور یہ لڑائی ۱۱۹۰ھ میلاد میں یا ۱۱۹۰ھ میں واقع ہوئی اور ایک
مدت تک جاری رہی اور چند ماہ کے بعد فرقہ وہابیہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر غالب
ہو گئے اور عبد العزیز نے قطیف کا قصد کیا اور وہاں کے لوگوں کو قتل کیا پھر بحرین کا قصد
کیا اور اُسپر فتح پائی اور جزایہ قریہ پر وہاں کے مسلک لگیا اور خلیج فارس اور خلیج شرنی
کے لوگوں نے اُسکی اطاعت اور امارت قبول کی پھر لشکر اُسکا عمان کو روانہ ہوا اور جب
عمان میں داخل ہوا وہاں کے حاکم سعید نے نہریت پاکر مسقط کو ہٹا گا اور وہاں قلعہ
میں مستحصن ہوا عبد العزیز کے لشکر نے اُسکا مسقط تک نقاب کیا اور وہاں قلعہ کو
جا کر ایک مدت تک گھیرا اور اس محاصرہ میں سعید نے عاجز ہو کر صلح چاہی غرض
ان دونوں میں صلح ہوئی اور سعید نے ہر سال جزیرہ دینا قبول کیا اور بچہ اقرار پڑھا
کہ وہ بیوں کا ایک حق مسقط وغیرہ کی مساجد میں مقرر رہے اور وہابی اُن دنوں دیا

بصرہ اور اسکی اطراف میں قبائل عرب کو لوٹتے تھے اور ۹۷۷ء تک انہی ہی کینیت رہی اور اسی سال سلیمان پاشا والی بغداد نے ایک لشکر کثیر الاعداد ظفر اور بنی مر اور منتجع کے لوگوں سے جمع کر کے عبدالعزیز کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر نے درعیہ کی طرف توجہ کی اور راہ میں اجسا کی طرف ملتفت ہوا اور احساء کے قلعہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ کیا اور وہاں کے حاکم نے عبدالعزیز کو خبر کی وہ نجد سے بافواج گران فوراً چڑھوڑا اور سلیمان پاشا اور عبدالعزیز کے درمیان صلح ٹھہری اور چہہ برت تک اسی صلح پر دونوں قایم رہے اور سلیمان پاشا بعد تقرر صلح کے پہر بغداد میں لوٹ گیا اور عبدالعزیز نے ۱۰۸۷ء میں مشہد امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف لشکر تیار کر کے روانہ کیا اور اس کے مقدمہ یعنی پیش خیمہ میں آپ ہی نکلا اور فرات کے کنارہ سے اسکا گزر ہوا اور قومیط کے لوگوں نے اسکی اطاعت ڈر کر قبول کی اور بہت غلام و تحفہ ہایا پیش کئے عبدالعزیز اسکی قتل و تمع سے باز رہا اور اپنی لشکر میں سے کچھ لوگوں کو زبیر اور سوتی شیوخ اور سہ ماہ کی طرف روانہ کیا کہ ان ملکوں کو فتح کریں اور آپ مشہد علی رضی اللہ عنہ میں پہنچا اور اسکا محاصرہ کیا اور حاکم و ماں کا ایک مدت حصاً میں مستحق رہا پہر بعد فتح حصار کے عبدالعزیز کی بلا کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں جا کر خون ریزی اور غارت کا بازار گرم کیا اور امام حسین کے مزار کا سامان سب لوٹ والوں پر مباح کر دیا وہاں کی آبادی اکثر ویران ہو گئی اس جنگ و جدل کے بعد جب درعیہ کو لوٹا دالی بغداد نے ایک لشکر عثمانیہ کا اسکی طرف روانہ کیا اور عبدالعزیز نے ایک تہوڑی مسافت پر درعیہ سے باہر اس لشکر سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ و قتل کے اسکو درہم برہم کر دیا اور اسی سال میں غالب شریف بک سے دوبارہ لڑائی ہوئی عبدالعزیز نے دوسرے سال ایک لشکر تیار کر کے طایف کو بھیجا اور انہوں نے وہاں قتل و تمع کے بعد فتح پائی اور کربلا کی طرح وہاں بھی

قتل عام کیا اور اموال اُن کے لوٹ لیے اور اسی سال میں قفقذہ کو جو سات دن کی راہ پر جدہ سے جنوب کی جانب واقع ہے فتح کیا۔ ۱۸۳۵ء میں عبدالعزیز نے ایک لشکر دہلیوں کا تیار کر کے اپنے بیٹے سعود کو اُسکا مقدمہ الجیش بنایا اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا وہ لشکر مکہ میں پہنچا اُس نے اہل مکہ کو زیر و زبر کر کے تین مہینے تک سکر حصار کا مقابلہ کیا اہل مکہ کا تو شہ تمام ہو گیا ناچار انہوں نے اسکی اطاعت قبول کی اور غالب شریف مکہ مغلوب ہو کر جدہ کو روانہ ہوا اور سعود بن عبدالعزیز مکہ میں نئیساں میں داخل ہوا اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ بہت رعایت اور عطا کی اور اس مقام کے آداب و تعظیم کو بخوبی سجالایا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہاں کے سرداروں اور شریفوں کو قتل کیا اور کعبہ کو برہنہ کر دیا اور دعوت و ہدایت قبول کرنے کو لوگوں پر جبر کیا پھر وہاں سے مع لشکر جدہ کو روانہ ہوا اور اس کا گیارہ سو محاصرہ رہا۔ غالب شریف نے اسکی اطاعت قبول کر کے بہت سی اموال بطریق تحفہ اُسکو پیش کئے اسی زمانہ میں عبدالعزیز مقتول ہوا اور کیفیت اُسکی قتل کے یہ ہے کہ اسی سال کے وسط میں وہ ایک دن نماز میں مشغول تھا ایک مروتیعی نے جو مذہب کا تھا اور نام اسکا عبد القادر تھا اوس نے عبدالعزیز پر حملہ کیا اور دو نشانوں کے بیچ میں ایک تلوار ماری کہ اُسکے خیم سے وہ زمین میں گر گیا اور خون میں لوٹنے لگا اور لوگ اس قاتل پر دوڑ پڑے اپنے نیزے لیکر اور اسکا سارا بدن نیزوں سے چھیدا باقی رہا قسبتل سو سو خین یون بیان کرتے ہیں کہ۔

بادشاہ فارس نے ابن سعود کو اسلئے مروا ڈالا کہ اُس نے بلاد قطیف اور بخرایہ بحرین کو اُسکی ولایت سے چھین لیا تھا اور مشہد امام حسین کو برباد کیا تھا اور اُس سے لڑنے کی طاقت نہ تھی سو اس طرح فریستہ ام سے عبدالقادر کے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ عبدالقادر پھلے درعیہ میں آیا اور طبری و دیناری اور بزدلی و عبادت ظاہر کی اور مساجد

میں مشغول بعبادت رہتا تھا یہاں تک کہ اپنے مقصود پر فائز ہوا۔ ابن سعود ہی نماز کا پابند تھا کہ ہر نماز اپنے وقت میں ادا کرتا تھا اور یہی شان اور علمائے وہابیہ کی ہی تھی اور بعضوں نے کہا کہ عبد القادر مذکور نے عبد العزیز کو اپنے عیال کے عوض میں قتل کیا کہ وہ اسکی تلوار سے کریدلے میں مارے گئے تھے عبد العزیز نے اپنے بیٹے سعود کو غلیفہ کیا تمام ہوا مضمون ۶ تا ۱۰ الادب کا۔

(۳) تیسرے سعود جو بیٹا عبد العزیز کا ہے جب اپنی باپ کی جگہ پر بیٹھا ۱۸۰۴ء میں اسکا حال آثار الادب میں یوں لکھا ہے کہ وہ کریم النفس عالیٰ ہمت دانا مضبوط اور ادیب اور عالم اور بہادر تھا اور اپنی عالیٰ ہمتی سے بڑے بڑے کاموں پر اقدام کرتا تھا اور اپنی بہادری اور شجاعت کے سبب ہی نسبت اور بہائیوں کے باپ کو ہتھ پیا تھا اور باپ اسکو کئی بار لشکر وں کا سردار کر کے جا بجایا قریب بعد ملکوں میں روانہ کیا تھا اور وہ بہادری لشکر وہابیہ کی جگہ فتحیاب ہوا اور اس میں تدبیر اور علم اور عدل تھا اسلئے خاص اور عام اسکی طرف میدان رکھتے تھے اور اجرائی احکام میں ایک شمشیر برہنہ تھا اور مجرموں کو سخت سزا دیتا اور ابطال ملاق میں اوس نے بہت کوشش اور فریضہ رمضان کی حفاظت میں بہت سعی کی اور سعد ہمیشہ اسکا خادم تھا اسکے ایام امارت میں اور موافق رہا اسکی دولت میں پھانٹا کہ جب سعد مر گیا اسکے گہر والوں میں ایک بلا ٹپ گئی اور انہیں پھوٹ ہو گئی اور وہ بڑی دولت والا تھا اور بڑے لشکر والا اور اسکی ڈاڑھی اور مونچھوں کے پال بہت گہرے تھے سوال دہیہ نے اسکا نام ابی الشوارب رکھا تھا اور اسکی پھلی بیوی سے آٹھ بچے تھے اور دوسرے تین اور جب اسکے باپ عبد العزیز نے انتقال کیا اسوقت سعد حجاز میں غالب شریف کی لڑائی میں مشغول تھا اور راستے شریف کے لشکر کے بند کر دئے تھے اور غالب نے مغلوب ہو کر اسکی امارت کو تسلیم کر لیا تھا اور بھی غالب جب مکہ میں لوٹ گیا اور وہاں

غافل پاکر چاہا کہ اُن پر تسلط کرے سعود نے اُسکی بہت تعظیم و توقیر کی اور انچیز نزدیکی رکھا پہر بنی صرب سے حرب کا اتفاق ہوا اور اُن کے شہروں میں اُس نے بہت خون ریزی کی اور شہرینج میں اُتر اور دمان کے لوگوں نے اُسکی اطاعت قبول کی پھر مدینہ منورہ میں گیا اور دمان کے لوگوں پر جزیہ باندھا اور مزار مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ کر دیا اور اُسکے خزان اور دفائن سے سب لوٹ کر درعیہ کو لے گیا اعضوں نے کہا کہ ساٹھ اوٹھون پر بار کر کے خزان لے گیا اور ایسا ہی ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے مزارات کے ساتھ پیش آیا اور مدینہ پر نمر بنی شیبہ حرب کو حاکم کیا اور لوگوں کو دعوت و ہابیہ کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور سعود نے قبہ مزار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھانپا قصد کیا مگر اس امر کا مرتکب ہوا اور حکم کیا کہ تین گج سوا سے دہائیوں کے اور کوئی نہ کرے اور عثمانیوں کو حج سے مانع ہوا اور کئی برس تک حج سے بہت لوگ محروم رہے اور شام اور عجم کے لوگوں کو حج نصیب ہوا اور ان کے خوف سے اکثر حجاج اپنے مقاصد پر فائز نہ ہو سکے اور آخر سال میں حدود نے ابونقطہ کو جو عسیریوں کا شیخ تھا اپنے لشکر کے پیادوں کے ساتھ صنعا و یمن کے شہروں میں بھیجا اور اُس نے اُن شہروں میں داخل ہو کر بھت خون ریزی کی اور لچیا اور حدیدہ کو غارت کیا پہر اپنے شہروں میں لوٹ آیا اور حمود صاحب صنعا نے دعوت و ہابیہ قبول کی کہ اُن کے شہر سے اپنے شہر کو بچا دے اور تمام بلاد حجاز نے اطاعت اور امارت سعود کی قبول فرمائی اور حکم اسکا تمام بلاد عرب میں پہل گیا سوائے حضرموت کے اور بعض قری میں کے غرض سلطنت اُسکی بہت عریض و طویل ہو گئی۔ پہر سعود نے اپنی لشکر کئی بار بصرہ کو بھیجے اور مابین النہرین انہوں نے بڑی خون ریزی کی اور بصرہ میں داخل ہوئے پھر اپنے حرم کو صبح و شام کی طرف روانہ کیا اور اُس نے جا کر دمان قتال کیا اور حلب تک ان کا تاقب کیا

اور بعض لشکری اُسکے خلات سے پار اترے اور وہاں کے ملکوں میں لوٹ مار اور قتل و قمع کی اور بغداد کے اور اُنکے بیچ میں تہوڑی مسافت باقی رہ گئی اور اس اثنا میں ابی نقطہ عمیری اور حمود صاحب صنعا میں لڑائی جاری تھی اور شکستہ میں یوسف پاشا والہی شام ہوا اور اُس نے وہابیوں کی لڑائی میں بڑی کوشش کی اور اپنی مراد کو نہ پہنچا اور اسی سال میں عجمی ہر اسطول انگریزی آیا اور اُس نے ریں خیمہ پر گولہ باری کی کہ وہ دیران ہو گیا اُسکے رہنؤ والے چور تھے کہ وہ رہنؤ انگریز بھی کرتے تھے اور اُن کے جہازوں کو لوٹ لیتے تھے اور ۱۸۱۱ء میں سعود نے بلاد شام کی طرف چھ ہزار سوار لے کر ارادہ کیا اور اسمین پہنچ کر بڑی خونریزی کی اور (۲۵) شہر و نکو وہاں کے خراب کیا یہاں تک کہ اُسکے اور دمشق کے بیچ میں دودن کی راہ رہ گئی اور وہاں کے لوگ اُس سے ڈرے اور یوسف پاشا کو اُس سے مقابلہ کرنیکی طاقت نہ تھی مگر سعود وہیں سے فتح پا کر لوٹ گیا اور پھر اسکو خبر لگی کہ بعض سرداروں نے بلاد کما لئے اسکی طاعت و رانقیاد سے انکار کیا اُس نے اوس وقت اپنا کچھ لشکر اُس جانب روانہ کیا اور اُس نے اُنکے شہر دن میں داخل ہو کر وہاں کے چوٹے بڑے نکو تہ تیغ کیا۔ اور وہاں دس ہزار آدمی تھے سو اُنہیں سے ایک بھی بچا اور جب امر وہاں سے اُسکے وقت میں خوب زور پکڑا اور انکار عجب و داب لوگوں میں زیادہ ہونے لگا تب سلطان محمود خان نے اُسکے دفع کا ارادہ کیا اور اُنکے شہر سے لوگوں کو بچایا چاہا سو اُس نے محمد علی پاشا خدیو مصر کو لکھا کہ ان لوگوں کو بزور ہلا دھجاز سے نکال د اور انکی حکومت اور ولایت حریم شریفین وغیرہا سے اٹھا دو سو اُس نے توحش اور لشکر جمع کرنا شروع کیا اور جب ایک بڑا لشکر تیار کر لیا اُس پر طرسوں پاشا نے اپنے بیٹے کو امیر بن کر روانہ کیا لشکر وہاں سے اسطول روانہ ہو کر (۲۸) جہازوں میں براہ سوئس بیچ تک پہنچا اور شہرین میں اتر ادا دل شدہ میں پھر بیچ سے

مدینہ منورہ کا ارادہ کیا اور اسکی راہ میں بدر اور صفراء پر غلبہ کیا پھر عبداللہ بن سعود اور اسکے بھائی نے اس لشکر سے مضیق جدیدہ میں کہ وہ قریب ایک منزل کے ہر مدینہ سے ملاقات کی اور بڑا امتائد ہوا لشکر نے شکست کھائی سب اموال و ائصال اسکے دہائیوں کے ہاتھ آئے اور چار توپیں معہ سامان حرب کچھ ہاتھ لگیں پھر طرسون پاشا انکی قید میں دوبارہ آیا اور مدینہ کی طرف تشریف لائے ۱۸۱۲ء میں مدینہ پھنچا اور سارے شہر کو گھیرا اور تشریف ثانی میں سن مذکور ہر مدینہ میں داخل ہوا اور دہائیوں کا قتل کرنا شروع کیا اور لوٹ مار و دہان جاری کی اور بعضی دہائی قلعہ میں سبب حصہ ہوئے جب انکا گوشہ تمام ہو گیا تو انہوں نے امن چاہی اور طرسون نے انکو امن دی جب قلعہ سے باہر نکلا مدینہ سے دو گئے ایک لشکر نے آپر حملہ کیا اور انہیں سے کیونہ چھوڑا مگر جو بہاگ نکلا اور ۱۸۱۳ء میں طرسون نے مکہ مکرمہ پر فتح پائی اور جدہ پر غالب ہوا اور اسہین اور دہائیوں میں کئی لڑائیاں ہوئیں اور مصری قفقہ پر اسی سن میں غالب ہوئے اور تہوڑی عرصہ میں دہائیوں نے آپر حملہ کیا اور مصری بہاگ لٹے اور دہائی شہر میں داخل ہوئے اور قتل و قمع شروع کیا اسی ایام میں سعود بن عبدالعزیز جبکہ ہم حال لکھ رہے ہیں اسکا انتقال ہوا مرض بخار میں اور یہ معاملہ آٹھویں حج الاول ۱۲۹۰ھ ہجری (۲۸) نیسان کو ۱۸۱۳ء میلادی میں ہوا عمر اسکی اڑسٹھ برس کی تھی چوتھے عبداللہ بیٹا اسی سعود کا ہے جسکا حال ہم اوپر لکھ چکے مر د شجاع تھا اور اور باپ اکثر امور میں اسپر اعتماد رکھتا تھا اور وہ علو ہمت و جنگجوی اور بہادری میں اپنے باپ سے بڑے بھر تھا مگر صاحبکام ایسا نہ تھا جیسا اسکا باپ تھا اور وہ محمد علی پاشا عزیز مصر کے مقابلہ میں درہم بہرہم ہو گیا اور عزیز مصر حجاز میں آیا اور اپنی لشکر کا قفقہ حال کیا اور ان سے مدد لیکر بلاد حجاز میں بہت خون ریزی کی اور دہائیوں پر

غالب ہوا اور لوگوں کو انہی شہر سے امان دی پھر عزیز مصر کے مین لوٹ آیا۔
 مین اور ابن سعود سے صلح طلب کی اس شرط سے کہ وہ جو چیزیں مزار نبوی سے
 لوٹ لیگی ہیں پہرے اور اگر نہ پہرے لگا تو لشکر عزیز کا درعیہ مین داخل ہو کر باہر
 امتیصال درعیہ کا کرے گا ابن سعود نے اس صلح کو قبول نہ کیا اور عرب نجد کی طرف
 چلا کہ طرسون پاشا سے ملے کہ وہ خیرہ مین جو تقسیم کے حوالی مین ہوا تھا
 اور ابن سعود دشمنان مین اتر جو خبرہ سے کئی گھنٹے کے راہ پر ہوا اور وہاں مصر
 کی راہ بند کی انکو گھیر لیا وہ انکے لشکر کے کثرت سے ڈرے ان سے صلح چاہی مین
 ابن سعود کے ساتھ مصیوعن نے قریب کیا ابن سعود نے انکی صلح مان لی وہ صلح ابن
 اور طرسون کے درمیان ان شہر طون کے ساتھ پھرے کہ وہاں سے کچھ فراحت کی
 جاوے اور حج کی انکو اجازت دی جاوے بغیر فراحت کی اور مصری لوگ تقسیم کو چھوڑ
 اور ان مشایخان عرب کو پہرے دین جو ابن سعود کی عہد شکنی کر کے مصریوں مین
 لگئے تھے اور اقرار کریں سلطان کی سلطنت کا سوا کر اسکے اور شہر مین مقرر ہو
 اور طرسون پاشا اپنا لشکر لیکر خبرہ کی طرف لوٹا پھر وہاں سے مدینہ گیا اور او اخر خبرہ
 شاہ مین مدینہ مین داخل ہوا اور اپنے باپ کو وہاں نہ پایا اسلئے کہ وہ مصر کو کسی
 ضرورت سے چلا گیا دو قاصد ابن سعود کے مصر گئے اور عزیز مصر سے پر واندہ صلح
 کیا اُس نے انکار کیا اور کہا ہم صلح نہیں کرتے چٹک لکھا جو ایک عمدہ اور نہایت
 ارزانی کا ملک تھا وہاں مین کا دولت کے سپرد نہ کر دیا جاوے غرض وہ وہاں
 قاصد بنیل حرام لوٹ آئے اور یہ خیانت مصریوں کی ابن سعود کو بڑی لگی اور وہ
 لشکر ان کے مقابلہ کو تیار کیا اور یہی حال شاہ مین رہا اور شہر اب مین سنہ مذکور
 سے ابراہیم پاشا ابن محمد علی پاشا ایک لشکر لے کر ان لیکر حجاز گیا اور ابن سعود کی لڑائی
 مین بڑی کوشش کی اور انکے شہروں کے مین مین بڑی سعی بجالایا اسد نے

صفحہ ۱۹۰ لائق ملاحظہ ترقی خوانان اہل کمال صفحہ ۱۹۷ لائق مطالعہ ناظرین خط جعلی میں رسالہ چودہ نگاہی
متضمن مجوز لعن طعن مجتہدین عظام و صفحہ ۲۱۸ لائق توجہ گورنمنٹ والا مقام کاف آئنا م

اشاعت السنۃ النبویہ

علیٰ جہا الصلوٰۃ التحیۃ

شعبہ ہفتم

معہ

ضمیمہ مسایل ہمدان عہدین اہل السنہ

بابت ماہ رمضان ۱۳۰۱ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۸۳ء

جلد ششم

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ سالہ

درجہ	مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب		قیمت سالانہ	
				۱۳۰۱ھ	۱۳۰۲ھ
۱	خصوصیت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس		۱۰۰ روپے	۱۰۰ روپے
۲	قیمت	گورنمنٹ انگریزی و مغز زعفرانہ داران گورنمنٹ آغا غنیہ و لائبریری و سولہ ٹی		۵۰ روپے	۵۰ روپے
۳	قیمت عام	متوسط اہل وسعت		۲۵ روپے	۲۵ روپے
۴	قیمت رعایتی	کم وسعت جو دس روپہ یا ہوا سوز یا وہ آمدنی نہ کہیں اور سالانہ پیشگی داخل کریں		۱۲ روپے	۱۲ روپے
۵	قیمت لائبریری	بوسعت جو دس روپہ یا ہوا سوز یا وہ آمدنی نہ کہیں مگر علمیت کریں اور اشاعت کریں		۱۰ روپے	۱۰ روپے

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا (۳) خط و کتابت و ارسال نہ رہتا
اطلاع ثانی بہت مہتمم پورے پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ٹھونچا کر
اور ارسال زیر بکس منی آرڈر یا ہنڈ وی کے کسی صورت نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہ ہوگا۔

ابوسعید محمد حسین لاہوری متخلص بہ اشعار

مالیر کو طبع ضلع لودھیانہ

چشمہ نور پور اسلام آباد، جہا

یک نشہ دوست

وہ مرض جسکا علاج اشاعت تھا اللہ تعالیٰ میرے جلدی میں نیا یا یا پی منبر دے ہوا
تھا کہ ناب مرض مسلمانوں میں اور پہلے یعنی کلہ جی چور قحہ کا قہ نہ ہوز
فرد نہ ہوا تھا کہ ایک فقہ اور مسلمانوں میں کھڑا ہوا جسکے بیان دانا کے لیے
مضمون لکھا جانا۔ یہ والناس فی الہالبس اشفاء الشافی لا
شفاء الا شفاء شفاء لا یغادر سقمًا

ترقی معکوس

مراد و سیت اندر دل اگر گویم نہ بان
وگر دم در کشم ترسم کہ مغر و استخوان سوزد

ہماری قوم ہمارے اسلامی بھائیوں ہمارے مذہبی رشتہ داروں کا حال گویم
مشکل و گرنہ گویم مشکل کا مصداق ہو رہا ہے۔
کچھ کہتے ہیں تو اپنی شکایت کر لی پڑتی ہے جس سے اقوام غیر کی نظروں میں اپنی
ذلت و حقارت ہوتی ہے چپ رہتے ہیں تو اپنی قوم کی تباہی حالت
بدن ترقی کرتی نظر آتی ہے۔

آخر اس کشمکش کے بعد کچھ کہنے ہی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور جو ذلت
و حقارت اقوام غیر کی نظروں میں بصورت شکایت نظر آتی ہے سکوت میں اس
سے بڑھ کر دکھائی دیتی ہے اسلئے ہم ناچار ہو کر کچھ کہتے ہیں اور اپنی قوم کے
آگے کمال ادب نیاز و عجز و انکسار سے التجا کرتے ہیں کہ وہ غور سے اسکو پڑھیں
یَلِیْکَ قَعْمٰی یَعْلَمُوْنَ

ہم جب اکناف عالم میں سرسری نظر کرتے اور دنیا و مافیہا کی حالت آنکھ سے دیکھتے اور اخبار و نون میں پڑھتے ہیں تو مسلمانوں کے سوا کچھ اکثر اقوام کو کیا مذہب میں اور کیا معاشرت میں روز افزون ترقی پر پاتے ہیں۔

انگریزوں وغیرہ اقوام یورپین کو دیکھو اونھوں نے معاشرت میں کیا ترقی کی ہے کہ اسوقت وہ ضرب المثل ہو رہی ہے اور انکی مذہبی ترقی بھی انکی سابق حالت سے کچھ کم نہیں ہے اسکے جواب میں اگر کہو کہ وہ صاحب شوکت و سلطنت ہیں اور جو کرتے ہیں بزدل شمشیر کرتے ہیں جس سے مسلمان تہمت بہت ہیں تو ہم اور مثالیں برہنہ و آریہ کی پیش کر سکتے ہیں۔

برہمن سلج نے جو تہوڑے ہی دنوں میں ترقی کی ہے وہ کس کی تلوار کے زور سے ہوئی۔ نوخیز قوم آریہ جو دن بدن ترقی کر رہے ہیں وہ کس سلطنت کی مدد سے اور کس کے تلوار کے زور سے عموماً ہندو بنگال و ممالک مغربہ و شمال و پنجاب ہی کو دیکھو اور انصاف سے کھو وہ کیسی تہمت بخت کر رہے ہیں کیا وہ یہی کسی ملک یا حصہ ملک کے پادشاہ ہیں۔ ؟

اور جب ہم اپنے گروہ مسلمانوں کی طرف نظر غائر سے دیکھتے ہیں اور انکی پریشمہ (عینک) چڑھا کر خوردبین لگا کر انہیں ترقی کے آثار ڈھونڈتے ہیں تو اسکا کہیں اثر و نشان نہیں پاتے اور اپنی نگاہوں کو **لَوْ شَهِدَ رَجْعُ الْبَصَرِ كَمَا تَسْتَلِيزُ** **يَنْفَلِبُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ** کا مصداق بناتے ہیں **مَنْ** بجائے اسکے ترقی معکوس کے آثار کا لشمس نے رابۃ الہنار بلا اشتباہ و استتار مشاہدہ کرتے ہیں انکی دنیاوی ترقی معکوس تو عیان ہے محتاج اظہار و بیان نہیں ہے کون نہیں جانتا کہ انکی ذلت و افلاس پر دوست و دشمن دونوں کے گہر میں ہوتا ہے کوئی لارڈ رپن بالقابہ کے آگے انکی مفلسی و بد حالی کا رونا روتا ہے۔

✽ پھر تو آنکھ کو دوبارہ پھر کر دیکھ تیری گاہ تیری طرف عاجز ہو کر اور تہک کر پھر بھی مینو کچھ دیکھ نہ سکیگی ✽

کوئی انہی شکایت حال میں اجبار دین کے اوراق سیاہ کرتا اور اپنا وقت کہوتا ہے کوئی لکچروں اور منا دیوں کے ذریعہ سے انہی تباہی حال پر آنسو بہاتا ہے اس مقام میں صرف انہی مذہبی ترقی معکوس کا بیان اور اسپر افسوس بدر نظر ہے۔

اگر انہی اس سال کا پہلے سال سے اور اس سے پھلے کا اوس سے پھلے سے مقابلہ کرتے ہیں تو علم میں کمالات میں ترقی مذہب میں اشاعت اسلام میں سہی میں فیصدی بچاؤ اور بعض امور میں فیصدی نوے کی ترقی معکوس (تزل) انہی پاتے ہیں علم و کمالات کے تنزلات ہم بھر کسی موقع پر بیان کرینگے (اگر ہمارے بہائی ہماری ان باتوں کو عداوت و امانت پر حملہ کریں گے۔ بالفعل سچان کی مذہبی ترقی معکوس کو بیان کرتے ہیں۔ پہلو سال اگر کسی شہر میں ایک لاکھ سہمان شمار کئے جاتے تھے تو اس سال دھان پچاس نہر رہ گئے ہیں اور اگر ان کے اصول سے زیادہ توجہ کر کے دیکھیں تو لاکھ میں سے دس نہر رہی نظر آتی ہیں

اس سے ہمارا مدعا یہ نہیں کہ (خدا نخواستہ) وہ مرتد ہو گئے ہیں اور اسلام چھوڑ کر کسی اور دین عیسائی یا یہودی میں داخل ہو گئے ہیں بلکہ مقصود اس سے یہ ہے کہ وہ اپنی ہی اسلامی بھائیوں (جو میدان ترقی معکوس کے شہسوار ہیں) کے باضابطہ حکم و فتوے سے دین اسلام سے خارج کئے گئے ہیں کوئی دہائی کوئی بدعتی کوئی مشرک کوئی لامذہب کوئی رافضی کوئی سجدی قرار پا کر گروہ اہل اسلام علیحدہ ہوئے ہیں۔

ہم اپنی مدت الحمر میں جہانگ کتب (حدیث تفسیر فقہ اصول عقاید وغیرہ اسلامی علوم کا) عبور کیا انہی بھی مسئلہ پایا کہ جس مسلمان سے کوئی کلمہ کفر و ارتداد یا فعل موجب حد و سزا شرعی سرزد ہو اس کو اس سے انکار کرنا و تباہی ملکر جانی کے یقین کرتا اور اس انکار و تباہی کو (فیض وقوع اس

قول و فعل کے توبہ قرار دینا اور جس کے قول میں ننانوے وجوہ کفر ہوں اور ایک وجہ اسلام اُس کو اُس ایک وجہ اسلام کے اعتبار و لحاظ سے دائرہ اسلام میں جگہ دینا اور بلحاظ وجوہ کفر اسلام سے خارج نہ کرنا لازم ہے مگر بھان اس قضیہ کا عکس ہوتا ہے جس شخص سے کوئی فعل و قول موجب کفر سرزد نہوا ہو اُس کو خواہ مخواہ اس کا قائل و فاعل قرار دیا جاتا ہے اور جس کے قول یا فعل میں ننانوے وجوہ اسلام ہوں اور ایک وجہ کفر اُس کو ایک وجہ کفر کے لحاظ سے کافر ٹھہرا دیا جاتا ہے پھر اس طرفہ پر بھی طرہ چڑھایا جاتا ہے کہ جو اس کافر کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہو جاتا ہے اور جو اس شک کرنے والے کے کفر میں تردید کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اس تدبیر سے اصلی کافر جو ان باتوں کے ترک پر قرار دئے جاتے ہیں فیصدی پچاس نکلتے ہیں اور جو ان کے کفر میں یا شک کنندہ کے کفر میں شک کرنے کے سبب کافر بنتے ہیں وہ فیصدی نوے پیدا ہوتے ہیں ان لوگوں کو واجب یہ تھا کہ اس اتفاقی مسئلہ (جبکہ خلاف ہنئے آجتا کسی کتاب حدیث و فقہ اور کسی مذہب شافعی و حنفی میں نہیں دیکھا) پر عمل کر کے تاویلی و نادانانہ کفر کے ترک پر مسلمان بناتے اور مسلمان کا حد و طرہ بتاتے انہوں نے اپنے فاسد خیالوں سے اس کا خلاف تراش کر اسکے ذریعہ سے مسلمانوں کو کافر بنا دیا اور مسلمانوں کا نمبر (جو پہلے ہی پاس ہونے کے درجہ سے کم تھا) اور بھی گھٹایا اور اس رباعی کا مصداق بنکر دکھایا

شعیدم کہ مردانِ راہِ خدا دلِ دشمنانِ ہمِ کمرِ زندگ
ترا کے میسر شود این مقام کیا دوستانِ خدا و جنگ

اور اپنے آپ کو یہ شعر نہ سنا یا تو براہِ وصل کردن آمدی نے براہِ فصل کردن آمدی
ایک شخص دوسرے سے پوچھتا ہے کہ آپ کے اعتقاد میں خدا کا جھوٹ بولنا جائز ہے ؟

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا غیر مسلم ہے اور آپ کے مذہب میں مرد کی منی شکر میں ملا کر کھانا درست ہے اور دوسرا اس سے یہ سوال کرتا ہے کہ آپ کے اعتقاد میں امام فردعی مذہب پیغمبر اسلام میں نبوت میں شریک ہے اور اس کا قول پیغمبر کے قول سے تمہارے نزدیک مقدم ہے ابھی تھاری مذہب میں عورت کے آدم نہانی کی رطوبت شکر میں ملا کر نوش جان کرنا مباح ہے؟ علیٰ هذا القیاس پہر متوزر ایک شخص دوسرے کو جواب دینے نہیں پاتا کہ وہ اُس کے سکوت و قیافہ ہی سے بحکم النجاشی نیم رضا اسکو ان باتوں کا قایل و راس قایل ہونے کی سبب سے کافر قرار دیتا ہے اور اگر وہ ان باتوں سے بر ملا انکار کرے تو اسے نکار کو وہ نفاق اور تقیہ قرار دیتا ہے غرض ہر صورت اسکو دائرہ اسلام سے خارج کر کے کافرون کے گردہ میں ملا کر اور جہنم میں پہنچا کر لوٹتا ہے۔

اس قسم کی کارروائی آجکل ایک تودہ ہوئی ہے (جو اشاعۃ السنۃ لہر حلد میں بعض منسلکوں کی خوفناک حالت مذکور ہو چکی ہے) دوسری یہ کہ جناب مولانا شیخنا مولوی سید محمد زید حسنین صاحب محدث دہلوی جن کا اس وقت (امیر المومنین و امام المحدثین ہونا نہ سہی) گلہ گزہ ہونا تو مسلم روزگار ہے بارادہ حج بیت اللہ بمبئی میں وارد ہوئے تو دہان کے خیر خواہان اسلام و ترقی جو یان مسلمانانِ محمد و مشائخ (جن کے پیش امام مولوی خلیل الرحمن صاحب لودھیانوی ہیں جن کے اسم و رسم سے میں واقف نہیں شاید وہ مولوی سیف الرحمن صلیب سپر مولوی عبد القادر صاحب لودھیانوی ہوں جو زمانہ غدر سے غایب ہیں) اس قسم کے چند سوالات لیکر مولانا ممدوح کے گردہ گئے اور اس امر کے فکر میں لگے کہ انکو ان باتوں کا قایل ٹھہرا کر کافر بنائیں اور حربہ اسامیہ اور مسلمانوں سے ان کا نام خارج کر کے ایک نمبر گڑھا لیں مولانا ممدوح نے جب ان سوالات کو سنا تو بر ملا صاف

فرمایا کہ یہ سب مجھ پر بتایا ہے اور ان باتوں کا معتقد کافر ہے
(چنانچہ اشتہار مطبوعہ مطبع حسنی ممبئی میں (جو اس گروہ کے پیش امام مولوی خلیل الرحمن صاحب نے شہر کیا ہے) یہ جواب منقول و موجود ہے مگر ماریون نے اس جواب کو نہ مانا اور صرف اس بہانہ سے کہ جناب ممدوح نے اس انکار کو بطور اقرار نامہ لکھ کر رجسٹری کیوں نہیں کرا دیا (یعنی تحریری جواب کیوں نہیں دیا) ایکواں باتوں کا قائل ٹھہرا ہی دیا اور ان سوالات کو اخباروں میں حوث تھر کر دیا۔

اس کارروائی میں پھلے تو عموماً مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ اونچی اور ان کے مذہب اسلام کی نسبت ایسی باتیں عالم میں شائع ہوئی ہیں جن پر عیسائی مہندو ہنسی اڑاتے ہیں پھر ان خیر خواہان اسلام پر جنہوں نے یہ باتیں تجویز کر کے پیش کیں پھر ان مسلمان اخبار نویسوں پر جنہوں نے یہ باتیں بلا تردید اپنے اخباروں میں شائع کر دیں سب سے زیادہ افسوس اور غمناک نور الانوار ہے جس نے اس تشہیر کے ساتھ یہ بات بھی اخبار میں شائع کی (چنانچہ مشیر قیصر مطبوعہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۷۳ء اس سے ناقل ہے) کہ مولانا ممدوح نے ان سوالات کا جواب کافی یا نہیں دیا اس لئے اخباروں کے مقلدین ناظرین یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مولانا ممدوح ضرور ان باتوں کے قائل ہیں و بناء علیہ ایک جم غفیر اہل اسلام کو رجحی تعداد اس اخبار (نور الانوار) میں اسٹی لاکہ بتائی ہے) دائرہ اسلام سے خارج کر رہے ہیں۔

میں ان حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ کیا انہیں نزدیک کافی دشمنی جواب بھی تھا کہ وہ ان باتوں کو مان لیتے اور کلمہ کلمے کافر بنتے یا ان کے رد و انکار میں قلم اٹھا کر ان کو شہرہ آفاق کرتے اور اقوام غیر سے اسلام پر ہنسی کرتے جیسی ان حضرات نے کرائی ہے۔ یا اطل باتوں کا شائع کرنا (رو کے ساتھ کیوں نہ ہو) اچھا نہیں ہے

اس لئے مولانا ممدوح نے زبانی جواب متضمن انکار پر اکتفا کیا آپ نے تو صریح انکار کیا اگر آپ ان کے جواب میں محض سکوت ہی اختیار کرتے تو بھی یہی جملہ آئنت جوابش کہ جوابش نہ وہی اور جواب — باشد خموشی ایک نوع کا کافی جواب تھا یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر بات کا جواب تقریری یا تحریری ہی دیا جاوے

بھلا کوئی شخص کسی شریف آدمی سے پوچھے کہ جناب آپ گوہ کہایا کرتے ہیں یا آپکی بھوپٹی میں فلان عیب صحر تو اسکا جواب وہ شریف آدمی صاحب حیا بجز سکوت اور کیا دیکھتا ہے ؟ کیا ایسا بھی کوئی ہے جو اسکے جواب میں تقریر یا تحریر اس امر کے درپے ہو جائے کہ ہم تو نہیں — کہایا کرتے اور ہمارے ہی بھوپٹی اس عیب سے بری ہے — پہرا سکو اخبار چھاپنے کے لئے اخبار نویسوں کے حوالہ کر دے۔

مسلمانو! آؤ خدا سے شرماؤ اب بھی ایسی باتوں سے جو ترقی معکوس کی علت تامل ہیں باز آؤ۔ اسلام کو بڑھاؤ۔ مسلمانوں کے عدد کو (برائے نام ہی کیوں نہ ہو) بڑھنے دو مسلمان آگے ہی تہوڑے ہیں تم ان کو اور نہ گھٹاؤ اور کافروں کی تعداد کو نہ بڑھاؤ اور اگر تمکو کافروں کی ایسی بکثرت ضرورت و حاجت ہو تو دنیا میں ان کلمہ گویوں کے سوا کافر اور بہت ہیں جو نہ ہمارے دین سے بنی سے قرآن سے اسلام سے بر ملا کفر (انکار) کے مدعی ہیں ان ہی سے اپنا کام چلاؤ اور ضرورت و حاجت کو پورا کرو۔ آئندہ اختیار

ہمارا کام بھانا ہی یارو
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

حسن عقیدت محمدین جناب آئمہ مجتہدین

اندون جو اہلحدیث ہند پران کے مخالفین یہ تھمتیں لگاتے ہیں کہ وہ
ائمہ مجتہدین داوولیا رکالین اور انکے اتباع صالحین کو بے ادبی سے یاد کرتے ہیں
اور انکی عالی جناب میں سورطنی رکھتے ہیں (چنانچہ گلابی چورقہ اور اس سے پہلے خط
مفسدین دہلی میں) جسکا ذکر وجواب اشاعۃ السنہ نمبر ۷ جلد ۱ میں گذر چکا ہے) بڑی
طمطراق سے یہ تہمتیں درج کی گئی ہیں) اُن کے جواب میں جو کچھ ہم نے یا اور
غیر خواتین اسلام و اتفاق جو یان اہل اسلام نے کہا ہے اُسکو اس گروہ کے ایک
رئیس والا مقام (مجدد العصر ناقد الاثر نواب والا جاہ امیر الملک مولوی سید
محمد صدیق حسینی صاحب بہادر) نے سخی تصدیق کر دیا ہے
اور اس بات کو بیان و ثبوت میں (کہ گروہ محمدین آئمہ اربعہ وغیرہ مجتہدین سلف
صالحین کے جناب میں ذہبی عقیدت رکھتے ہیں جو انکو محمدین سلف کی جناب میں
حاصل ہے اور انکے طاعن لاعن کو وہ ملعون اور مردود سمجھتے ہیں) ایک سو چار صفحہ
کی ایک کتاب عمدہ اور سلیس فارسی عبارت میں لکھی ہے اور مطبع مفید عام اگرہ میں
خوبصورتی اور صفائی کے ساتھ چھپوا دی ہے جس کا نام نامی یہ ہے

المکلفۃ فی الذنوب
الاعمال المجتہد الاربعۃ

اور اس نام کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ اس نفع کو پہنچے اور حاصل کرنے والی کتاب ہے جو چاروں

مجتہدین کے جناب سے طاعن طاعنین کے روکنے اور دفع کرنے میں حاصل ہے ہم اسمقام میں اس کتاب کا مفت اور خاتمہ اور بعض وسطی مضمینی فقرات ضروریہ کو بعینہا اور بقیہ مطالب ایک سو چار صفحہ کتاب کا دو صفحہ میں خلاصہ اس غرض سے نقل کرتے ہیں کہ ناظرین حق بین و شائقین دفاق آئین اسکو اس کتاب کی فہرست سمجھیں اور اس کی خوبی مضامین کو دیکھ کر حلال اصلی کتاب کو شائق ہوں۔

یہ کتاب گروہ اہلحدیث کی اساتذہ ادب ائمہ دین سے برات پر قوی شہادت ہے۔ اور جماعت متبعین ائمہ مجتہدین و صوفیہ صافیہ کے لئے (حکبو ان تحریرات سے کچھ کہ ورت پیدا ہو گئی ہو) دافع سوء وطنی و موجب طمانینت اور طایفہ مفسرین اور محررین کلمات تو ہیں ائمہ دین کے لئے مورث حسرت و مذمت اہلحدیث اس کتاب کو (نقد جان دیکر کیوں نہ ہو) خرید کر بطور سارٹیفکیٹ (سند) اپنے پاس رکھیں۔ اور متبعین ائمہ مجتہدین و صوفیہ صافیہ اسکو پڑھ کر اپنے دامن خاطر کو عبا رکھ ورت و سوء وطنی بحق اہلحدیث سے پاک کریں۔ اور اس زمانہ متزل و حالت ضعف و قلت اہل سلام میں ایک دوسرے کو ان و اتحاد کی نگاہوں سے دیکھیں۔ اور مقرران اہل ہیتان یا وہ بخوف خارج ازایمان (حبس کی قلم سے سب سے پہلے آئمہ دین کے حق میں گالیاں نکلی ہیں اس کتاب کو دیکھ کر عرق خجالت نہ پائیں تو کسی کنوین یا تالاب ہی میں ڈوب کر مرجائیں۔ اور اسی واد کی سیاہی سے جس سے آئمہ دین کے حق میں کلمات سب و تم لکھ ہیں اپنا مونہہ کالا کر کے کسی سترنگ میں جا گھسیں۔

اس کتاب کی اشاعت کے بعد انکو زمین پر رہنا اور لوگوں کو منہ دکھانا طرہ شرم کی بات ہے ڈوب کر مرجانا یا مونہہ کالا کر کے زمین میں دھس جانا اس نہنگی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ (اب اس کتاب کے مطالب کو نقل کیا جاتا ہے) اس کتاب کے

شروع میں حمد و صلوٰۃ کے بعد کہاہے۔

”واجب بر ہر مسلمان آنست کہ بعد از موالات خدا و رسول موالات منہن
از علماء مجتہدین و اولیاء صالحین گزیند خصوصاً ولایے آن علماء دائمہ کہ در تہ پیغمبر
اند و نمبر لہ نجوم آسمان کہ در تاریکی بر و سحر راہ مینائند و در ہدایت بر روی خلق می
کشائند و بر روایت و درایت ایشان اتفاق اسلامیان ست چہ ہر امت کہ پیش از
مبعث خاتم رسول صلی اللہ علیہ آہ وسلم بود علماء او شہر آں امت بودند مگر ملت ایلا
کہ علماء و سے خیارانہ چنانکہ این امت وسطا مہمست و مرتبہ علماء این امت مرتبہ
خلفاء رسول ست صلعم سنت مطہرہ ویرا صلعم کہ احیاناً میر دزدہ میکنند و
روح تازہ در کالبد اسلامے و مند بہتہم الکتاب و بہ قاموا بہم نطقست لکنستہ
و بہا نطقوا“

وَلَوْلَا هُمْ مَا عَرَفْنَا اللَّهَ وَ

از تو پیغام آورد از من برد آرام را

فَلَوْلَا الْهُدَىٰ مَا عَرَفْنَاهُمْ

نزد من ہر شے بسبب نیم صبح را آمد شدت

بیچ یکے از امامان دین کہ امت سر بقبول ایشان فرود آورده ست سچو ائمہ اربعہ مجتہدین
و تخر ایشان از جہان بدہ حدیث چنان نبودہ ست کہ اعتقاد مخالفت رسول صلعم در سنتے
از سنن و حدیثے از احادیث و سے علیہ الصلوٰۃ والسلام بدل داشتہ باشد چہ دقیق
سنت و چہ چلیل و چہ کثیر حدیث و چلیل آن بلکہ ہمگنان متفق بودہ اند بر وجوب اتباع
رسول و بر آنکہ ہر کسے از کسان امت چنانست کہ سخن او ماخوذ و متروک می تواند شد
الا رسول صلعم لکن اگر یکے را قولے یافتہ شود کہ حدیث صحیح خلاف دست پس لا بد ویرا
در اسباب عذرے خواہد بود در ترک آن حدیث و جماع اعذارستہ عذرست کی عدم عقلا
با آنکہ گفتہ رسول ست دوم اعتقاد با آنکہ مرادش باین قول نہ آن مسئلہ ست سو عم
نسخ آن حکم و این ہرستہ صفت چند سبب دارد

پہر صفحہ ۳ سے ۲۴ تک ان اسباب کی تفصیل میں دس سبب بیان کئے ہیں جو اکثر جلد اول ضمیمہ اشاعت السنہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ از انجاء ایک سبب یہ ہے۔ کہ بعض احادیث بعض ائمہ کو نہیں پہنچی ہیں اسکی تفصیل میں محفیات صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کو عمدہ طرز سے بیان کیا ہے اور وہ تفصیل ہمارے ضمیمات میں ہے۔

پہر صفحہ ۲۴ بیان کیا ہے کہ جب کسی مجتہد کا عمل کسی حدیث کے مخالف معلوم ہو تو وہ منجملہ ان اسباب عشرہ کسی سبب پر محمول ہے۔ اس میں عمدہ مخالفت کی تجویز جائز نہیں ہے۔

پہر صفحہ ۲۵ سے ۲۶ تک اس امر کو بیان کیا ہے کہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہنے پر یا کسی اور امر پر جو وعید آئی ہے مجتہد اسکا مور و نہین ہو سکتا اور اس کے موافق کو بہ تفصیل بیان کیا ہے اور اسکے ضمن میں یہ مسئلہ بھی بیان کیا ہے کہ عام حکم وعید خاص اشخاص پر نہیں لگایا جاسکتا۔

پہر صفحہ ۲۷ اس بحث کا خلاصہ بالفاظ ذیل بیان فرمایا ہے و خلاصہ کلام دین مقام آنست کہ لعن و طعن جاہلان در حق ائمہ اسلام خواہ از مقلدان در بارہ محدثان باشد و خواہ از متبعان در بارہ مجتہدان متوجہ بد و امرست یحیی ترک تقلید ائمہ و این ترک را موجب سوء ظن تارک در حق امام شناسند و مثل اوست طعن غیر مقلدان بر مقلدان در ترک عمل سجدہ صحیح کہ مخالف قول ائمہ مجتہدین است و این را نیز منجر بسوئی ائمہ خود دانند و برآن بناسب و شتم مخالفان خود می نمایند دیگر طعن و لعن در بارہ فعل بعض افعال است کہ بران وعید آمدہ و صد و رآن از بعض ائمہ معلومست پس جواب از امر اول ہمان اسباب معذرت است کہ مذکور شدہ و نزد وجود اعدا ہیچ یکے را نمیرسد کہ بزرگان دین را در شکنجہ طعن و تشنیع کشد چہ ایشان ہرگز ترک عمل سجدہ از راہ

نفسانیت و عصبيت و حمیت قابلیت نکرده اند چنانکہ پس آئندگان ایشان و
وجود اعذار صحیحہ و اسباب سائلہ میکنند و جواب از امر ثانی منع حقوق و عیدست بوجہ
منتقدہ مذکورہ درین کتاب بروجہ فصل خطاب و علی مذاجلہ اکابر ملت اسلامیہ صلی اللہ
از طعن و لعن این جاہلان بخیر و سفہا رشوریدہ سرخواہ آئمہ اربعہ مجتہدین باشند
یا عصا بہ محدثین یا چاہے صالحہ متصوفین یا طائفہ دیگر از متقدمین خصوصاً آنانی کہ پیش
از انصباؤ سال جلوہ گر بودند و زمانہ خیر قرون ایشان را دریافتہ گواین دریافت قلیل
باشد خواہ کثیر مثلاً امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کہ اول آئمہ اربعہ اہل اجتہاد است
و امام دارالہجرہ مالک بن انس و امام شافعی و احمد این ہر چہ پانزہ گوار رضی اللہ عنہم
اجمعین در قرن ثالث از قرون ہجرت مشہور دہا بالآخر بودند۔

پہر صفحہ ۵۸ وغیرہ میں ان آئمہ کا خیر القرون میں داخل ہونا ثابت کیا ہے اور
قرون ثلثہ کی حد بیان کی ہے۔

پہر صفحہ ۶۲ و ۶۳ امام ابو حنیفہ کے فضائل و مناقب بیان کئے اور جو ان کی
نسبت عربیت سے کم واقف ہونا اور حدیث کی روایت کم کرنا بیان کیا گیا ہے اسکا محمل مطلب
تنبہا ہے پہر صفحہ ۵۶ وغیرہ بقیہ آئمہ اربعہ کے فضائل بیان کئے ہیں۔

پہر صفحہ ۶۶ میں فرمایا ہے پس اگر نیک شے گا قند دریا بند کہ مقلدان را شگود
تا بعان حق جواز برائے ائمہ متصوفین ہیں عصا بہ محدثین ست و این احناف متوافر
وغیرہما کہ تقلید را در برابر حدیث اختیار کردہ اند و مسائل تناسیہ احکام اجتہاد پر کلام
خدا و رسول ترجیح می نہند و تحقیقت تارکان تقلید ائمہ و منکران ارشادات ایشان
اند خود جاوہ خلاف امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ می سپرند و تہمتش بر متبعان می نہند
وقد خاب من افتراء۔

پہر اسکی تائید میں صفحہ ۶۷ و ۸۲ چاروں اماموں کے اس منہج کے اقوال نقل کئے ہیں

کہ انہوں نے فرمایا کتابِ سنت کے سامنے ہمارے اقوال کو چھوڑ دو اور نص کے ہوتے
کیسکی تقلید نہ کرو امام ابو حنیفہ کے قول امام مالک کو ۳ امام شافعی کے ۹ امام احمد
کے ۳ - پہر صفحہ ۸۳ میں لوگوں کے اس خیالی و اداعی اجماع کی حقیقت بیان کی ہے
جس کا ہر باب میں لوگ بلا تحقیق و ثبوت دعویٰ کرتے ہیں - پہر صفحہ ۸۷ و ۸۸ میں ائمہ محمد
و اصحاب صحیحہ کو حالات و فضائل بیان کی ہیں -

پہر صفحہ ۸۹ میں بیان کیا ہے کہ جو نفسانی اختلاف مسلمانوں میں آجکل ہو رہا ہے
صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین میں اس قسم کا اختلاف نہ تھا - پہر صفحہ ۹۲ و ۹۳ و ۹۴
بابی تکفیر سے رد کیا ہے اور اسکے ضمن میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے نزدیک تقلید
بمقابلہ نص حرام و شرک ہے و مع ہذا ہم اس فعل کے مرتکب پر بالخصوص کفر و شرک کا فتویٰ
نہیں لگاتے -

انہر رسالہ لصفہ ۱۰۳ و ۱۰۴ فرمایا ہے و بالجملة مقصود از خامہ فرسائی درین رسالہ بیان
ہمیں معنی ست کہ گمان سوء ادب از عصابہ حدیث و در حق ائمہ اربعہ مجتہدین و غیر ہم ائمہ
دین خواہ متقدمین از سلف صالحین باشند یا متاخرین متبعین افتراء محض سو رطبی بحق خا
مومنین ست ورنہ قدر و منزلت ایشان چند آنکہ در نظر زمرہ موحیدین بودہ است
معتسار آن در طایفہ مقلدین ثابت نمیشود و چہ قسم می تواند شد کہ ہر کہ مئی سبب المسلمین
با نکار حدیث و عمل را بر سنت صحیحہ او بمقابلہ قلیل قال مجتہدین و مجادلین بنی پسند دار و
توقع تعظیم و تکریم ائمہ دین کجا و علی فرض الحال اگر عا ملان سنت ائمہ را بنظر حقارت مئی
آخر ہمیں جہت مئی مبتدع کہ خلاف آئہا با احادیث و احکام و مسائل معلوم ایشان شدہ
گو خصم این حرف را از ایشان بنا بر عصبت و جاہلیت نہ پذیرد نہ سببت کہ امام امر و دیگر پس
این تحقیر نسبت باز در ا مقلدین کہ در بارہ احادیث و قرآن میکنند و پس ہزار و رند
و رد انکار مسائل ثابتہ بسنن صحیحہ بودہ اند بے شبہ حقیر و قلیل ست مصرعہ

بہین تفاوت رہا رکھا ہے تا کجا ؟ فرقی کہ از ائمہ مجتہدین تا جناب شفیع المذنبین
بر فردے از افراد مسلمین مخفی نیست اللهم مگر اندک کیے کور مادرزاد باشد و بصیرت بشیر
باطل افتادہ و انکار مقلدین و تحاشی ایشان از اتباع سُنن سید المرسلین چیز نیست کہ
بر ہر یکے از موافقین و مخالفین ظاہرست و انکارش بکاہرہ بیش نیست و اگر انکارش
درین باب ثابت است البتہ چہ گناہ کردہ اند کہ سخی ایشان در تحاشی سورا و بخت
ائمہ مجتہدین مقبول نیست و آہی دیدہ تحقیق وہ ہر یک مقلد و چو عینا کی ہر کوشش و گمان بندہ
خلاصہ مطالب رسالہ ختم ہوا جو غالباً ناظرین کو مطالعہ اصل کتاب کا شائق کرے گا جس سے ان کو
حسن تحقیق و محبتیں بجناب ائمہ مجتہدین کا کمال یقین ہوگا و باللہ التوفیق۔

قصیر

خطبہ ام اویس شیر قیس

میرزا معزز و مکرّم دوست مولوی غلام محمد خان صاحب امیر لکھنؤ

السلام علیکم۔ جو مضمون آپ نے اپنے اخبار نمبر ۲۴ جلد ۱۶ مطبوعہ ۱۱۲۷ الکتبر ۱۳۸۶ میں بعنوان علماء اہل اسلام
کی نا اتفاقی کے تحت فرمایا ہے میں اس کی قدر کرتا ہوں اور اس کو نیک نیتی اور اتفاق طبعی پر مبنی سمجھتا ہوں۔ و
اس کی شکریہ کو اپنا فرض جانتا ہوں مگر ساتھ ہی اس کو استفادہ فوس بھی ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ
فقہ اس مضمون پر میری ناقص سمجھ میں نہیں آئے۔

ایک یہ کہ گروہ ابجدیث ایک جدید فرقہ ہے دوم یہ کہ اس گروہ کی تصانیف میں حضرت الم
اعظم کو فی رضی اللہ عنہ کی توہین اور علم حدیث کے لاعلمی و تفاوت و ارجح ہوتی ہے۔ سوم یہ کہ محمد حسین (خالک)
کی اکثر تصانیف میں ایسا تذکرہ ہوتا ہے جو انکی بعض مخالفین نے کیا ہے جس سے کج فہم چارہ دار و گردون
آدمی کے دل کہانیکے کچھ حاصل نہیں۔

منجانب فقر کے فقر اول کے سمجھانیکے تو میں آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا اس کو سمجھنے میں میں
ہی مشقت اٹھاؤنگا اور جو سمجھ میں آیا اس کو اپنی رسالہ اشاعت السنہ میں درج کروں گا۔ فقہ دوم جو
کے سمجھنے و سمجھانیکے جناب کو تکلیف دیتا ہوں براہ مہربانی آپ یہ تکلیف گوارا فرما کر میرے دو سواؤں کا جواب

(۱) آپنے تصانیف علماء الحدیث میں ایسی کونسی کتاب ہے جیسی امام الائمہ فخر الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ کو فی رضی اللہ عنہ کی توہین یا علم حدیث کے لاعلمی پائی جاتی ہے۔

(۲) خاکسار کی تصانیف میں آپنے ایسی کونسی جگہ پائی ہے جہیں اس امام عالم مقام کا ایسا تذکرہ ہے جہیں جناب مدوح کی توہین موجود ہے اور اس سے کسی منصف متبع امام کی (حکواس) تذکرہ کر پڑے ہوئے ہیں۔ سے پہلے میری نسبت سوظنی نہ ہو) کی دلکش منصف ہو۔

مگر سوال دل کے جواب میں یہ ملاحظہ فرمائیے کہ وہ کتاب جہیں امام صاحب کی توہین ہو اس کے کسی عالم کی تصنیف ہونے محض کسی کتاب فروش کے۔ اور بوقت جواب سوال دوم پیش نظر فیض شہرہ کے دو چار سطریں عبارت توہین آمیز کے ماقبل و مابعد یہی دیکھ لی جاوے گی ایسا نہ ہو کہ جس عبارت کو آپ توہین سمجھتے ہیں اسکا توہین نہ ہونا اسی میں ثابت کیا گیا ہو۔

جواب سوال اول اگر آپ ایسی کتاب کا جہیں امام صاحب کی توہین نہ ہو تب توہین کے توہین لکھو (اگر وہ اس گروہ کا عالم ہے) تو توبہ کرونگا۔ در نہ اسکو اپنا گروہ یا ضابطہ خارج کر نہیں کوشش کروں گا اور جواب سوال دوم اگر میری تصانیف میں کوئی جگہ بتائیں گے جہیں امام صاحب کی توہین ہو تو میں بذات خود لکھنؤ میں حاضر ہو کر اس فعل شنیع و جرم قبیح سے آپ کے ہاتھ پر عیبت توبہ کرونگا۔

ادارہ اگر آپ نے ہماری یا ہمارے گروہ کی اصل تصانیف نہیں دیکھا جو فرمایا ہے ہمیں سنی سنائی ہوئی پر ایک غلطی کی نقل و اقتباس پر ہر دوسہ کیا ہے (چنانچہ آپ کا اسی پرچہ کی سطر ۷۸ و ۹۰ کا لہجہ اول صفحہ کا یہ فقرہ راقم کو بہت کم اتفاق اسی تصانیف دیکھنے کا ہوا ہے مگر جہاں تک اسکا اقتباس نظر سے گذرا ہے اس پر شہد ہے) اور اسوجہ سے آپ اس بحث کو طول دینا نہیں چاہتی تو ہم بھی خواہ مخواہ الجہنم کو پسند نہیں کرتے آپ خوب جانتے ہیں کہ ہم لاشہ شخصہ کی مباحث کو ترک کر چکے ہیں اس صورت میں آپ کو مناسب ہے کہ آپ ہمارے خط کو اپنی اخبار میں چھاپ دینا جو اخیر میں ہم یہ کہتے ہیں کہ جس شخص کے دل میں امام ابو حنیفہ علیہ السلام کی توہین ہے یا اسکی قلم و زبان سے بغرض توہین ایسے کلمات جن سے ان کی اتباع کے دل کہیں سرزد نہ ہوں وہ خدا کا رسول کا ایمان کا اسلام کا دشمن ہے۔

تقیہ ریو تو سر جان نامیہ

تقیہ ریو تو سر جان نامیہ

اسکو فتح دی ان دونوں میں بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں وہاں میں نے بڑی
 ہریت میں پائیں انہیں میں ایک واقعہ ماویہ کا تھا جو (۱۲) یار میں ۱۸۱۱ء میں واقع
 ہوا اور واقعہ عتیزہ اور شقرا جو (۱۴) کا نون ثانی میں ۱۸۱۱ء میں واقع ہوا اسکو
 بعد ضررہ میں ایک لڑائی ہوئی پھر درعیہ میں ایک جنگ ہوئی۔ ابن سعود نے
 بہت زور جمع کیا اور لشکر اکٹھا کر کے درعیہ میں قلعہ بند ہوا ابراہیم پاشا ایک
 مکت اسکو گھیرے رہی بعد اسکو قلعہ فتح ہوا اور ابراہیم پاشا نے قلعہ میں داخل ہو کر
 ابن سعود اور اسکے گہروالوں کو مقید کیا کوئی انہیں سے بھاگ نہ سکا سوا ایک بیٹے
 ترکی کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب ابن سعود اپنی نجات سے مایوس ہوا اور
 درعیہ بالکل مصریوں کی گولہ باری وغیرہ سے برباد ہو گیا تو ابراہیم پاشا اس نے
 اسن چاہی ابراہیم نے اسکو اسن دی اور یہ واقعہ (۸) ذی قعدہ ۱۲۳۲ھ ہجری
 میں ہوا یعنی بلول ۱۸۱۱ء میلادیہ میں غرض ابن سعود ابراہیم پاشا کے پاس آیا اور
 اپنے تئیں اسکو سوپ دیا اور اسن چاہی اور ایک دن کی مہلت مانگی ابراہیم نے
 اسکی بہت تعظیم کی اور مہلت دی دوسری دن اسکی شرط کے موافق اسکو مصر
 لیجنا چاہا ابن سعود حسب حکم سلطان مصر کی طرف ایک لشکر کی حفاظت و حراست
 میں روانہ ہوا چودھویں ذیقعدہ کو وہاں سے چل کر اٹھارہویں محرم کو محمد علی پاشا
 عزیز مصر کے پاس پہنچا عزیز مصر نے اسکا بہت اکرام کیا ایک خلعت دیکر آستانہ
 علیہ سلطان کو روانہ ہوا (۱۷ صفر ۱۲۳۶) کا نون اول میں سن مذکور ہوئے وہاں داخل
 ہوا وہاں باندھ کر مارا گیا اور خرنادرہ اور عبدالعزیز بن سلیمان جو اسکا کاتب ہوا وہ
 دونوں قید رہے۔

پھر فصل ہفتم میں خاص کر محمد بن عبدالوہاب نجدی کے حالات باقہ
 ذیل بیان کئے ہیں۔

محمد بن عبد الوہاب کا حال کینیل یوس قند بک امیر کافنی اپنی کتاب
مآثر الوضیہ فی الکرة الارضیہ کی چوتھی فصل میں بلا دعر کے حالات میں
صفحہ ۴۶ میں یون لکھا ہے کہ اوائل اس قرن میں طائفہ دہلیہ قوی ہوا اور
بھگروہ ایک مرد قہمی کی طرف منسوب ہو کہ اُسکو محمد بن عبد الوہاب کہتے ہیں اور وہ
قبیلہ مسالینج میں سے تھا اولاد علی سے اور اس قبیلہ کا بقیہ نواحی زبیدی میں ہے۔
خلیج عجم پر اور محمد بن عبد الوہاب درعیہ میں تھا نجد میں اور حاکم دمان کا آن
دنون سعود بن عبد العزیز غفری تھا ربیعۃ الفرس کے قبیلہ سو کہ وہ شیخ تھا شہر کا
غرض سعود ابن عبد الوہاب سے متفق ہو گیا اور اُسکی تعلیموں کو پہلے لکھا
مسیحی میں اور اس کے بعد عبد العزیز ابن سعود حاکم ہوا اور دو طرے لشکروں غالب
آیا جو وزیر بغداد نے اُسکی طرف روانہ کئے تھے اور ایک طرے لشکر پر اور فتح پائی جو
رید بن مساعد شریف مکہ کے زیر نشان تھا ۱۸۵۹ء میں اور یہ گروہ دہلیوں کا
عراق میں غالب ہو گیا اور مسجد علی پر انہوں نے غلبہ کیا اور اُسکو ویران کر دیا اور ۱۸۶۰ء
میں عبد العزیز نے اپنے بیٹے سعود کو پارہ نہر ارفج کے ساتھ روانہ کیا اور وہ طائف
اور مکہ پر حاکم ہو گیا اور پھر جدہ کو گیا اور اُسکا محاصرہ کیا اور دمان اُسکو اپنے باپ
کے موت کی خبر ملی وہ درعیہ کو لوٹ آیا اور ۱۸۶۱ء میں پھر حجاز کو گیا اور مدینہ منورہ
کو فتح کیا اور اُسکی اطراف پر تسلط ہو گیا اور دمان فرمان روائی کی ۱۸۶۱ء تک پھر
ابراہیم پاشا اُسکے دور کرنے پر مستعد ہوا جو والی مصر تھا اور کئی لڑائیوں میں اُسے
غالب آیا یہاں تک کہ اُسکو ملک حجاز سے نکال دیا اور سعود مرض بخار سے درعیہ
میں مر گیا اور سپاس برس کی اُسکی عمر تھی اور اُسکی اولاد نجد پر حاکم رہی اور اُسکی طرف
پر اب تک حاکم ہے اور قصبہ آن کا مدینہ ریاض ہے اور وہ لوگ سب دہلیوں میں سے
ہیں انتہی اس کتاب کے تاریخ تالیف ۱۸۶۲ء اور مراجعت اس کتاب کی بغیر نظر

۱۸۱۵ء میں ہوئی اور اسی موسم نے یہ بھی کہا ہے کہ نجد اس ملک کو کہتے ہیں جو متصل شام جانب شمال واقع ہے اور عراق سے جانب مشرق اور حجاز سے جانب غرب اور یمامہ سے جانب جنوب اور وادی پاکیزہ ملک ہر عرب کا اور شعرائے عرب نے اکثر اسکی تعریف کی ہے اور اسمین ایک زمین واقع ہے جنکو کلیب بن وایل بن ربیعہ رمنہ مقرر کیا تھا اور آخر بھیا امر اسکے قتل کا سبب ہوا اور بڑی لڑائی ہوئی جو حرب لبوس مشہور ہے اور وہ لڑائی عرب میں ضرب النمل ہو گئی اور حیل عکا ذہبی اس ملک میں واقع ہے کہ ایک مدت سے عربی فصیح سوا اسکے اور کہیں باقی نہیں۔

اسکے بعد نواب صاحب نے ان حالات محمد بن عبد الوہاب سے یہ نتیجہ نکالا کہ منہ وستان کے مسلمانوں میں ان حالات کا نام نشان بھی نہیں پھر انکو کیوں دہلی کہا جاتا ہے اور بیان کیا ہے کہ ہندوستان کے روساء امر اخص صائریہ بھوپال ہمیشہ وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کی خیر خواہی و معاونت سے گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی ہر چنانچہ فرمایا ہے الحاصل جو حال دہلیوں کا ان سات فصل میں تحریر ہوا اس سے زیادہ کسی کتاب تاریخ وغیرہ میں کسی نے نہیں لکھا اور یہ موافق تحریر و تحقیق علماء عیسائین کے ہے اس سے زیادہ تحقیقات بھی ممکن نہیں ہے اس حال کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانان ہند کی کئی شکاوتیں یہ نہیں ہیں ہر اسلئے کہ جو کارروائی ان لوگوں نے ملک عرب میں عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں خصوصاً کی

اور جو تکلیف ان کے ہاتھوں سے ساکنان حجاز و حرمین شریفین کو پہونچی وہ معاملہ کسی سلب انسان ہند وغیرہ نے ساتھ اہل مکہ و مدینہ کے نہیں کیا اور اس طرح کی جرات کسی شخص سے نہیں ہو سکتی اور یہ ہی معلوم ہوا کہ یہ فتنہ دہلیوں کا ۱۸۱۵ء میں بالکل غلغلو شس ہو گیا اس کے بعد کسی شخص امیر و غریب اس ملک میں پھر سر نہ اٹھایا x x عہد نامہ بہوپال اسی ۱۸۱۵ء میں ہوا جو سال ختم فتنہ اہل نجد کا ہے جنکی طرف

وہابی منسوب ہیں۔ اُس دن سے آجکا دن ہے کہ کسی نے سرکار برٹش سرکسٹیم کی مخالفت و سرکشی نہیں کی بلکہ پابندی قبول و قرار مذکور زمانہ غدر ہندوان میں جبکہ اکثر عایا خالصہ انگریزی کی بدل گئی روساء ہند نے بقدر اپنی طاقت و قدرت کے سرکار برطانیہ کو رسد و فوج اور مال سے مدد و اجبی دی تو آپ سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ نے بہوپال سے تاجہان فوج ریاست بہیجی اور غلہ واجناب علاقہ بہوپال سے ہر طرح کی اعانت کی۔ اسی طرح نواب شا جہان بیگم صاحبہ علیہ نے ہنگامہ فوج کشی کابل میں مستعدی اپنی واسطے مدد سرکار انگریزی کے فوج و مال سے ظاہر کی اور سال حال میں جبکہ ہم مصر پیش آئی طرح طرح کی دلسوزی اور اعانت ظاہر فرمائی یہاں تک کہ جب سرکار نے اعرابی پاشا کو شکست دی اور ملک مصر بھر تو فوج پاشا خدیو مصر پر مسلّم ہوا تو اسکی خوشی میں اتواب قلعہ قحطہ سے سرکین اور خرطیہ خط تہنیت روانہ صدر کیا اسی طرح ہر موقع میں باتفاق نامہ نگار سب سے پہلے اپنی خیر سگالی اور مدد دہی کا ارادہ سچے دل سے ظاہر کیا جسکا شکریہ ذریعہ تحریر میرشتہ و تار باے برقی مکرر سہ کر طرف سے جناب لیلہ ز کشور ہند کے معرض اظہار میں آیا اور یہ کارروائی موجب کمال خوشی محکام عالی مقام ہوئی۔

پہر فصل ہشتم میں جناب مؤلف نے حسبِ عہدہ اپنی مختصر سرگزشت لکھی ہے اور اسکے ضمن میں سجدیوں کا شائع میں منقرض ہو جانا۔ اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کا مذہب حنبلی کا مقلد ہونا اور اہلحدیث ہندوستان کا تقلید مذہب خاص سے منکر ہونا اور عبد الوہاب نجدی سے کوئی تعلق و ماہ رسم نہ کہنا اور اہلحدیث کی کتابوں میں گورنمنٹ انگلشیہ سے بغاوت و جہاد کی ترغیب کا نہ پایا جانا اور ہندوستان میں کسی کا پہلی دینی مذہب ہونا اور اہلحدیث کا اہلحدیث کو اندازہ عدت و دہائی کھنایاں کھینچ کر اور فرمایا

جب سبب اغوا ملا زمان قدسیہ تکیم صاحبہ مرحومہ کے ٹیمپ آف انڈیانس اپنی
پرچہ نمبر مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۶ء میں حسب فرمائش سید حسن و سید احمد نقشبندی
خان و سید عبداللہ ساکن سورت آل عیدروس یہ چہا پاکہ ہم لوگوں نے عربی زبان
جواب مطبوعہ قسطنطنیہ مورخہ ۲۵ محرم ۱۲۹۹ھ مطابق ہشتم جنوری ۱۸۸۶ء میں
اس مضمون کو پایا ہے کہ صدیق حسن خان ایک معزز دہلی نے جو شوہر ہزارہائیں
رئیسہ بہوپال جی ایس آئی ہین دو تین اپنی خاص تصنیف کی کتابیں مطبع جواب
میں چھپو کر بھیجی ہیں خطبہ کتب سوا ظاہر ہے کہ یہ کتابیں خلاف عام قواعد اسلام
اور امن والی مسائل مذہبی کی ہیں اور اس صحیح مذہب کے خلاف ہیں جو بارہ سو
سے ایک طرح پر چلا آتا ہے اور یہ کتابیں تائید مذہب دہلی میں ہیں جو اُنسی مانہ
میں صاحب جواب نے ٹیمپ کو جواب دندان شکن دیا اور غلطی خبر مذکور کی ثابت
کر دی۔ پہر دوبارہ سید حسن وغیرہ چار نفر مذکور نے ٹیمپ آف انڈیا میں دہلی ہونا
میرا طبع کر دیا اسپر ریاست فراموش کیا اور اجنبی سپہورا دراندور کو لکھا آخر ٹیمپ
نے لکھا خبر مذکور کا جھوٹ سمجھ کر ترک کر دیا کیونکہ ان کتابوں میں بغاوت یا جہاد کا
ذکر نہیں ہے بلکہ وہ مذہبی کتابیں بھی نہیں علم تاریخ و لغت معانی و بیان وغیرہ کی
ہیں۔ پہر ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۸ھ ہجری میں سید حسن مذکور مر گیا اسلئے اس جگہ بضرورت
بیان حال خبر مذکور لکھنا اس بات کا ضرور ہوا کہ یہ دہلیت کس چیز کا نام ہے جسپر
اس قدر شور و غل ہوتا ہے اور ہر شخص اور قوم کی دشمن جب کسی کو ایذا پہنچانیکا قصد
کرتے ہیں تو نزدیک حکام وقت کے اُسکو دہلی ظاہر کر کے بدنام کر دیتے ہیں سو حال
اسکی یہ ہے کہ بموجب تحقیقات علماء عیسوی کے جسطرح کتاب آثارالادب اور غیر
مطبوع بیروت میں لکھا ہے یہ بات معلوم ہوئی کہ محمد بن سعود نام ایک امیر ملک نجد
میں تھا اُسکے وقت میں ایک شخص محمد بن عبد الوہاب نام ظاہر ہوئے اور قوم پورہ

سے مخالفت مذہبی ہوئی محمد بن سعود نے انہی مدد کی یہ واقعہ ۱۸۱۷ء میں ہوا اور بعد ۱۸۱۹ء کے ابن سعود مرگیا۔ اُسکی جگہ بیٹا اُسکا عبدالعزیز نام قائم ہوا اُس نے اپنی باپ کی طرح یہ مذہب محمد بن عبدالوہاب کا رواج دیا اور اطراف نجد و ملک عرب میں لڑائی شروع کی یہاں تک کہ ۱۸۱۷ء یا ۱۸۱۸ء میں مکہ و مدینہ پر فتح پائی اور بہت علاقہ لے لیا اُسکے بعد بیٹا اُسکا سعود نام ۱۸۱۸ء میں حاکم ہوا اور باپ کے طریقہ پر کارروائی کی یہاں تک کہ حسب الحکم سلطان محمود خان والی روم کے محمد علی پاشا سے ۱۸۱۸ء میں اسپر فوج کشی کی اور شکست دی پھر وہ ۱۸۱۸ء میں مرگیا اُسکی عمر ۶۸ برس کی تھی اُسکی جگہ بیٹا عبدالعباس نام قائم ہوا اُسکی لڑائی ابراہیم پاشا بن محمد علی پاشا سے ۱۸۱۸ء میں ہوئی اور آخر کو مقید ہو کر اسلامبول بھیجا گیا وہاں جا کر قید میں مرگیا اور یہ فتنہ ۱۸۱۸ء مطابق ۱۸۱۸ء میں ختم ہو گیا۔

اصل اس مذہب کی یہ ثابت ہوئی اور معلوم ہوا کہ سوائے اطراف ملک نجد کسی دوسری جگہ مذہب مذکور نے رواج نہیں پایا اور دوسری کتب تاریخ بیروت سے جو تالیف علمائے عیسوی کے ہیں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مذہب محمد بن عبدالوہاب کا حنبلی تھا جب سے سعود وغیرہ اور اُسکے مددگار بیٹ گئے پھر کسی نے اُس دن تک اُس ملک میں خروج نہیں کیا ہندوستان کے مسلمان ہمیشہ سے مذہب شیعہ یا حنفی رکھتے ہیں انہی راہ و رسم ملک نجد سے کسی تاریخ ثابت نہیں ہوتی اور نہ کوئی شخص اُس ملک مرید یا شاگردان لوگوں کا ہے اور نہ کوئی کتاب اُس ملک کی اس سلیم بن راجح ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شہر میں بعض لوگ بعض مذہب کو دہائی کہتے ہیں اور ایک دوسرے کو رد میں کہتا ہیں بناتے ہیں اس کے سبب میں جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ فساد آپسی عداوت سے ہوا اس لئے کہ مذہب اسلام میں باوجودیکہ تہتہ فرقتے ہیں جبکی گنتی علماء اسلام نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں انہیں کسی جگہ کوئی فرقہ بنام دہاویہ نہیں گنا۔ اس کے سوا

ہندوستان میں انکو دشمنوں نے دہلی مشہور کیا چر وہ اس نام سے انکار کرتے ہیں اور کوئی تعلق اُسکا ملک نجد سے ثابت نہیں ہوتا۔ پہر جو غور کیا گیا کہ وہ کون سیل میں جن کے سبب سے ایک فرقہ کا نام بدعتی ہوا اور دوسرا دہلی کہلایا تو معلوم ہوا کہ وہ چند مسئلہ ہیں۔ بعض انہیں متعلق عقاید میں اور بعض متعلق عبادت ان مسائل میں کسی جگہ مسئلہ پیدا کا ذکر نہیں ہے اور داکٹر بنیٹر صاحب نے تعداد ان مسئلوں کی سات مسئلہ اپنی کتاب میں اور چودہ کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن ان مسائل میں ان سے غلطی ہوئی ہے۔ چنانچہ مکنتہ چینی سید احمد خان سی ایس آئی سے ظاہر مجموعہ ترجمہ انگریزی خاص مقام لندن میں طبع ہوئی ہے اور جس کتابوں کا یہی غلط ہے اور بعض ایسی کتابوں کا نام لیا ہے جو کسی کے نزدیک مذہب دہلی کے نہیں ہیں جیسا درختار۔ پس جو لوگ قبر کو نہیں پوجتے مردوں کی نذر و نیاز نہیں کرتے مولویوں اور وریشوں کی رائے کی اطاعت نہیں کرتے مجلس مولود نہیں کرتے تحریک نہیں بناتے کسی مذہب خاص کے پابند نہیں۔ چوری و دغا بازی و رشوت خوری و زنا کاری و عہد شکنی وغیرہ افعال بد کو منع کرتے ہیں اور جو دین بارہ برس سے چلا آتا ہے کہ حیثیت سوا حق اسلام کے کوئی نام مذہب کا جانتا نہ تھا اور وہ قرآن شریف اور حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے۔ اور وہ کتابیں ساٹھ ستر برس بلکہ اُس سے پیشتر سے مکرر سہ کمر کلکتہ دہلی بمبئی و مصر وغیرہ میں طبع ہوئی ہیں اور ہوتی ہیں اور ان کا منشا صرف قائم ہونا عبادت پر یعنی نماز و روزہ و حج وغیرہ فرائض پر اور بچنا ہر خدا کی بات سے اور اس قسم کی کتب و رسائل سینکڑوں عدد عربی وغیرہ زبانوں میں سینکڑوں برس سے تالیف ہوئی ہیں نہ چودہ کتابیں ہیں نہ چالیس انکو یہ بدعتی لوگ جو پابند کسی مذہب خاص کے ہیں دہلی کہتے ہیں۔ ایک شخص فضل رسول نام شہر دہلیوں ملک ہند کا رہنے والا تھا سب سے پہلے دہلی نام اُس نے مسلمانان ہند کا

پہر اس نام کو عوام میں شہور کر دیا جو لوگ فساد ہی تھے انہوں نے حکام کے دہن
 میں بات ڈال دی کہ جو لوگ دہابی کہلاتے ہیں وہ سرکار انگریزی کے دشمن
 ہیں سرکار نے جو غور فرمایا تو یہ دریافت کیا کہ مطلق دہابی کسے کہتے ہیں
 دشمن نہیں سمجھا جاتا جب تک کوئی جرم بغاوت اس سے صادر نہ ہو مگر یہ بات مدت
 دراز کے بعد سرکار نے سمجھی ورنہ ایک زمانے میں صرف کسی کے دہابی کہہ دینے
 پر بھی مواخذہ ہو جاتا تھا اب وہ بات باقی نہ رہی سید احمد شاہ ساکن نصیر آباد بریلی
 میں ایک شخص تھا جنہوں نے بہت خلق کو نماز روزے پر قائل کیا اور گناہوں اور
 فساد کے کاموں سے روکا اور پہر وہ ہندوستان سے چلی گئے۔ اطراف پنجاب میں
 سکھوں سے لڑے انکو فضل رسول بدایونی نے دہابی ٹھہرایا اور سرکار کا دشمن بتلایا
 حالانکہ وہ کلکتہ تک گئے تھے اور ہزاروں مسلمان فوج انگریزی کے ان کے مرید ہو
 رہے مگر انہوں نے کبھی یہ ارادہ ساتھ سرکار انگریزی کے ظاہر نہ کیا اور نہ سرکار
 ان سے کچھ تعرض فرمایا حالانکہ خاص کلکتہ سے سات سو آدمی اپنی ہمراہ لیکر حج کو گئے
 اور مدت دراز تک ہزاروں مریدوں کو ہمراہ لیکر ہندوستان کے شہروں میں
 وعظ و نصیحت کرتے رہے اسکی تصدیق کے واسطے تحریر سید احمد خان سی ایس آئی
 کافی ہے جو انہوں نے جواب میں ڈاکٹر نٹھ صاحب کے خاص لندن میں عبارت اردو
 و انگریزی طبع کرائی ہے اس میں حال ہامیوں کا اور حال سید احمد شاہ بریلیوی کا اور
 چھاو و ہجرت کا اور مسئلہ دار الحرب کا اور دار الاسلام ہونے ملک ہندوستان کا اور
 ذکر ان کتابوں کا جنکو لوگ تصنیف ہامیوں کی خیال کرتے ہیں مفصل لکھا ہے اور انکا
 لکھنا اسواطی زیادہ معتبر ہے کہ یہ بڑے معتد گورنمنٹ عالیہ و رنجیر خواہ سرکار انگریزی
 کے ہیں نیز تو سید احمد شاہ بریلیوی کو نہیں دیکھا اور نہ ان کا زمانہ پایا لوگوں سے انکا حال سنا اور
 کتاب سید احمد خان سی ایس آئی مطبوعہ مقام لندن ۱۸۷۲ء میں لکھا دیکھا ہے ۔

اسکے بعد رسول و مٹری گزٹ لاہور کے ایک ٹریکل کا خلاصہ نقل کیا ہے جس میں
 مسلمان علماء کا خیبر خواہ گورنمنٹ رہنا مذکور ہے۔ اسکے بعد اخبار تیرہویں صدی
 اگرہ سے ایک مضمون اس گروہ (خصوصاً جناب مولفہ) کے خیبر خواہ گورنمنٹ
 ہونے کے شہادت میں نقل کیا اسکے بعد یہ بیان کیا ہے کہ کتب اسلامیہ میں مسد جہاد
 ایسے طور پر بیان نہیں ہوا کہ اسکے پڑھنے سے گورنمنٹ کی بغاوت کا کسی کو خیال پیدا ہو
 اور بیان کیا کہ مسلمانوں وغیرہ میں جو مسلمان ہوئے ہیں وہ اس سلسلہ کو نتائج نہیں ہیں
 ان مفید و مکمل مسائل تھا اسکے بعد فرمایا ہے معبد اہمیت و باہت اور جہاد علماء حدیث پر
 خواہ قدما ہوں خواہ متاخرین محض خیال خام ہے کوئی دانشمند تجربہ کار معاملہ فہم ہرگز
 اس بات کو قبول نہیں کر سکتا ہے کہ سوائے اُن ملاؤں کے جو علم کامل سے جاہل اور
 اور تحقیق صحیح سے عاقل ہیں کوئی شخص بھی اہل علم و معرفت کی ایسا دعویٰ کرے کہ
 سرکار سے جہاد کرنا مذہب اسلام میں حالت موجودہ پر بالخصوص فرض ہے یا اس وقت
 میں شروط جہاد موجود ہیں اور مجھ کو تو خاصہ اس بحث میں قلم اٹھانے سے کچھ
 غرض تھی مگر جبکہ ایک کتاب مجموعہ خطب جس کا نام **موعظۃ حسنہ** ہے
 بیوپال میں طبع ہوئی اور وہ کتاب ایسی تھی کہ اس میں خطب جمعہ سال تمام کے فی ماہ
 پنج خطبہ علماء سابقین مرحومین صد ہا سال کے جمع تھے مثل ابن الجوزی و محمد
 ابن احمد عینی وغیرہ اہل حدیث کرام اس میں اتفاقاً ایک خطبہ غزوہ کا مولفہ مولوی محمد علی
 مرحوم کا بھی ایک کتاب میں بذیل خطب کسوف و خسوف و استسقاء و نکاح وغیرہ
 طریقہ دیگر مجموعہ خطب مطبوعہ بلاد متفرقہ درج تھا اسپر یارون نے مجھ کو دیکھا
 کہہ دیا جس کا جواب دیا کہ کتاب **غریب** تاریخ بیوپال میں لکھا گیا ہے حالانکہ
 میں نے مولوی محمد اسماعیل کو نہیں دیکھا اور نہ ان کا زمانہ پایا اور نہ ان کی کسی کتاب میں
 ذکر جہاد کا لکھا دیکھا اور نہ خاص اس خطبہ میں ذکر جہاد کا ساتھ گورنمنٹ کے ہے صرف

بیان فضیلت جہاد کا ہے جس طرح ساری کتب اسلام میں لکھا ہے اس طرح کے
خطبہ کتب تاریخ سلاطین اسلام وغیرہ میں بہت لکھی ہیں اور مجامع خطبہ مطبوعہ
بلاد متفرقہ میں بھی موجود ہیں بلکہ آٹھ بیس پہلے طبع مجموعہ خطبہ مذکور سے میٹر کتاب
ہدایہ السائل میں ایک فقرہ بھی تحریر کیا ہے کہ ہم پر نہ اتباع محمد بن عبد الوہاب نجدی کا
لازم ہے اور نہ اتباع محمد اسماعیل دہلوی کا حالانکہ اگر کوئی شخص مسلمان کسی عالم اسلام
کی کتاب سے کوئی مسئلہ رد شرک و بدعت و تقلید کا نقل کرے اور اس کے موافق عقیدہ
رکھے اور اس کو اپنا پیشوا بنالے تو یہ بات بھی کچھ ہر کسی سلطنت و دولت کو اس وقت
تک نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ بنیاد کسی فساد و بغاوت کی اس پر قائم نہ ہو علماء ہر ملت
و مذہب ایک کتاب سے ہمیشہ نقل استفادہ و استدلال کیا کرتے ہیں یہ ہر کوئی جرم
مذہبی یا قانونی نہیں ہے مگر جب یہ تہمت نسبت میرے بطور مخبری الگائی گئی تو
اُس وقت جس طرح ہر شخص کو اپنے خلاف منشاء امر پر غصہ و رنج ہوتا ہے مجھ کو بھی اس
مخبری بے اصل و تہمت محض پر غصہ و رنج پیدا ہوا ناچار میں اس فصل کو واسطے بیان
حال و بہت کے تحریر کیا ہوں و دہلی کہنا ایسا ہے جیسا کوئی کسی کو گالی دے اور بیوقوف
کہتا ہمارا طرف اُن اشخاص کے جن کا نام بعض لوگوں نے براہ عداوت مذہبی یا خانہ
دہلی رکھا ہے اور وہ لوگ بھی دہلی نہ تھے اور نہ انہوں نے سرکار انگریزی کی کسی
جہاد کیا اور نہ ہندوستان میں فتویٰ جہاد کا لکھا سر اسرار الضافی ہے۔ تین باتیں
راے سید احمد صاحب بہادر سے جو انہوں نے جواب ڈاکٹر منیر صاحب میں ظاہر کی
ہے اور کتاب نکتہ چینی میں لکھی ہے یہ کہتا ہوں کہ سید احمد شاہ بریلوی جن کا نام
فضل رسول بدایونی نے دہلی شہر کیا تھا وہ اپنی ذات سے عالم مولوی نہ تھے
ایک درویش قوم سادات سے تھے شاہ عبدالعزیز دہلوی کے مرید اُن ہی کے
طریقہ پر چلتے تھے اور وہ اپنے باپ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے طریقہ پر تھے

اور خلق کو وعظ و نصیحت کرتے تھے انکی نصیحت سے ہزاروں جاہل منہ وستان
 کے راہ راست پر آگئے۔ شاہ عبدالعزیز اور انکے باپ کا زمانہ ہنگامہ ملک سجد سے
 قریب یا اول تہا مگر اون کو کسی نے دہابی نہ کہا اور نہ اونہوں نے ملک سجد کو دیکھا
 اور نہ انکو طریقہ اہل سجد پر اطلاع حاصل ہوئی۔ اور نہ انہوں نے کسی اپنی تصنیف میں
 ذکر دہابیوں کا لکھا بلکہ وہ نام و مذہب دہابی سے ہی آگاہ نہ تھے۔ اس طرح جو تصنیف
 سید احمد شاہ صاحب بریلوی اور انکے مریدوں کی ہے اس میں کہیں بھی ذکر دہابیوں
 کا نہیں ہے اور نہ مسئلہ جہاد کا لکھا ہے ایک کتاب انکی **صلطہ مستقیم**
 نام ہے جو کلکتہ میں اسی زمانہ میں طبع ہوئی تھی اور پھر دوبارہ اس زمانہ میں دہلی
 میرٹھ میں چپی اسمین مسایل درویشی میں دوسری کتاب **تقویۃ الایمان** لکھی
 مولوی اسماعیل دہلوی ہے اس میں ذکر رد شرک و بدعت کا ہے کہ میں دہابیوں کا او
 مسئلہ جہاد کا پتہ ہی نہیں۔ یہی حال کتاب راہ سنت اور ہدایۃ المؤمنین کا ہے
 کہ اس میں بدعات اور تعزیر کی سرائی لکھی ہے۔ تعزیر ایک ایسی چیز ہے کہ مذہب
 میں ہی بدعت ہے۔ گورنمنٹ اگر ساری کتابوں کو جمع فرما کر ملاحظہ کریگی تو کسی کتاب
 میں ان کتب سے مسئلہ جہاد کا یا بغاوت کا سرکار انگلشیہ سے یا سنا و سکھانے کی کوئی
 بات نہ پاوے گی۔ سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سے اس مقام پر یہ بہول ہوئی
 ہے کہ اونہوں نے لقب دہابی کا حق میں سید احمد شاہ اور انکے مریدوں اور شاگردوں
 کے روا رکھا اور یہ بھی لکھا کہ ہر فرقہ حنفی مذہب وغیرہ میں ہی دہابی ہوتے ہیں
 مگر یہ لوگ معتقد جہاد کے ساتھ سرکار انگریزی نہیں ہیں اور آخر فقرہ لکھا یہ ہے
 کہ ہم اس وقت بہت سے آدمیوں کا نشان دے سکتے ہیں جو سرکار انگریزی کے ملازم
 ہیں اور ملازم بھی ایسے کہ اتنے زیادہ خیر خواہ سرکار کا اور معتقد کوئی نہیں با اینہم وہ
 اپنے تئیں کہنے خزانہ بے تال دہابی کہتے ہیں اور اس کہنے پر انکو ایک طرح کا ناز ہے

مراد اس عبارت سے خود سید احمد خان بہادر ہیں کہ وہ اپنی جان کو دہابی قرار دیتے ہیں مگر ہمارے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ سارے جہان کے مسلمان دو طرح پر ہیں۔ ایک خالص اہلسنت و جماعت جنکو اہلحدیث بھی کہتے ہیں دوسرے مقلد مذہب خاص وہ چار گروہ ہیں۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ جو شخص ملک نجد میں پیدا ہوا اور جسکی رائی پر محمد بن سعود نجدی نے بوہرون اور عرب کے مسلمانوں اور بدوؤں سے لڑائی کی وہ شخص حنبلی مذہب تھا۔ یہ بات کتب تواریخ عیسائی و اہل اسلام دونوں سے ثابت ہر پہر اہلحدیث کسطح دہابی ہو سکتے ہیں۔“

اسکے بعد جناب مولف نے بڑی بسط و تفصیل کے ساتھ چند باتیں بیان کی ہیں جنکا خلاصہ ہم اس مقام میں نقل کرتے ہیں اصل عبارت بخوف لتطول تعرض نہیں کرتے ۔

- (۱) لفظ دہابی ہر شہر و ملک میں جداگانہ معنی میں مستعمل ہے۔
- (۲) سرکاری محاورہ میں دہابی معنی باغی و جہادی استعمال کیا گیا ہے جسکی در سید احمد خان بہادر نے سرکار کو بتا دی ہے۔
- (۳) جہاد کا مسئلہ اہل اسلام کے ہر فرقہ و مذہب (شیعی شنی حنفی اہلحدیث) کی کتابوں میں موجود ہے مگر وہ ایسی شرائط پر موقوف ہیں کہ ان کا وجود کم از کم سال سے معدوم ہے و بناء علیہ وہ مسئلہ گورنمنٹ انگلشیہ سے متعلق نہیں ہو سکتا
- (۴) ان ہی شہر و ط کے لحاظ سے اسیر شمیور کی لڑائیاں جہاد متصور نہیں ہو سکتی
- (۵) اسید سچہ محمد بن سعود نجدی دہابی کی لڑائی بھی علماء حرمین کے نزدیک جہاد متصور نہیں ہوئی مفسد و باغی ہر قوم میں ہوتے ہیں دیکھو ہر حدی اقوام (جو دہابیوں کے بھی سخت دشمن ہیں) سرکار سے ہمیشہ فساد برپا رکھتے ہیں۔
- (۶) اسی وجہ سے زمانہ غدر کا جنگ شرعی جہاد نہیں سمجھا گیا۔

(۷) زمانہ غدر میں جہاد کے فتوے پر علماء دین کی مہرین جبراً لگائی گئی ہیں۔

(۸) اہلحدیث نے کبھی کسی کے مذہب میں دست اندازی وجہ نہیں کیا اور نہ کسی سے مذہب پر لڑے ہیں۔

(۹) ان کے مخالفوں کا حال اسکے برعکس ہے۔ پہرہ ہر طبقہ مثل اولٹاچو کو نوال کو ڈانٹے، انہیں کو مجرم بناتے ہیں

(۱۰) اسکی تائید میں قاری عبدالرحمن پانی پتی کی رسالہ کشف الحجاب کے عبارت (۱۱) اخبار نور الانوار کا دہائیوں کی تعداد انہی لاکھ بتانا غلط ہے

(۱۲) رؤسا اسلامی ہند وستانی ریاستوں کا دہائی نہ ہونا زمانہ غدر میں ثابت ہو گیا۔

(۱۳) ریاست بہوپال کا خیر خواہ گورنمنٹ ہونا اور وقتاً فوقتاً خدمت و معاونت کرنا اور اسپر عزت پانا۔

(۱۴) اہلحدیث کا عقیدہ جس سے انکا خیر خواہ ملک و گورنمنٹ ہونا ثابت ہو۔

(۱۵) مولف کے والد ماجد (مولانا ابوالحسن قنوجی) کا مسلمہ عین دہائی ہونیسے انکار ہی ہونا۔

(۱۶) کوئی اہلحدیث ہندوستانی دہائی نہیں کہلاتا جیسے شیعہ کہلاتا ہے حقیقی حقیقی۔

(۱۷) بعض سایل میں اہلحدیث ہندوستان کا دہائیہ نجد سے اتفاق و اشتراک ایسا ہے جیسا کہ بعض سایل میں ہندوؤں اور عیسائیوں کو بھی ان سے اشتراک حاصل ہے

(۱۸) اہلحدیث ہندوستان کا دہائیہ نجد سے قتل و تکفیر مخالفین مذہب میں مخالف ہونا۔

(۱۹) جو اہلحدیث ہو گا وہ کبھی گورنمنٹ کا مخالف و باغی نہ ہو گا۔

ان سب باتوں کے بعد رسول و ملطری گزٹ لایہ۔ یہ ایک مضمون نقل کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے اہلحدیث ہندوستان دہلی و باغی و بدخواہ گورنمنٹ نہیں ہیں اور نہ دہلی کہلاتے کے مستحق ہیں۔ اخیر رسالہ میں ایک خاتمہ لگایا ہے جس میں شہادت احادیث صحیحہ یہ بیان کیا ہے کہ فتنہ و فساد کے زمانہ میں مسلمانوں کو اپنی تلوار میں توڑ کر اپنے گہروں کا ٹاٹ بن جانے (یعنی خانہ نشین ہو جانے) یا جنگوں اور پہاڑوں میں غارت و خلوت نشینی اختیار کرنا حکم ہے۔ اس فساد میں شریک ہونی کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ یہ اس کتاب کا خلاصہ مطالب ہے اب سپرڈیٹر اپنی رائے ظاہر کرتا ہے۔

رائے ایڈیٹر

یہ کتاب کے مسلمانانِ پیروان احکام اسلام کے لئے (جو حکام و رعایا کی دہی حقوق کی رعایت کو جزو اسلام سمجھتے ہیں) لبشیر ہے۔ اور زواق مسلمانوں کے لئے (جو بعض اوقات چند اوباش خلائق کو مخالفین مذہب کے لڑتے ہوئے دیکھ کر اسکو جہا شرعی سمجھ کر خیال شہادت اس میں شریک ہو جاتے ہیں) ایک اعظومذہب ہے۔ اور گور انگاشیہ کے لئے ایک دیانت دار و صد اشعار مشیر پولیسکل و زیر ہے۔ اور مختلف قوت اہل اسلام کے باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے اکسیر ہے۔

فریق اول کو تو وہ صاف بشارت دیتی ہے کہ جو کچھ چھٹا اور اطاعت سلطنت کی بات انکا عقیدہ ہے خدا و رسول اور قرآن و حدیث کا وہی حکم و فیصلہ ہے وہ ان پر اس اعتقاد پر قائم و مستحکم رہیں اور سلطنت کی اطاعت و عدم بغاوت کو اپنی ایمان و اسلام کا جز سمجھتے رہیں۔

فریق دوم کو وہ یہ سکھاتی ہے کہ اکثر ملکی افسانیاں جنکو وہ جہا سمجھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً انکو وہ شریک ہو جاتے ہیں جہا ان میں فساد ہیں شرع محمدی کی طرف سے ان میں شریک ہونے کی

اچھا ہے

اجازت نہیں بلکہ ایسے موقعوں پر تلواریں توڑ کر خانہ نشینی غلت گزینی کا صاف حکم
 گورنمنٹ آف انگلشیہ کو (جو فریق سوم ہے) وہ یہ بتاتی ہے کہ انکی رعایا
 سے کروڑ ہا مسلمان عموماً اور لکھوں لاکھوں خصوصاً انکے سچی وفادار و پوری اعانت
 شعار رعایا میں اور یہ مشورہ دیتی ہے کہ گورنمنٹ انکو قوت بازو اور بیچ سلطنت خیال کرے
 اور اس خیال سے انکو اسی نظر عطف و درگاہ نگت سے دیکھے جس سے ہر ایک سلطنت اپنے
 ہم مذہب رعایا کو دیکھتی ہے اور اس باب میں ان خیر خواہان سلطنت (مگر ناواقف)
 انگریزوں کی لہجہ کا یہ مقولہ ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی بغاوت عموماً مسلمانوں یا
 خصوصاً دہلیوں کا مذہبی فرض ہے (ہرگز نہ سنیے اور یہ خیال کرے کہ ان انگریزوں کو
 بالفاظ علم و واقفیت مذہب اسلام کو کیا تعلق ہے اور جو لوگ ان کے برخلاف گورنمنٹ
 کو یہ بتاتے ہیں کہ سلطنت کی بغاوت (خواہ وہ کسی مذہب پر ہو) مسلمانوں کی
 مذہب میں حرام اور سخت گناہ ہے۔ مذہب اسلام کو کیا نسبت ہے۔ اور ان کے قول کو
 عام اہل اسلام میں کیسی وقعت ہے۔

یہ بات تسلیم کی جاتی ہے اور ضرب المثل ہو رہی ہے صَاحِبُ الْبَيْتِ لَا دِرْہَمَ لَہِ
 یعنی گہر والا اُس چیز کو خوب بتاتا ہے جو اس گہر میں ہوتی ہے۔ یہ واقفیت اس شخص کو
 نہیں ہوتی جو کسی کے گہر میں چوری یا اجازت سے تھوڑی دیر کے لئے آگہتا ہے اور یہ
 امر ہی لائق تسلیم ہے کہ یہ کتاب جس پر یہ ریویو لکھا جا رہا ہے اس شخص کی تصنیف ہے
 جسکو مسائل مذہب اسلام سے نہ صرف معمولی واقفیت بلکہ رتبہ اجتہاد و مجددیت حاصل ہے
 اور اہل اسلام میں نہ صرف شہرت و مداخلت بلکہ کمال اعتبار و قبولیت میسر ہو سکتا ہے
 اسکا قول گویا لاکھوں اہل اسلام کا قول ہے۔

اور یہ امر بھی مخفی نہیں ہے کہ یہ مصنفین نہ صرف آجکل پرامیوٹ طور پر
 خاص لوگوں میں دائر میں بلکہ ایک مدت سے اس کتاب کے مؤلف والا نشان اور ان کے

تصحیح غلطی کا کارپردازان بطع نے نمبر ۱۰۷ میں ہضمون مجد کا اخیر جو درہ ہضمون سری میری کے

شمل دیگر اسلام کے اعیان ان مسائل کو اپنی کتابوں میں چھاپتے اور اخباروں اور ریل کے ذریعہ سے تمام ملکوں میں شہرہ کر دیتے ہیں جس میں تو یہ وتصنع کا گمان داخل ہے بھی نہیں ان امور کی طرف توجہ خیال کرنے سے (امید ہے) گورنمنٹ کو کامل یقین ہوگا اگر ان نادانوں انگریزوں کے خیالات مسلمانوں کی نسبت غلط ہیں اور یہ قوم گورنمنٹ کی ایسی خیر خواہ رعایا ہے جیسا کہ اقوام رعایا ہندو عیسائی وغیرہ ہیں اور اس امر کا یقین کرنا اور اس یقین کا رعایا پر اظہار کرنا نہ صرف رعایا کے لئے موجب امن وسودمند ہے بلکہ گورنمنٹ کا فائدہ اس طرح درجند ہے۔ اور اس کے برخلاف لکوکہ رعایا پر مخالفت کا گمان (جیسا کہ بعض افسران گورنمنٹ کو مت تک ہے) جانبین میں حش و بیگانی کا موجب ہے اور پولیسٹل اصول کی بالکل مخالف ہے کیا اچھا کسی کہا ہے رعیت چوخت و سلطان وخت و دخت ای سپر باشند از پنج سخت و عام مسلمانوں (فریق چارم) کو وہ یہ ہدایت کرتی ہے کہ مسلمان سب گروہ و اشخاص اسپین ایک ہیں۔ انکا خدا ایک سول ایک کتاب آسمانی ایک اصول ایک ہر یہ ہر فرقی اختلاف کے سبب اسپین کیوں لڑتے اور ایک سرے پر ناطق تہمتیں اور حکام کے پاس جھوٹی خبر بیان کرتے ہیں وہ سب اسپین ایک چاہیں اور اتفاق و اتحاد کئے دے سے حسن معاشرت و شائستگی سے اوقات بسر کریں ان نتائج و فوائد کی قدر شناسی چاروں فریق مذکورہ سے حسب تفصیل ذیل ہونی چاہئے۔

تینوں فریق رعایا اہل اسلام اس کتاب کو خرید کر فریق اول اس کو اپنی پاس نمبر لے سٹریٹ رکھ کر فریق دوم و چارم اس کو اپنا رہنما و دستور العمل قرار دیں گورنمنٹ اس سے مشیر و وزیر کا کام اسکا انگریزی میں ترجمہ کر کے اس کا قالب طبع میں لا کر اسکی ایک ایک کاپی تمام پولیسٹل افسران و حکام سول پولیس مملکت ہند میں تقسیم کرے۔ اور یہ ہدایت کر دے کہ جلا افسران گورنمنٹ اہل اسلام اور حضو المحدث کو اس کتاب کی شہادت سے اس سلطنت کے سچے وفادار اور پوری اطاعت

سب سے پہلے کے لکوکہ رعایا پر مخالفت کا گمان (جیسا کہ بعض افسران گورنمنٹ کو مت تک ہے) جانبین میں حش و بیگانی کا موجب ہے اور پولیسٹل اصول کی بالکل مخالف ہے کیا اچھا کسی کہا ہے رعیت چوخت و سلطان وخت و دخت ای سپر باشند از پنج سخت و عام مسلمانوں (فریق چارم) کو وہ یہ ہدایت کرتی ہے کہ مسلمان سب گروہ و اشخاص اسپین ایک ہیں۔ انکا خدا ایک سول ایک کتاب آسمانی ایک اصول ایک ہر یہ ہر فرقی اختلاف کے سبب اسپین کیوں لڑتے اور ایک سرے پر ناطق تہمتیں اور حکام کے پاس جھوٹی خبر بیان کرتے ہیں وہ سب اسپین ایک چاہیں اور اتفاق و اتحاد کئے دے سے حسن معاشرت و شائستگی سے اوقات بسر کریں ان نتائج و فوائد کی قدر شناسی چاروں فریق مذکورہ سے حسب تفصیل ذیل ہونی چاہئے۔

یہ نمبر بولیکل اشارات۔ مسلمان ایڈیٹروں کے خیالات علماء اسلام کے مناظرات۔ عام اہل اسلام کے حالات اور متعدد اخباروں (مشیر قریضہ العیاب اکمل الاخبار نور الانوار) طوطی ہند کشف الاخبار کوہ نور وغیرہ) کے بعض مضامین کے جو آپا پر مشتمل ہیں۔ ہدایہ گورنمنٹ ایڈیٹرز۔ علماء و عام اہل اسلام سبھی کی توجہ کے لائق ہیں۔

اشاعت السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

جلد ششم

ششم نمبر

مضمین ہب محمد بن اہل السنۃ معہ

بابت ماہ شوال ذیقعدہ ۱۳۸۳ مطابق اگست ستمبر ۱۸۸۳ عیسوی
شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ و ضمیمہ

درجات و قیمت	تفصیل خریداران شرح مراتب		قیمت سالانہ	
درجہ	ترتیب		اپریل سال	بابت ضمیمہ
(۱)	اختصاصیت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	۱۰	۱۰
(۲)	خاصیت	گورنمنٹ انگریزی و مغر زعمہ داران گورنمنٹ عالم غنیاء و لائبریری و سٹیٹ	۵	۵
(۳)	عامیت	متوسط اہل دست	۳	۳
(۴)	رقاعیت	کم دست و مس دہ پابور سے زیادہ آمدنی ترکہاں در سالانہ بیگنی داخل	۱۲	۱۲
(۵)	اللہ قیمتی بیروت	جو دس دہ پابور سے زیادہ آمدنی ترکہاں کو رعیت کہیں اور اشاعت کہیں تو بابت دعا و غیرہ		

(۳) بیہ سالہ اور ضمیمہ نو ماہوری میں (۴) ضمیمہ سالہ علیحدہ فروخت نہیں ہوتا (۵) خط کتابت و احسان تا اطلاع ثانی بہتیم کے پورے نام و خطاب پر حسب نشان ڈال ہونا چاہیے (۶) ارسال زر کو بخشی ارڈر یا ہندی کسی سبیل سے نہیں ہونا بہتیم و قلم ہوگا۔ ابو سعید محمد حسین لاہوری بہتیم شاعرانہ طور پر

مطبع چشمہ نور امرتسر میں چھپا

مسلمانوں کی افسوسناک حالات

الایق توجہ و ترحم ترقی خواہان قوم

ہم سب سے ابتداً نصیحتہ مطلق اللہ اپنی در ماندہ اور منزل قوم کے بعض حالات (جو اسکے منزل اور در ماندگی کے آثار و علامات ہیں) اس غرض سے کہ ابھی ہمارے وہ بہانے اپنا آپ سنبھالیں یا اور بھی خواہان و ترقی جویمان قوم آگنی و سنگیری کریں نہایت افسوس و تپاک کے ساتھ قید قلم میں لاتے ہیں۔ جو اس بیان کو مسلمانوں کی توہین سمجھیں یا محض چٹہ چٹہ خیال کریں ۵۵ ازراہ کرم پہلے ایک دفعہ جلد ششم اشاعت السنہ مبر (۱۳۶۷) و ممبر ۱۳۷۰ و ممبر (صفحہ ۱۹۰) وغیرہ دیکھ لیں اور نوٹا مندرجہ حاشیہ صفحہ (۲۲۳) کو بھی ملاحظہ کریں یہ جو مناسب سمجھیں تجویز کریں ان مقامات کے ملاحظہ سے پہلے ہمارے دل و زبان و بیان پر کچھ حکم نہ لگا دیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اس حکم و تجویز میں خود نقصان اٹھادیں یا اور مسلمانوں کو ضرر پہنچا دیں ان حالات کی چند نمبر ہم اس مقام میں در کرتے ہیں باقی آئندہ وقتاً فوقتاً بیان کرتے رہیں گے لعل قوی یتفکرون *

نمبلہ

مسلمانوں کی مناظرات و مذہبی تالیفات

جس طرز و انداز پر آج کل بعض مسلمانوں کے مناظرات و مذہبی تالیفات ہو رہی ہیں اگر وہ چند ایسی طرز پر رہے تو (خدا خواہاں) اسلام و مسلمانوں کا کام تمام ہو گا روز بروز مسلمانوں میں شقاق و تفاق پڑتا جائیگا۔ ترقی اسلام و اتفاق قومی کا (حکم) ہو خواہان قوم جویمان ہیں) کہیں سراغ نظر نہ آئیگا۔ مسلمانوں کا روز و ترقی باہمی فتنہ جنگی میں صرف ہو کر تمام ہو گا۔ مذاہب غیر کو بے روک ٹوک عروج ہو گا پھر مسلمانوں کو سرچٹھنے اور ماتہ پانون مارنے سے ہی ترقی کا (مذہبی) خواہ و دنیاوی) موندہ دکھائی دے گا

اقوام و مذاہب غیر سے ہمسری و مقابلہ کا حوصلہ نہ دینگا۔
 آج کل جدہ و مکہ چو اور جہان جاؤ یہی پاؤ گے کہ مسلمان باہم ٹر رہے ہیں ایک دوسرے
 کی مذہب کی عیب رسی کر رہے ہیں ایک دوسرے کے عیوب مذہب کو بذریعہ تحریرات رسایل
 و اخبارات شہرہ آفاق کرتے ہیں۔ جس سے مسلمانوں کے سبھی مذاہب اقوام غیر کی نظروں
 میں تمام جہان کے مذاہب سرور دی و بدتر معلوم ہوتے ہیں۔

نوٹ اگر کوئی سوال کرے کہ تم ہی تو انہی میں داخل ہوئے جبکہ اس رسالہ
 میں کسی مسلمان فرقہ یا شخص کے عیب بیان کرنے لگے۔ تو اس کا جواب یہ ہے
 کہ بظاہر ہمارا ان کا فعل باہم مشابہ ہے۔ مگر اس میں اوس میں بوجہ ذیل فرق ہے۔
 اول ان کا مقابلہ اپنے مخالف گروہ سے ہے ہمارا مقابلہ کسی مخالف گروہ سے
 نہیں ہے۔ دوم ان کا مقصود وادعا فصل ہے ہمارا مدعا وصل۔ وہ اپنے
 گروہ مخالف سے مخالفت کو بڑھانا اور انکو ترغیب کر کے ان پر فتح پانا چاہتے ہیں ہم
 سب گروہوں کی مخالفت کو گھٹانا اور سب کو گلانا چاہتے ہیں موصوم ان کا فعل
 ان دو دشمنوں کی مانند ہے جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں لشکر کشی و شمشیر زنی
 کریں۔ ہمارا فعل اس گروہ مصالحہ جو کی مانند ہے جو اپنے تر و شمشیر سے دونوں
 کو جنگ سے مٹا دی۔ اور جوڑائی سے باز آدے اسپر تلوار چلا دے جبکہ اس آیت
 میں ہدایت ہے کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ
 آپس میں لڑیں تو انکی باہم صلح کر دو۔ یہی اگر
 ایک گروہ دوسرے پر تعدی کرے تو اس پر رحم
 خود کر دو یہاں تک کہ وہ خدا کو حکم و مصالحہ کی طرح چھوڑے

وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا
 فأصلحو بينهما فإن بغت אחدا
 علی الآخر فقاتلوا التي تبغي حتی تفتی
 الی امر الله۔ الحجرات ۶۱۔

باہم وجہ فائدہ پہنچی ہمارے فعل کو کوئی چوئی و باہمی بد گوئی قرار دے تو یہ کسی خوش فہمی اور
 اور مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ ان میں حسن ظنی و اسباب صلح کلی کو راہ نہیں ملتی اس تقدیر خدا کو کون بد

تہوڑا عرصہ گزرا ہے کہ ہمارے (علائی) بہائی حنفیوں نے ہمارے (عینی) بہائی اہل بیت پر چند الزام قائم کئے اور وہ بذریعہ اخبارات و اشتہارات اور ایک خط جعلی اور ایک چوہرہ رسالہ گلابی (موسومہ بجامع الشواہد فی اخراج الہدیین عن المساجد) تمام دنیا میں شہرہ کئے۔ چنانچہ اشاعت السنہ نمبر ۷۷ جلد ۶ میں از انجمن چند الزامات منقول ہو چکا ہے۔

اسکے جواب میں اہل بیت کی طرف سے اب چار جنگی رسالہ تیار ہو کر عالم میں منتشر و مشہر ہو رہے ہیں اور پانچویں رسالہ کی تیاری ہو رہی ہے۔

اول رسالہ کا نام کاشف المکائد فی رد من منع عن المساجد ہے جو دہلی مطبع الفضل میں چمپکرن شائع ہوا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ جو باتیں تم نے ہمارے ذمہ لگائی ہیں وہ تمہاری صحیح مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ اسمقام میں از انجمن چند باتیں اس رسالہ سے منقول ہوتی ہیں۔

(۱) خدا کا جھوٹ بولنا اور وعید میں خلاف ورزی کرنا تمہاری ہی مذہب کی کتاب شرح عقائد میں صفحہ ۷۳ موجود ہے۔

(۲) انبیاء علیہم السلام سے خطا و زلات کا سرزد ہونا تمہاری ہی صریح ملاحظہ فرمائی اور شرح فتوح الغیب شیخ عبدالحق و مباحثہ مولوی محمد قاسم مرحوم واقع شاہ جہان پور

۱۰۔ علائی و عینی کی وجہ تسمیہ ضمیمہ اشاعت السنہ نمبر (۱۱) جلد (۱) میں بیان ہو چکا ہے۔

۱۱۔ جیسے اخبار روزانہ اور کانپور و اخبار شیعہ فقیر کہتے ہیں اشتہارات مطبوعہ مطبع حسینی بمبئی جنہیں صاف بیان کیا گیا ہے کہ اہل بیت کی نزدیک (معاذ اللہ) منی اور رطوبت اندام نہانی عورت پاک ہے خواہ اسے شکر ملا کر کہا دین اور سور کی چربی اور خون اور اسکو مال اور کہا مال اور اسکا گوشت پاک ہے خواہ انکو کوئی کہا دے یا پیوے یا اسکی کہاں کا مصلے یا ڈول بنا دے

۱۲۔ وہ الزامات وہی اور اس قسم کے ہیں جو مؤلف رسالہ کاشف المکائد نے بالملقاہ حنفیوں پر جاری ہیں دیکھو مسلمانوں کی تہذیب یہی جو اس قابل ہے کہ مسلمان ملکہ سپر دوین ردنا خدا سے

کے صفحہ ۲۸ و ۳۹ میں اور اکثر کتب اصول مذہب حنفی نور الانوار حاسمی وغیرہ میں پایا جاتا ہے :

(۳) الف ولام خاتم النبیین کو عہد خارجی ٹہرنے سے اگر انکا رخم رسالت نکلتا ہے تو اس جرم کے ترکب تمہارے ہی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی ہیں جنہوں نے رسالہ دفع الوسواس عن اثر ابن عباس میں اس الف ولام کو عہد خارجی کے لئے ٹہرایا ہے :

(۴) خبر واحد کا مثبت اعتقاد ہونا جس سے نمز انکا ر معجزات نکالا ہے تمہاری ہی شیعہ مسلم الثبوت تالیف مولوی عبدالحی لکھنوی میں موجود ہے بلکہ تمہاری مولوی ٹوکنی نے نو حاشیہ شرح خجہ میں اسکو مثبت وجوب عمل ہونے سے ہی انکار کیا ہے :

(۵) اجماع بلا سند کا لائق اعتبار نہ ہونا تمہاری ہی کتب اصول (ملفوظ مسند الثبوت تحریر ابن الہمام و شرح تحریر عبدالحی) میں زور و شور سے بیان کیا گیا ہے۔

(۶) نجاست افتادہ پانی کو (بشرطیکہ برتنے والے کی رائے میں نجاست کا اثر دوسری نجاست

نیچے پڑ جائے) پاک کہنا تمہاری ہی امام کا مذہب پر جو درختا ری بصفہ ۳۴ منقول ہے علاوہ بران تمہارے مذہب میں گائی ہنس کے پیشاب کو پاک کھا ہے اور ہر ایہ مطبوعہ مطبع مصطفائی اور اسکے حاشیہ میں بصفہ ۲۶ لکھا ہے کہ اگر تھوڑا سا پیشاب پانی میں مل جائے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے اور تمہارے مذہب میں پیشاب کے ساتھ مردا کے چمڑے پر قرآن کہنا جائز ہے (دیکھو فتاویٰ قاضیخان مطبوعہ نول کشور صفحہ ۳۶۷)

تفانہ وانا الیہ راجعون ہی ٹہرین۔ سکوان الزامات کی نفی یا اثبات کسی کچھ بحث نہیں اور نہ ہم کسی مذہبی یا طہرہ دار میں صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمان آپس میں اس قسم کی بحث کریں، میں جس سے بحث و مقصود ہم بعد اقصاء نقل الزامات ظاہر کریں گے :

اور فتاویٰ سراجیہ مطبوعہ لوکلشور جلد ۳ صفحہ ۳۱ اور فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ
دہلی صفحہ ۱۳۲ وغیرہ +

(۷) - شیخوار لڑکے کو اور انسان کے بول کی طرح ناپاک نہ ٹھہرانا۔ صرف اسپرانی ٹھیک
دینا تمہارے ہی امام کا مذہب ہے جو مسند امام ابی حنیفہ کے صفحہ
۱۰۳ امین منقول ہے +

علاوہ بران تمہاری درختار میں صفحہ ۳۶ لکھا ہے کہ اگر انگلی کو نجاست لگ جائے
تو وہ چوس لینے سے پاک ہو جاتی ہے جبہین صاف اجازت ہے کہ گوہ موت والی انگلی
کو مونہہ میں ڈال کر چوس لیا کریں اور اسی میں صفحہ ۷۳ لکھا ہے کہ عورت کو اندام نہانی
کی رطوبت پاک ہے جس سے تمہارے اصول پر نکلتا ہے کہ اس میں شکر ملا کر چاٹ لیا کریں
(۸) بلا انزال دخول سے غسل واجب نہ ہوتا تمہاری ہی درختار کے صفحہ ۱۹ میں بیان کیا
گیا ہے جہاں کہا ہے کہ اگر کوئی صغیرہ یا ہیمہ سے رجعت ہو تو بلا انزال غسل واجب ہے
نہیں ہوتا صرف عضو متاسل کا نہ ہونا واجب ہے +

(۹) دھن میں بجا شے پاؤں دھو نیچے مسح جائز کہنا تمہارے ہی خرچ بہائیون کا کام ہے
ہم تو اس مسئلہ کے قائل کو ضلال و مضل جانتے ہیں +

(۱۰) مال تجارت میں اگر وہ یتیم کا مال ہو زکوٰۃ کو واجب نہ کہنا تمہارا ہی مذہب ہے ہمارے
مقتد امولانا سید محمد مدیر حسین صاحب نے تو ایک فتویٰ مطبوعہ مطبع حنفی
دہلی واقعہ ۱۹ شعبان ۱۲۹۵ھ سحری میں صاف فرمایا ہے کہ مال تجارت پر زکوٰۃ
واجب ہے -

(۱۱) خضر کو پاک کہنا تمہارے ہی طحطاوی حاشیہ درختار کے باب الیاء و کتاب
الصید میں بیان ہوا اور تمہاری معنیہ میں لکھا ہے کہ خضر کا چمچہ دباغت سے پاک ہوتا ہے

+ دوسرے ذمیرے رسالہ کے مولفوں نے اسکا نام و نشان ہی بتایا ہے جو صفحہ ۲۲۷ میں آگیا۔

اور تمہاری درمختار کی کتاب المحظوظ والا با حذین لکھا ہے کہ سورنی کا دودھ دیکھئے بچہ کو
پلایا جاوے تو وہ حلال ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دودھ پاک ہے ؟
ہمارے علماء (مولینا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب وغیرہ) نے تو صاف فتوے
دیے ہیں کہ اگر کسی چیز میں خنزیر کی چربی ملجاوے تو وہ چیز حرام ہے (دیکھو فتوے مطبوعہ
مطبع حنفی جسکا ذکر اوپر ہوا)۔

اسی قسم کے الزامات اس رسالہ میں اور بھی ہیں جنکی تفصیل میں تطویل ہے۔
دوسرے رسالہ کا نام عمارۃ المسلمین بھلا ملسان جامع الشواہد ہے
جو بنارس مطبع گلزار بنارس میں چھپکر شائع ہوا ہے۔ اسکا حاصل بھی رسالہ کشف المکائد کا
ماحول ہے ۔

علاوہ بران اسی میں الزام نمبر ۳ میں مولوی محمد قاسم مرحوم کو بھی شامل
کر لیا اور کہا ہے کہ انہوں نے ہی رسالہ **تخدير الناس** میں الف و لام کو جہد
خارجی قرار دیا ہے۔

اور الزام نمبر ۸ کی تائید میں کہا ہے کہ تمہاری ہے **سجرات الرق** اور فتاویٰ برہنہ
میں لکھا ہے کہ عضو متاسل پلف حریر یعنی باریک کپڑا لپیٹ کر جاع کرنے سے بدون انزال
غسل واجب نہیں ہوتا اور اپنی کتاب ہدایت القلوب القاسیہ میں اس مسئلہ عدم وجوب
غسل بدون انزال کے پائے جانیسے سخت انکار کیا ہے ۔

اور الزام نمبر ۹ کی تائید میں صاف ظاہر کیا ہے کہ وضو میں پاؤں پر مسح تجویز کرنا
فتاویٰ ابراہیمی کا مؤلف تمہارا ہے حنفی بہائی مولوی ابراہیم ہے جو آجکل ضلع اعظم گڑھ
میں اہلحدیث پر لے دے کر رہا ہے۔

اور الزام نمبر ۱۰ کی تائید میں لکھا ہے کہ تمہاری ہی کتاب **غایۃ الاوطار** وفتح العیون
میں پنیر شام کا (جسکا خنزیر کی چربی سے تیار ہونا مشہور تھا) استعمال ہونا بیان کیا گیا ہے

اور تمہارے ہی ایک بہائی حنفی نے اُسکو شایع کیا ہے۔ اس الزام کے ضمن میں مولف رسالہ نے تمام کتب مذہب حنفی کی بے اعتباری بیان کی ہے اور اس مہیب کے ائمہ امام ابو حنیفہ و امام محمد رضی اللہ عنہ وغیرہ پر سخت جرح و طعن کیا ہے جسکی نقل و بیان سی ہمارے قلم عاجز ہے اس جرح و طعن کے ثواب کا کامل حصہ ہمارے خیال میں اُن خیر خواہان مذہب حنفی کو ضرور ملے گا جنہوں نے ناحق ابجدیث پر تمہین لگا کر (نوجوانان ابجدیث) کو چڑھایا اور اُس کے مقابلہ میں اپنے اماموں کو برا کہلوا دیا۔ سب سے زیادہ حصہ اس ثواب کا ہمارے دوست ادیب اخبار مشایخ قیص لکھنؤ کو ملے گا۔ جنہوں نے ہماری بار بار کی معذرت کو کہ امام ابو حنیفہ کی توہین اس گروہ کے علماء سے کی گئی تھی نہ سنا اور اپنا اخبار گوہر ایمن مضامین توہین ابجدیث کہ تہہ نرۃ جدیدہ ہے۔ اور اس گروہ کے علماء امام ابو حنیفہ کی توہین کرتے ہیں اور ان کے مسائل مذہب ایسے ہیں اور اُن کے سرگروہ مولوی سید ذریعہ حسین مکہ میں پکڑے گئے ہیں وغیرہ وغیرہ شایع کر کے خواہ مخواہ ایک نوجوان کو اپنے امام مذہب کا طاعن و مخالف بنا ہی لیا۔ اب یہی وہ ہمارے مہربان دوست ایس چمپیر چار کو چمپور دین گوگو کو بلا فائدہ اشتغال دیکر اپنا اور اپنے امام کا مخالف بنائیں۔ ورنہ خدا جانے چمپیر چار کا سلسلہ کہاں تک پہنچے گا۔

ان الزامات کے علاوہ دس بارہ الزام اور اس رسالہ میں خفیہ پر قیام کئے گئے ہیں جو اسی قسم سے ہیں بلکہ ان سے بھی افحش ہیں۔ از انجملہ ایک یہ تمہاری کتاب غایۃ الاوطار مطبوعہ مطبع صدیقی صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے کہ گتے کو نعل میں لیکر نماز پڑھنی جائز ہے۔

ایک یہ کہ اسی کتاب کے صفحہ ۹۹ میں ہے کہ گتے کی کہاں کی جا، نماز و دول بنانا جائز ہے۔

اور ایک یہ کہ قاضی خان کے صفحہ ۱۰۰ میں تسکین شہوت کو لئے زنی کو جائز

کہا ہے :

تیسرے رسالہ کا نام جامع الفوائد ہے جو دہلی میں مطبوع ہوا کہ

شائع ہوا ہے۔ اسکا حاصل ہی ان دو رسالوں کا حاصل ہے *

علاوہ بران اسپن الزام نمبر کی تائید میں کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی

کی کتاب مسند مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰۳ میں ہے کہ پانی کپڑا زمین جسکے سطح تا پاک نہیں

ہو تو۔ اور تمہارے رد المحتار کے صفحہ ۱۵ میں ہے کہ امام ابو یوسف فرما اس حمام کے

پانی سے غسل کیا جس میں چوہا مراد ہوا تھا۔ تمہاری طحاوی میں صفحہ ۲۷۵ بحوالہ

سے منقول ہے کہ بارش کا پانی گندگیوں پر چلتا ہے اگر گندی زمین پاک نہیں ہو

زیادہ نہیں تو پانی پاک ہے۔ اور اسی میں صفحہ ۲۴۵ ہے کہ چیت پر نجاست پڑی ہو

اور نہایت ہی تہوڑا پانی اسپر چلتا ہے وہ پانی پاک ہے اور طحاوی کے صفحہ ۱۵۸

میں درمختار سے منقول ہے کہ پتالہ میں مروارڈ پڑا ہے یا کوئی پیشاب کر رہا ہے اس پانی

میں کوئی وضو کر لے تو جائز ہے جتنا کہ نجاست کا اثر معلوم نہ ہو اور تائید خانہ میں

کہا ہے کہ سور کے بال پانی کو ناپاک نہیں کرتے :

اور الزام نمبر کی تائید میں کہا ہے کہ تمہاری ہی فقہ حنفی کے فتاویٰ

خلاصہ اور عتابیہ میں ہے کہ شیر خوار کا پیشاب پاک ہر لٹکی کا ناپاک ہو اسوا سطر

کہ وہ دیر کو لگ کر تازہ ہے۔ چلبی اور اشباہ اور بحر الرائق اور کبیری وغیرہ

میں ہے کہ چوہے اور چمک ڈرکا اور بعضوں کے نزدیک بلی کا اور امام محمد کے نزدیک گائے

بہنیں بکری وغیرہ کا پیشاب پاک ہے۔ اور رد المحتار کے صفحہ ۱۰۲ میں نفوذ بامس پیشاب سے

الحکمہ کا کہنا بھی جائز کہا ہے :

اور الزام نمبر کی تائید میں کہا ہے کہ حنفیوں کے نزدیک زیورات و جواہرات

مروارید فیروزہ لعل الماس و غیرہ میں (خواہ کروڑ مارو پے کے ہوں) اور گھوڑے خچر اور اونٹ

سواری یا بار برداری میں اور مکانات کرایہ میں (خواہ کردار روپیہ کے ہوں) اور زانالغون کے مال میں (خواہ کردار روپیہ کا ہو) زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور ہمارے مولانا محسین نذیر حسین صاحب توصیف فتویٰ دیتے ہیں کہ مال تجارت میں زکوٰۃ چاہیے۔ (دیکھو فتویٰ جناب ممدوح مطبوعہ مطبع حنفی دہلی)۔

اور الزام ممبر الہ کے تائید میں لکھا ہے کہ یہ مسئلہ حنفیہ ہی کا ہے اور ان کی کتابوں میں ایسے مسائل اور بہت ہیں۔

پہر ملا علی قاری کی مرقاة سے ایک طولانی عبارت عربی نقل کی جس کا حاصل یہ ہے کہ بات جس کا فخر کی چربی سے بننا مشہور ہے پاک ہے۔ ایسا ہی وہ لوگ ہیں جن کا ل سے رنگا جانا مشہور ہے پاک ہیں۔ ایسا ہی جو پیڑ فارسیوں اور مجوسیوں کے ملک سے آتا ہے اور اسکی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ اس میں مردار کی چربی ملائے ہیں ہم چکر بکھالینا حلال ہے وغیرہ وغیرہ۔

اور کتب فقہ منیہ و قدیہ و تاتارخانیہ و در مختار کی وہ روایتیں نقل کی ہیں جن میں ذکر ہے کہ خنزیر نجس العین ہے اور اسکی کہاں اور بال سے کام لینا جایز ہے اور اسکے دودھ سے پی ہوئی بکری حلال ہے۔

چوتھے رسالہ کا نام صیاتیۃ المؤمنین عن تلبیس المتبدعین ہے جو مطبعہ بحرالعلوم لاہور میں چھپکراٹھ ہوا ہے اسکا حاصل بھی رسائل مذکورہ بالا کا حاصل ہے۔

علاوہ پران اس میں حنفیہ کے اس بات کا گروہ (الحدیث گمراہ فرقوں سے ہیں اور اہلسنت سے خارج ہیں) جواب میں یہ لکھا ہے کہ حنفیہ مرجع ہیں اور حکم فتویٰ حضرت پران پر اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں اور اسکی تائید میں حضرت ممدوح کی غنیۃ الطالبین کی عبارت عربی مع ترجمہ نقل کی ہے۔ اور انہی حضرت سے یہ ہی نقل کیا ہے کہ بحیرۃ ہی

اہلسنت و جماعت میں انہی کا نام اہلسنت و جماعت ہی اور انہی کا دوسرا نام اہلحدیث ہے۔
یہ ان چاروں رسایل کا خلاصہ مطالبہ ہے۔ اس خلاصہ کے بیان سے
 ہمارا مقصود یہ ہے کہ ہمارے حنفی بہائی جواب نے مخالفوں کے رسایل و تحریرات نہیں پڑھیں
 اور انہیں اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ و بناء علیہ وہ اوروں کی عیب بینی
 میں اپنی فتح سمجھتے ہیں اور اپنے خیال میں وہ اس کا رد الٰہی سے ایک طرفی دگرگی حاصل
 کئے بیٹھے ہیں ذرا آنکھیں کھولیں اور ہوش سنبھالیں اور یہ جان لیں کہ ہماری تحریرات
 (گلابی چورقہ و اخبارات) نے کیا بادر پیدا کیا ہے اور ہمارے مذہب کو مخالفوں کی نظر و
 میں کیسا حقیر کر رکھا ہے۔ اب یہی ہم اس چال کو چھوڑ دیں اور اپنے مخالفوں سے جو حقیقت
 ان کے موافق اور اسلامی بہائی ہیں مصالحو اور اتفاق سے سلوک کریں :

ہم نے تو اس گلابی چورقہ اور اسکے ہر رنگ تحریرات کی فساد کو بہت جلد بند کرنا چاہا
 تھا اور ان کے جواب میں صرف اس بات پر اکتفا کیا تھا کہ یہ مسایل جو ان تحریرات میں
 بیان ہوئے ہیں محض غلط و افتراء ہیں۔ جو ان مسایل کو اہلحدیث کی کتب معتبرہ سے ثابت
 کر دے وہ ہزار روپیہ انعام پاوے مگر جب کہ ہمارے حنفی بہائیوں نے ہماری اس بات
 کو غنیمت نہ سمجھا بلکہ فضول شیخی قرار دیا چنانچہ اسٹیل لائبریری دہلی نمبر ۶۷ جلد ۱۸ مطبوعہ ۱۳۰۲
 ۱۸۸۳ء و مظهر العجاائب مدراس نمبر ۲۸ جلد ۵ مطبوعہ ۲۹ نومبر میں ہمارے اس جواب
 کی نسبت اس قسم کے الفاظ درج ہوئے ہیں تو اس سے ہمارے دوسرے بہائیوں
 اہلحدیث کو اشتعال پیدا ہوا اور یہ خیال آیا کہ یہ عجیب جرأت ہے جو عہدِ دلاورست
 و زورے کے بکف چراغ دار داور مثل اولٹا چور کو تو ال کو ڈانسنے کا مصداق ہے کہ خود ہی
 ہم پر تودہ تودہ اتہامات کا افتراء باندھیں اور ہم جب ان مفتریات سے انکار کریں تو اور ہم کو
 طعنیں۔ پس ناچار ادھنوں نے بھی تھک کر اٹھایا اور جواب ترکیب ترک کر دیا اور جو نہ کہنا
 تھا سو بھی کہہ دیا :

ہر چند کہ اس خانہ جنگی و باہمی تہربازی سے دونوں گروہ پر سخت شکایت اور نہایت برنج و افسوس ہے مگر ایمان انصاف اور عقل سمجھواس بات کے کہن پر مجبور کرتے ہیں کہ اس میں زیادہ تر قصور ہمارے حنفی بہائیوں کا ہے جنہوں نے فیصلہ مصالحہ دہلی صد محکمہ کشمیری کے بعد نئے سرے آتش فساد و عناد کو مسلک کیا۔ پیچھے ایک جعلی خط قلمی مشتبہ کیا پرچہ ورقہ گلابی کو شہرہ آفاق کیا۔ پہرہ پذیر اخبارات و اشتہارات الہدیت پر تہمتوں والزاموں کا مینہ برسنا شروع کیا۔ پہرہ ہمارے انکار و اشتہار کو غنیمت سمجھ کر سہرے سکوت و صبر اختیار نہ فرمایا بلکہ اس کو لاف و جراف قرار دیکر اس گروہ کے نوجوانوں کو اکسایا جن کا نتیجہ یہ نکلا جو بیان ہوا :

اب یہی ہمارے حنفی بہائی (علماء و الامقام و اڈیٹران نیک نام) اپنی زبانوں اور قلموں کو تہام لین اور جہتہ بند و نصیحتہ لخلق اسد اس خانہ جنگی کو متوقف کرین اس قسم کے مضامین کہی زبان و بیان میں نہ لادین اور نہ انکو اخباروں میں جگہ دین۔ اتنا تو جانبین سے متعدد رسائل شایع ہوئے ہیں خدا جانے آئندہ کس قدر رسالے اور ہر ادھر سے نکلیں گے اور ان جنگی رسالوں کے کتر کپ تیار ہوں گے۔ کیونکہ بظاہر اشاد اسد کوئی ایک فریق دوسرے سے عم میں تحریر میں تقریر میں زمین زور میں کم نہیں ہے ہر ایک دوسرے سے دبے تو کیونکہ وہ بے۔ دونوں ہی فریق موچہ میں نیچے کر لین اور ہتھیار ڈال دین تو کام چلے

ہمارے حنفی بہائیوں کا یہ خیال کہ الہدیت ہندوستان میں مٹی پر ہیں اور غیبی باپ کرٹہ (چنانچہ ہمارے لائق مبصر اڈیٹر اکمل الاخبار اپنے اخبار کے نمبر ۱۱۱ جلد ۸ ستمبر ۱۳۰۷ء کو یہ الفاظ درج فرما چکے ہیں اور اڈیٹر اخبار نور الانوار بھی اسے متفق ہیں) نہایت دہوکہ دینے والے خیال ہے وہ لوگ اس خیال پر غرور نہ ہوں آئیہ کہ مژن فیکہ قلبیہ غلبت فیکہ کشمیر کو غور سے پڑھیں اور مصرعہ دشمن

یعنی بہت تہوڑی جماعتیں ایسی ہوتی ہیں جو بڑی جماعتوں پر غلبہ پاتی ہیں۔

نہیں جتنی چارہ شمر دین فکر و تدبیر کریں اور یہ بھی خیال کریں کہ گو وہ عدد میں آئے
 کم ہیں مگر عددور (سامان) میں ان سے کم نہیں۔ گروہ حنفیہ مختاصہ میں کون زبردست
 دے مثل عالم بھی جسکی نظیر الہدیث میں اسوقت موجود نہیں ہے انہیں کون خوش تقریر
 و تحریروں یا اڈیٹر ہے جبکہ شریک الہدیث میں موجود نہیں ہے و علیٰ هذا القیاس
 لہذا ان پر فتح و فیروز حلوے پیدا و نہیں ہے و نظر برائے حکم الصلحہ خیر ان دونوں
 ذریعہ کا باہم مصالحہ کرنا اور ایک کا دوسرے کے آگے جھک جانا ہی مناسب ہے۔ آئندہ
 اختیار ہے۔ ہر کسے مصلحت خوشنویس داند۔

نمبر

مسلمانوں کے رفیقار مرعلما و اڈیٹر

ہر ملت و مذہب کے مذہبی خیالات کو ترقی دینی اور اصلاح کرنیوالے اس
 مذہب کے علما ہوتے ہیں اور ملکی و دنیاوی خیالات کو مصلح و ترقی دہ ملکی اخباروں
 کے اڈیٹر بھی ہوتے ہیں مگر آجکل مسلمانوں کے اکثر علما و اڈیٹر مسلمانوں کے مذہبی
 و دنیاوی ترقی کے برعکس کوشش کر رہے ہیں۔

علما و تورات دن مسلمانوں کے کافر بنانے اور مسلمانوں کا نمبر گٹھانے کے فکر میں
 رہتے ہیں اور کاغذ قلم ہاتھ میں لیکر مسلمانوں کے تکفیر و تفسیق و ہجران و تفریق کے
 فتوے لکھ رہے۔ اور یہ حکام نافذ فرما رہے ہیں کہ فلاں گروہ مسلمانوں کو کافر سمجھو
 کو اپنی مسجدوں میں نماز نہ پڑھنے دو فلاں سے ملنا بولنا چھوڑ دو علیٰ ہذا القیاس اڈیٹر
 اخبار بھی مختلف گروہ اہل اسلام سے ایک کو دوسرے سے وحشت و نفرت دلاتے ہیں
 اور ایک کو دوسرے کا دشمن بناتے اور لڑائی کرتے ہیں۔

علما کا یہ حال چال تو ہم نمبر جلد ۲ میں بیان کر چکے ہیں اس مقام میں

مسلمان اڈیٹرون کا ذکر خیر کرنا چاہتے ہیں شاید وہ ہماری نصیحت کو ملاحظہ فرما کر منصب
ریکارمری کا پاس کریں اور مذہبی لکڑائیوں کی ترغیب و معادلت کو چھوڑ دیں ۔
اکثر اخبارات ہندوستان و پنجاب کو (الشیر طیکہ) اسکا اڈیٹر مسلمان خصوصاً
کوئی مولوی (ہو) ملاحظہ کرو گے تو اس میں مسلمانوں کے دو گروہ حقیقہ و اہلِ ریش کی
چھٹی چھار ہزار روپاؤں گے۔ اور ان گروہ کے اعیان و اکابر ہجو و مذمت خواہ خواہ اہلِ بین
دیکھو گے۔ اس چھٹی چھار میں انکا حال شاعروں کا سا ہو رہا ہے کہ مضمون نیا اور پچھلا
نا تہہ آوے خواہ اُس سے امن جاتا رہو اسلام میں نقصان آئے مسلمانوں میں تفرقہ
و فساد راہ پائے جو ہو سو ہو۔ واہ شعر فہمی عالم بالا کا مطلب و موردِ ناظرین کو معلوم ہوگا
وہ بعینہً آجکل اکثر نامی اخباروں کے اڈیٹرون پر صادق آ رہا ہے۔ ازان جملہ ایک ہمارے
کے فرماؤ اڈیٹر اخبارات مشیہ قیصر لکھنؤ میں جو اکثر گروہ اہلِ ریش کی اعیان و علماء سے
اس قسم کی چھٹی چھار رکھتے ہیں۔ جس کو نہ کچھ اسلام کو منفعت پہنچتی ہے نہ خفی مذہب کو نفع
حاصل ہوتی ہے۔ صرف انکا اخبار عوام اور جنگ جو عام اقوام کا دلچسپ ہو جاتا ہے اس مقام میں
اس قسم کے چند مضامین آپ کے اخبار کے لطیف و تشیل پیش کئے جاتے ہیں ۔
(۱) اپنے اخبار رسائی ۱۸۸۱ء میں خاکسار کی نسبت یہ چھاپ دیا کہ انکا تشدد غیر مقلد
میں حد سے زیادہ بڑھ گیا ہوا ہے اور یہ لوگ حضرت امام ابو حنیفہ کو نہایت سوء ادب سے
یاد کرتے ہیں جس کا جواب سنو کہ یہی اخبار رسائی ۱۸۸۱ء میں یہ دیا تھا کہ یہ بے جا محض
غلط

اگر انکی حالت یہی رہی جواب ہو تو یہ اسلام و مسلمانوں کا کام تمام کر لیا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان
میں جل نہ ہو دیگر اتفاق و اتفاق کا اسلام سے نام نشان مشا و یکو گے کہ میں کہتا ہوں ملائے گا
ظفرانِ عام خواہ شدہ اسی حالت میں بہتر ہے کہ انکا اسلام اخبار (جو خود اڈیٹر نہیں) بھیجا جائے کہ ان کے منصب
ہندو یا عیسائی کو اڈیٹر کر دیں وہ اسلام و مسلمانوں کو نفع نہ پہنچائیں گے تو خواہ مخواہ نقصان و تفرقہ پھیلا
نہیں گے انکی موجودہ حالت سے تو یہ بھی صحیح ہے کہ عمارتِ تواریت بدستور رہے پر عمل کریں ۔

ہے۔ ہم لوگوں کو امام الائمہ فخر الامۃ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی جناب میں کمال عقیدت ہے جسکی جناب نے ہی اپنے اوطاق پر لریارک میں تسلیم کر لیا تھا اور اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

(م) اپنے اخبار ۲ فروری ۱۸۸۳ء میں نواب صاحب بہوپال کی نسبت ایک مضمون بعنوان **مقلدین پر چوٹ** لکھا ہمارا اور اسمیں یہ درج کر لیا کہ نواب صاحب مدوح نے مقلدین کی توہین میں یہ شعر لکھا ہے

مقلد تاخراب بادہ آراء پرستی شدہ بکوی آشیایاں سنن بگناہی آیدہ

جسکا جواب ہمیں ضمیمہ اشاعت المیزان جلد ۳ میں یہ دیا تھا کہ یہ یہی مقلدون کے عقیدہ نہیں کہا گیا خاص کر ان ہی ضد یوں اور ہٹ دہری لوگوں کے نسبت کہا جاوے جنکو خود حنفیہ کے محققین مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی وغیرہ بھی جڑ لکھا ہے۔ اور ایک جواب اسکا یہ مولوی جمال الدین ڈاکٹر کھڑکی ضلع ساگر نے بھی دیا

تہا جو اخبار حنیف رکوز کا نمبر ۴ جلد ۹ یہی چہا ہے

ایک جواب اسکا مولوی عبدالکریم ہوشنگ آبادی نے دیا تھا جو کسی پیرچاسی جریدہ روزگار میں چہا تھا۔ پیراسکا جواب مشیر قیصر نے ٹبری سختی سے دیا جسکا آخری جواب مولوی عبدالکریم ہوشنگ آبادی نے جریدہ روزگار نمبر ۴ جلد ۹ میں چہا دیا جس میں اوطاق مشیر قیصر کی سختی و چہا چھ اظکار ثبوت دیا ہے

(۳) اپنے اخبار ۲۵ ستمبر ۱۸۸۳ء میں یہ چہا دیا کہ مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی بمبئی پہنچے تو وہاں کے علماء اس قسم کے سوالات کہ آپ کے مذہب میں غنیزہ کا گواہ موت اور اسکی چہا اور خون اور بال کہاں پاک ہے لیکر آپ سے مباحثہ کے خواستگار ہوئے

(۴) پیر اپنے اخبار ۳ اکتوبر ۱۸۸۳ء میں بتقدیر اخبار روز الانوار یہ چہا دیا کہ مولانا محمد

نے اُن سوالات کا جواب کافی نہ دیا جس کا جواب ہمیں آپ کا اخبار ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۳ء میں چھپوایا اور آپ نے یہی وہ جواب تسلیم کر لیا :

(۵) آپ نے اخبار ۱۶- اکتوبر ۱۸۸۳ء میں گروہ اہلوریش کی نسبت ہمیشہ کہ کیا یہ دنیا فرقہ ہے، اس کا اصول غفی مذہب سے لوگوں کو پہنچانا اور امام ابوحنیفہ کی توہین کرنا ہے، جس کا جواب ہمیں اشاعت السنہ نمبر ۱۶ اور آپ کے اخبار کے نمبر ۴۴ مورخہ ۶ نومبر میں یہ دیا تھا کہ ہم ابوحنیفہ کے طعن و توہین کو بیدینی جانتے ہیں ہمارے یا کسی اور عالم گروہ اہلوریش کی کلام میں آپ نے امام کی توہین پائی ہے تو اس کی نشان دہی کریں۔ اس کے جواب میں

(۶) آپ نے اسی پرچہ اخبار ۶ نومبر میں ایک لفظ قلت حدیث ہماری کلام میں اور ایک لفظ مزاجہ نواب صاحب بہوپال کے کلام میں امام ابوحنیفہ کی نسبت نکال کر درج کیا۔ جس کا جواب ہمیں اس اخبار کے نمبر ۴۳ مطبوعہ ۴ نومبر میں یہ دیا کہ یہ الفاظ نکال نیک نیتی اور مقام مدح امام والا مقام میں استعمال کئے گئے ہیں بدینتی اور طعن کے طور پر نہیں کئے گئے۔ جس پر بھی آپ کا دل خوش نہ ہوا اور سکواپنی مخالفت و طعن توہین امام سے بری نہ کیا : ہمارے جواب کے حاشیہ میں نہیں نہی دو حرفی ایسے نوٹ لگا کر ہیں جس سے آپ کی ناخوشی و سورظنی مترشح ہوتی ہے۔ مگر پر ایک منصف و محقق حنفی اڈیٹر اخبار جدیدہ روزگار نے اپنی پرچہ نمبر ۱۶ جلد ۴ مطبوعہ ۴ نومبر ۱۸۸۳ء میں ایک منصفانہ محاکمہ لکھا اور اس میں ہمارے حق میں فیصلہ کیا اور ثابت کر دیا کہ یہ کلمات امام صاحب کی توہین کے کلمات نہیں ہیں :

(۷) آپ نے کسی پرچہ ماہ اگست میں نواب مدوح کی نسبت یہ اعتراض کیا کہ انہوں نے تصویر پر انعام دیا یا دلویا ہے اور اس کے ضمن میں ہم پر یہ اعتراض کیا کہ ہم نے انکو باین حالت محبت نہ کہا ہے جس کا جواب ہمیں اشاعت السنہ نمبر ۶ جلد ۶

۸) میں دیا جیسے اور یہی آپ کو غصہ آیا + اور آپ نے
پرچہ نمبر ۵۴ جلد ۷ میں نواب صاحب کے حق میں جو عرفاً شرعاً عقلاً کہنا
چاہئے تھا سو کہا +

(۹) اخیر میں اپنے اخبار نمبر ۴۸ مورخہ ۲۷ نومبر میں سرگروہ الامجدیٹ حضرت مولانا
سید محمد بنذیر حسین صاحب محدث و ملحدی کی نسبت تبقلید اخبار نور الانوار
میشہر کیا کہ جناب ممدوح بارادہ حج مکہ میں پہنچے تو بادشاہ نے چٹہ مسلح سپاہی بھیجا کہ
پکڑو اسکو لایا اور انکو قید کرنا چاہا آخر انہوں نے کلام مذہبی سے توبہ کی اور خفی الخ
ہونے کا اقرار کیا تو انکو چھوڑا۔ اور مولوی رحمت اللہ نے انکی ضمانت دی تو انکو
مدینہ جانے دیا۔ اُن کے مدینہ سے واپس آنے پر انکا مقدمہ ہو گا۔ ہمارے
رائے میں مکہ والوں سے بھول ہوئی اور افسوس ہے کہ ہمارے لایق اڈیشن
نے بھی انکو یہ رائے و صلاح نہ دی کہ سید صاحب ممدوح کو محرم محترم میں شہید کر دیتے
اتنی قیل و قال کیوں کی۔ مسیّدون کا شہید کرنا تو بڑا کار ثواب ہے چنانچہ پہلے
مسلمانوں نے انکی جد امجد محمد بن عبد اللہ علیہ السلام کو شہید کیا یہ کچے
مسلمان تھے تو انہی کی پیروی کر کے یہ ثواب کھاتے تو اسے کونانا کے ساتھ ملا تے۔
سبحان اللہ کیا مسلمانوں کے مقدس مشاہد کے حالات اور مسلمانوں
کے بادشاہوں کے فضائل کس فخر و مباہاتہ کے ساتھ بیان ہوتے ہیں اگر حالات
و فضائل سچ ہیں تو تم شمس لوگے کہ ایکٹ ایک دن ہندی حامیوں کے حفظ
اسن کے لئے خاص مکہ شریف میں ہی انگریزی کانسل (جیسا کہ جدہ میں ہے)
متعین ہو گا۔ اور سلطان روم کی بدانتظامی شہرہ پاکر لکھنؤ کا سہارے بھائی
روم کی راہ لے گا۔ یا کعبہ کا حج بہت لوگوں کو متروک ہو گا۔ ان سب کارروائیوں
کا اجر و ثواب انہی شیریں باد مسلمانوں کو نصیب ہو گا۔ اللہم حفظنا منہ

اس قسم کی اڈیٹر چھاپڑ آپ کے اخبار گوہر بارمین الہیہ دیت کر حقین پائی جاتی ہے جن سب کی تفصیل سے لفظوں میں تصور ہے :-

از انجملہ اڈیٹر اخبار نور الانوار کانپور میں یہ صاحب ہمیشہ گروہ الہیہ سے نہ صرف معمولی چھاپڑ رکھتے ہیں بلکہ جد سے بڑھ کر انکی تحقیر و توہین کرتے رہتے ہیں اور اس امر کو کمال دیانت و حمایت اسلام جانتے ہیں۔ انکو اس قسم کے مضامین ہم کہاں شمار کریں تمہیں کے لئے وہی مضامین کافی ہیں جو اڈیٹر مشیر قیصر نے آپ سے نقل کئے ہیں اور ان کے ساتھ بحث و خطاب سے بہکو تسلیم و اصلاح کی امید کم ہے بلکہ یہ خوف ہے کہ بجائے اسکے ہم ہدف سہام سب ملامتیں لہذا سکوت بہتر ہے :-

از انجملہ اڈیٹر اخبار منظر العجائب مداس میں اپنے اخبار ۱۵ مارچ ۱۸۸۳ء میں مضمون متقدمین پر چوٹ کو شائع کیا اور عامہ حنفیہ کو الہیہ دیت کی طرف سے بدظن و ناراض کیا :-

اور اخبار یکم نومبر ۱۸۸۳ء میں چودھویں صدی کے حالات میں ایک شاعر مضمون لکھا اسی میں اوائل تیرہویں صدی کی نوایا چیزوں سے مذہب ہامیکہ اسکا ایجاد قرار دیا اور اسکے اواخر کی ایجادوں سے مذہب نیچری کا ایجاد شمار کیا۔ اور یہ نہ مایا کہ بمصدق اول باخر نسبتے وار نیچریوں کو وہابیوں سے کمال نسبت ہے۔ جسوقت انسان پکا وہابی بن جاتا ہے اور غیر متقدمین کے کہلے میدان میں آ جاتا ہے تو ضرور بدینی اختیار کرتا ہے۔ اسکی شہادت میں انراہیل سیڈا حمل خان کا اوائل میں آمین و رفیعین کرنا اور اخیر میں نیچری ہو جانا بیان کیا۔ پہلے اوائل صدی میں عبد الوہاب نجدی کا ظاہر ہونا اور حرمین وغیرہ مشاہد مسلمانوں پر بے ادبی کے ساتھ سلوک و تسلط کرنا بیان کیا۔ آخر میں نوایا بھوپال کے نسبت بھاتھام قائم کیا کہ وہ ہندوستان کے وہابیوں کے سرگروہ ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ کی تردید میں کتابین تصنیف کر کے بصرہ زرخیز مصر و قسطنطنیہ کے مطابع میں چھپوائے تے ہیں الخ۔

اور اخبار ۲۴ نومبر ۱۸۵۳ء میں نواب صاحب بہوپال کی توہین میں ایک مضمون اخبار شیر قیصر سے نقل کیا جسکا ذکر اس اخبار کے مضمون نمبر ۸ میں ہو چکا ہے :-
 اور اخبار ۲۹ نومبر میں بتقلید اخبار نور الانوار خیر مگد کو جس میں اجماعیہ کے خلاف
 کہ در پہ شہر کیا اور ہمارے اشتہار کا جواب اٹھل الاخبار سے نقل کر دیا و علیٰ ہذا القیاس
 از انجملہ اخبار اٹھل الاخبار دہلی وارمغان دہلی و کشف الاخبار بمبئی
 و آفتاب پنجاب لاہور و طوطی ہند میرٹھ و کوہ نور لاہور وغیرہ میں۔ انہیں سے
 بھی جس اخبار کو ملاحظہ کرو گے اس میں مسلمانوں کے باہم لڑائیوں کے مضامین ضرور
 پاؤ گے۔ اس مقام میں اخبار اکمل الاخبار سے ایک اس قسم کا مضمون نقل کرتے ہیں کیونکہ
 اس پر ہم کی قدر رنجت کرنا مد نظر رکھتے ہیں :-

آپ اخبار نمبر ۲۶ جلد ۱۸ مطبوعہ ۱۳ نومبر میں ہمارے اشتہار مندرجہ نمبر جلد ۱
 کے جواب میں ہمارا وعدہ ایک نہر روپیہ انعام کو فضول شیخی قرار دیکر فرماتے ہیں کہ ان
 عقاید و کلیات کو جو گلابی چور توہین الہیہ کی طرف نسبت کئے گئے ہیں اپنی کتابوں
 میں جنکا حوالہ اس سالہ میں ہے ملاحظہ کروادراگر تم کو ان کتابوں میں وہ مسائل نظر
 آویں تو ہمارے پاس حاضر ہو جاؤ۔ اس کے بعد زرا انعام جس میں سے پانچ سو روپیہ اڑا
 خرسم نکو معاف کر گئے بذریعہ منی آرڈر یا منڈوی بھیج دو۔ اور اس میں گورنمنٹ کو
 یہ صلاح دیتے ہیں کہ مخالفین کو وہ الہیہ ہندوستان میں پانچ کروڑ آدمی ہیں اور
 الہیہ مٹی بہر۔ ان مٹی بہر مفسدون اور باغیوں کے کہنے سے ان پانچ کروڑ کو گورنمنٹ
 کچہرہ کہے اور نہ پوچھے صرف ان مٹی بہر لوگوں کو ان عقاید سے توبہ کراوے اور انہی
 کتابوں کو جلا دے وہ توبہ نہ کریں تو انکو سزا دے یا ان کو مسلمانوں کی مسجدوں سے
 نکالے اور جدا کرے :-

یہ یہ ان ملکی یقار مرون کی کارروائیوں کی مختصر سیٹ ہے جو بہوپال میں

حضرات کو سامنے پہلے اور ترقی خواہان اور اتفاق جو ان ملک کے آگے پیش کی جاتی ہے جس سے ہماری غرض و مقصد و دیکھ ہے کہ یہ حضرات والا مقام اور دیگر خیر خواہان اسلام و ترقی جو ان اہل سلام خصوصاً وہ سوسائٹیان و اخبارات جو ترقی قومی کا دم بہرتی ہیں اور اتفاق اسلامی کو اپنا اعلیٰ مقصد و اصل مدعا قرار دیتی ہیں اس پر اپنے اپنے ریلوے (راسے) ظاہر کریں کہ آیا یہ روش جو ان اخباروں کے اڈیٹروں نے اختیار کر رکھی ہے اس سے اسلام یا خاص کر مذہب حنفی کی ترقی و رفعت مقصور ہے یا اس سے مسلمانوں میں باہم عناد و نفص و فساد پھیلنے اور اہلحدیث کا دشمن مذہب حنفی اور خفیون کا دشمن اہلحدیث ہو جانیکا اندیشہ ہے کیا خبیب عامہ اہلحدیث ان اخباروں کو پڑھ کر یہ یقین کر لیں گے کہ ان کے مقتدا و پیشوا کے مولوی محمد ندیم حسین صاحب محدث دہلوی سے اہل مکہ نے یہ سلوک کیا ہے جو ان حضرات خیر خواہان مذہب حنفی نے بیان کیا ہے تو وہ اہل مکہ کو مشرکین مکہ کی مثل (جنہوں نے آنحضرت کو مکہ سے نکال دیا اور جدیدہ کے سال حج نہ کرے دیا تھا) یا ان مروانیوں کی مثل (جنہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو مکہ میں شہید کیا تھا) یا ان یزیدیوں کی مانند (جنہوں نے حضرت امام حسین کو کربلا میں شہید کیا تھا) قرار نہ دیں گے؟ اور کعبہ شریف کے حج کو اس جو ر و تعدی و دفع امن کے سبب ترک نہ کر ساقط سمجھ کر اس فضل اتفاقی کو ترک نہ کریں گے؟ اور جب مذہب اہلحدیث کی نسبت ان حضرات کو یہ الفاظ سنیں گے کہ یہ مذہب جدید ہے یا یہ محمد بن عبد الوہاب کی تجدید ہے تو اس کے مقابلہ پر وہ چاروں مذاہب اور چاروں مصلحوں کو محدث و بدعت قرار

† ایک مقصود اس پورٹ کو یہ بھی ہے کہ محکمہ انصاف پسند ناظرین یہ دادیں کہ زیادہ تر اور

پیشہ چہرہ ہاٹکس گردہ کی طرف سے ہے اگر وہ اہلحدیث سے یا حضرات خفیہ سے اور ہمارے

کی یہ نکات کہ حنفی مذہب کے لوگوں کو پہلے یا اہلحدیث کا اصول اور اکثر چہرہ چڑھائی طرف

سے ہو رہی ہے کس قدر صحت کو قریب ہے؟

نہ دین گے ؟ اور جب وہ اپنا اکابر علماء کی توہین کے الفاظ ان اخباروں میں پھیلے
تو وہ آراہ حسمیت جاہلیت حضرت امام ابو حنیفہ اذہر ان کے تلامذہ کو (خدا انکو اپنی رحمت
میں دہانک لے) صلواتین و تبرے نہ سنائی گے ؟ اس جانب سے یہ باتیں وقوع میں
نہ بھی آئیں تو کیا جانب ثانی (حق فیہ) جنکی خاطر یہ مضامین ان اخباروں میں بچ
ہوتے ہیں۔ اس جم غفیر کلمہ گو یوں کو (جنکی تعداد ان ہی اخباروں میں اسی لاکھ بتائی گئی
ہے) دائرہ اسلام سے خارج اور معاہدہ مشاہد اسلام سے علیحدہ نہ کریں گے ؟ اور ورپے
ان کے قتل و ایذا کے نہ ہونگے ؟ اور یہہ امور خواہ کسی جانب سے واقع ہوں ترقی و
اتفاق قومی کے مزامم و مانع نہ ہوں گے نہ سبب خلل نظام عام نہ سرف اس کا فائدہ انام (جو اصل
سلطنت کے ہی مخالف ہے) قرار نہ پائیں گے ؟ اس امر کی طرف ہم گورنمنٹ کو بھی
توجہ دلانا چاہتے ہیں جیسا کہ اپنی اعیان قوم سے اسکے خواستگار ہیں۔
ہماری رائے ناقص میں تو اس کا ردوائی سے نہ اسلام کا فائدہ ہے نہ خفی مضب
کی ترقی متصور ہے بلکہ اس سے ان برعکس رائج پیدا ہونے کا اندیشہ ہے چنانچہ نمبر اول
مضمون مسلمانوں کی خوفناک حالت میں ہم اجمالی اشارہ کر چکے ہیں اور اسکی تفصیل اس
مضمون نمبر میں کرینگے۔ اور اسدوجہ سے پہلوا اپنی ان دوستوں پر سخت افسوس و شکایت
ہے کہ انہوں نے ایسے مضامین مفساد خیر فتنہ انگیز کو اپنے نامی اخباروں میں شہر کیا۔
سب سے زیادہ اپنے دوست اڈیٹر اخبار رشیر قصیر پر افسوس ہے کہ
باوجودیکہ وہ ایک مجذوب و انصاف پسند و متین آدمی ہیں (چنانچہ انکے بعض مضمین
اخبار اور بعض خطوط جو ہمارے نام آئے ہوئے ہیں ہمارے اس خیال کے مصدق ہیں)
اور وہ اس گروہ اہل بدیت کو مسلمان بھی جانتے ہیں گلابی چورقہ و لون کی طرح کا فر خارج
از ملت نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس گروہ کے بعض اعیان و علماء کی تعریف ہی کر چکے ہیں علی الخصوص

اڈیٹر اخبار کوہ نور لاہور ہی ان سے کچھ کہہ سکتی تھیں نہیں ہیں گوکہ ان کی

خاص نسبت نہیں جو کچھ لکھتے ہیں انہیں زیادہ افسوس کریں مگر ان کے کلمات اور نظریہ میں خیالات ان کو بدست
مشہور کرتے ہیں ان سے ایسے مضامین تفرقہ انگیز کا بار و قلع نقل کرنا تہمت بعید ہے ۱۲

حضرت مولانا سید محمد تیز حسین صاحب محدث دہلوی کی شان میں وہ اپنا اخبار نمبر ۲۷
جلد ۱۶ مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۷ء کے صفحہ ۲۷ کا لم ۲۷ میں یہ الفاظ لکھے چکے ہیں اس میں
کے زبردست عالم خد شخص سمجھ جاتے ہیں ۔

(۱) مولانا تیز حسین صاحب محدث دہلوی

(۲) مولانا محمد حسین صاحب لاہوری

(۳) نواب صدیق سخاں بہادر قنوجی

مولانا تیز حسین صاحب سر تو ہم خوب واقف ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کے عالم اور بزرگ
ہیں خصوصاً علم حدیث اچھا سمجھنے والے آپ کو دہلیت کی طرف منسوب کرنا نہایت درجہ افسوس
کی بات ہے کہ وہ اسکی یہ پہچان کر کے جناب مدوح کی بعض تصانیف سے ایسا پایا گیا ہے کہ آپ تظہیر
کو پسند نہیں کرتے ہم نہیں کہتے کہ ایسے عالم کا ایسا خیال عوام میں شایع کرنا کہانت و ریت
و سجات مگر اتنا کہہیں گے کہ خیر اگر اتنا بڑا عالم غیر تقلید ہو جائے تو عام لوگوں کو اس پر کتنی
کرنا کیسی طرح حیرا نہیں ہے الخ۔ اور سوالات علامہ بی لواء سی پرچہ اخبار میں لغو و سفاهت
قرار دے چکے ہیں چنانچہ انکی اصل عبارت حاشیہ میں منقول ہے۔

+ آپ فرماؤ ہیں تہ ثری جرت اور افسوس کہ یہ بات کہتے ہیں کہ جو باتیں علامہ بی نے لکھیں ہیں میان کئی
ہیں وہ محض لغو ہیں اگر کوئی ایک شخص انکو کہتا تو اسی کی عقل ہی ثابت ہوتی جس حالت میں کہ یہ
فعل ایک جماعت کو ساتھ منسوب کیا ہے تو محال افسوس ہوتا ہے۔ مانا کہ فرقہ غیر عقلمند بالکل نیا ہے
اور ہمارے ان کے فروع میں کچھ مخالفت ہو مگر آخر میں یہ لوگ اہل سلام کہلاتے ہیں اور مسلمان
ہو نہ کیا دعویٰ کرتے ہیں پہلے ہی نسبت بنید ہر کٹا حوالہ کتاب یہ کہہ دینا کہ وہ کتے اور سور کے گوتے
وغیرہ کو پا کر سمجھتے ہیں محض بدیل بات ہے ایسے معزز حلیہ کا کام یہ نہ تھا کہ فرقہ مذکور کی تصانیف
سے کچھ باتیں اخذ کر کے اس پر جرح و دفع کرتے نہ کہ عام بازاری گہون پر گفتگو کے ایسے خرافات خط
میں درج کر کے x x x جبکہ ایک حوالہ ہی کسی کتاب کا نہیں ہے تو یہ کہیں کہ کوئی تسلیم کر سکتا ہے سو

پہر چہ اخبار نمبر ۴۴ جلد ۷ مطبوعہ ۱۲۷۰ ہجری میں بعض مضامین نواب صاحب
 بہوپال میں پانچ مسائل (طہارت آب - پیشاب کچہ شیر خوار - قصر نماز - زکوٰۃ مال تجارت - مردہ
 کے لئے سونے کے سوا اور چیز کی حلت) کا پایا جان کسی عالم مجہول الاسم سے نقل کر کے
 اپنے فرمادیا اگر یہ خبر صحیح ہو تو تعجب ہو کہ علماء ربی کے سوالات پر جناب مولانا صاحب
 لاہوری نے کیوں بُرا مانا چونکہ مندرجہ بالا خط ایک عالم نے لکھا ہے جو بہت بڑے
 محدث ہیں اس واسطے آپ کی طرح کاشک بھی نہیں ہو سکتا ہوا امید ہے کہ مولانا صاحب
 لاہوری یہ شبہات رفع فرمائیگی۔ اور یہ خیال نہ فرمایا کہ ان مسائل کو ان سوالات سے
 جبکہ ہم لغو و سفاہت قرار دے چکے ہیں اور کسی مسلمان کو اسکا قایل نہیں جانتے۔ کیا
 تعلق ہے کہ ان مسائل کے نواب صاحب کی کتابوں میں پائے جانے سے وہ لوگ
 پھر مطبوعہ طبع سامی ہو گئے اور ان سوالوں پر ہمارے بُرا ماننے کی اب وجہ پوچھنے
 لگے۔ اور پھر اخبار نمبر ۸۷ جلد ۷ مطبوعہ ۱۲۷۰ ہجری میں آپ نے مولانا محمد نذیر حسین
 صاحب محدث دہلوی پر مکہ میں مواخذہ ہوئی کہ قطعاً بتقلید اخبار نور الانوار ان الفاظ سے بیان
 کیا کہ محمد عمر مؤذن نے مولوی نذیر حسین صاحب کی لاندہی و ایمہ مجتہدین کو بُرا کہنے
 کا مجرا پاشا و شریف مکہ سے جا کر بیان کیا تو وہ ان سے چہ سپاہی ترکِ صلح آئے اور انکو معہ
 ہمراہیان گرفتار کر کے لیگئے۔ پاشا مکہ نے بواسطہ شیخ العلماء مفتی سید احمد دہلوانی (صحیح
 لفظ دجلان ہے) کے مولوی رحمت اللہ ننزل مکہ سے انکا حال غیر مقلدی کا دریافت کر کے
 انکو قید کر نیکا حکم دیا۔ جب اس واقعہ کو وکیل کونسل نے سنا تو پاشا کو موصوف ہو کر کہا
 کہ یہ لوگ رعایا کی بند سے ہیں انکا فیصلہ ہمارے سپرد کرو تو مناسب ہے جواب ملا کہ اگر
 تم ان کی ضمانت کرو تو کیا ضمانتہ ہے۔ اس پر وکیل مذکور نے انکار کیا۔ پس پاشا نے
 انکو حوالات میں بھیجا یا اور کہا کہ تمکو ہم جہاں تک تر کون کے جہدہ میں بھیج دیں گے۔ مطوف
 نے عرض کیا کہ یہ لوگ مدینہ طیبہ جا نیکا قصد رکھتے ہیں۔ پاشا نے جواب دیا کہ یہ لوگ تو

صاحب مدینہ علیہ التحیۃ والکینہ کو مروہ جاتے ہیں وہاں جا کر کیا کریں گے پہرہ نہ لگایا
کہ اونہوں نے مع ہر اہمیان شریف مکہ کے سامنے غیر مقلدی سے توبہ کی اور غنی مذہب پر
اتوار کیا اور انعقاد محل سیداد شریف کو مستحسن جانا۔ بعد اسکو حکم ہوا کہ اگر مولوی رحمت اللہ
صاحب انکی ضمانت کریں تو یہ لوگ مدینہ شریف جاسکتے ہیں بعد مراجعت کے مقدمہ انکا
علاء رحمہم کی تجویز سے فیصل ہوگا۔ اور یہ خیال نہ فرمایا کہ ہم تو اہی مولانا
مدوح کو ترک تقلید و عمل بالمحدث کی اجازت کا سارٹ فٹڈ دی چکے ہیں پھر انکی نسبت
لفظ لا مذہبی (جو عن بالمحدث و ترک تقلید سے عبارت ہے) اور اس کے لوازم و نتائج کس
سے نکالتے ہیں۔ اور ایسے واہی مضمون کو جس میں ایسے نالایق الفاظ درج ہیں کیوں
درج خوب کر رہے ہیں اور اگر اسکو بنایا اور حنفیہ پسند اور اخبار کو حنفیہ کا دلچسپ بناتو اسکو
سمجھ کر نقل ہی کرنا ضروری تھا تو ان نالایق الفاظ کی نسبت تو اپنی عدم رضا کا اظہار
کیا ہوتا ؟

ہم نہیں جانتے کہ ہمارے دوست کی قوت حافظہ پر نسیان کا غلبہ ہے کہ کل کا کھانا
ہو ا مضمون آج یاد نہیں رہتا یا عدم استقلال و سرعت انتقال آپکی طبیعت میں داخل ہے
بہر حال ان مضامین مخالف نفس الامر و اعتقاد کے درج اخبار کر نیسے ہکو اس
پر سخت افسوس و شکایت ہے آمیدہ وہ اس شکایت کا ازالہ کریں خواہ اسپر اور نا ماض ہو کر
اور تیرہویں مگر یہ یقین کر لیں کہ ادھر سے بھی شکایت و ستائش بند نہ ہوگی آپ جہاں تک
چاہیں اس سلسلہ شکایت کو پہنچائیں ؟

ان مضامین کی صحت و صداقت کی نسبت بھی ہکو بحث مد نظر ہے مگر
چونکہ یہ مقبہم جس میں ہم سماون کے حالات پر افسوس کرنا چاہتے ہیں مقام تعزیت
و نصیحت ہے اسلئے ہم اس مقام میں اس بحث کو چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔ اس بحث کو تو چاہا
اس پرچہ میں کرنا چاہتے ہیں مگر ختم کر کے اسی پرچہ میں ان مضامین کی صحت و صداقت پر

بھی بحث کریں گے اور ناظرین کو روشن دلائل اور واضح براہین سے ثابت کر دکھائیں گے۔
 ان کی خطرناک دگر یوں اور خانہ ساز فتنوں و فیصلوں کو صحت و صداقت سے کہاں تک تعلق ہے
 اور اہل حدیث فرقہ جدید ہے یا قدیم اور مجدد کیا معنی رکھتا ہے جو درگفتن نبیؐ کا مصداق
 ہے اور ائمہ مجتہدین کی توہین کرنے والا کون گروہ ہے اور حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین
 صاحب محدث دہلوی کو مکہ شریف میں کیا واقع پیش آیا وغیرہ وغیرہ

نمبر ۳

مسلمانوں کے معابد و مساجد

بانی اسلام (خدا تعالیٰ و پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے تو مسجدوں کو خدا کی
 و عبادت کے لئے وسیع کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کی مسجدوں
 وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ يَسُدُّهَا فَإِنَّ اللَّهَ يَبْذُلُهُم مِّنْ حَقِّهَا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
 میں خدا کا نام لینے سے مسلمانوں کو روکے اس
 سے زیادہ ظالم کون ہے ؟

اور آنحضرت صلعم نے خاص مسجد نبوی میں ہجرات کے عیسائیوں کو نماز ادا کرنے سے
 نہ روکا بلکہ روکنے والوں کو منع کر دیا۔ پس اُن عیسائیوں نے اپنی طور پر اور اپنے قبلہ کی
 طرف موڑ کر کے آنحضرت کے رو برو نماز کو ادا کیا (چنانچہ اشد الشہ مبرہ ۱۱۱ جلد ۱ میں صفحہ
 ۳۶۱) اسکی تفصیل و تخریج روایت ہو چکی ہے۔

اور خاص کر اس مسجد پاک کی نسبت (جبکہ بیت اللہ اور حرم محترم اور مسجد الحرام کھا
 جاتا ہے) تو خدا تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے کہ جس نے اس گھر کو تمام لوگوں کے لئے مرجع (یا
 وَأَجْعَلْنَا الْبَيْتَ مَنَابِتَ الْوَلَدِ الْإِسْلَامِ) اور جائے امن کر دیا۔ اور
 رِجَالٌ كَفَرُوا وَيَصْلُوا عَلَى سَبِيلِ
 (جبکہ جسے سب لوگوں کے لئے دامن رحمت و امن ہو)

لِّلنَّاسِ سُبُوَّةٌ لِّكَافٍ فِيهِ الْبَادُو
مِنْ شَرِّهِمْ يَالْكَافِ بِظُلْمِ نَذْقُهُ
مِنْ عَذَابٍ لِّئَلَّامُ (الحجہ ۱۳۶)

اَوَلَمْ نَعْلَمْ لَّهُمْ حُرْمَةَ اَمْنًا نَّصْطُرُ
اَوَلَمْ نَكُنْ دَاٰنَا جَعَلْنَاهُ حُرْمًا مِّنْ اَمْنًا
يَتَخَفُّ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ عُنْكَوٰثُ
وَمَنْ دَخَلَهَا كَانَ اَمْنًا۔ عمران ۱۰۶

وَبَنَاءُ اَعْلَامِہ کا برائے سلام خصوصاً امام الانجیلہ الامام حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
وعلیٰ حنیفہ من لزوم القتل
بردة اوقصبا او غیرہا لم تعرض
بہ ولكن الجیثی الی الخرج۔
(تفسیر برصیا وی جلد ۱۳۸)

ہی لاچار ہو کر حرم سے باہر آجائے

خواہ باہر کے کچنان بنایا ہے) روکتے ہیں ہم
اور ان لوگوں کو جو مسجد میں کج روی اور ظلم کا ارادہ
رکھتے ہیں دکھ کی مار کھائیں گے اور فرمایا ہم
انکو امن و امان میں جگہ نہیں دی ؟
اور فرمایا کیا وہ نہیں دیکھتے جسے انکو امن مانا
حرم بنا دیا اور اس کے ارد گرد سے لوگ اچکے جائیں
اور فرمایا جو اس گھر میں داخل ہوا اس نے امن پایا۔

نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی جرم شرعی کا ارتکاب
کرے مرتد ہو جاوے یا کسی کا خون کر ڈالے اور پھر
وہ حرم محترم میں اگر ناپا گزین ہو تو اس سے
تعرض نہ کرے ہاں اسکو کھانکی مردنیں تاکہ وہ خود

مگر آجکل کے مسلمانوں نے مسجدوں اور خاص کر مسجد الحرام (ما من خلاقی) کو
ایسا تنگ و محدود کر دیا ہے کہ اب انکا نام خالصہ جی کے بارے اور باجی کا گھر رکھا جانے
لگا ہے وہ جسکو چاہتے ہیں اون مسجدوں میں عبادت کرنے دیتے ہیں جسکو چاہتے
ہیں انہیں عبادت کرنے پر ذیل کرتے ہیں انکی مسجدوں عیسائی یا یہودی کب عبادت
کرنا پاتے ہیں وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو (جو صرف بعض فروعات میں انس اختلاف
رکھتے ہیں) تو انہیں گھسنے ہی نہیں دیتے اور اگر کوئی خود بخود آگے تو کسی اچھی طرح خبر
لیتے ہیں۔ شیعہ کا کیا مقدور ہے کہ شیون کی مسجد میں بے کہنہ شیعہ طور پر نماز ادا کرے۔
ابحدیث کی کیا مجال ہے کہ جس مسجد میں چاہے زعمیدین و آمین با لہجہ کو کے ناز پڑے لے

فہرست بعض مطالب جلد ششم اشاعت السنہ

نمبر صفحہ	نمبر	مطالب	نمبر	نمبر
۴۱	۲	کیفیت سالانہ اشاعت السنہ	۱	۲
۴۲	۵	اشاعت السنہ لوگوں کے عقائد و جوابات	۵	۵
۴۴	۱۱	رسالہ کا مکمل کچھ سے منتقل ہونا	۱۱	۱۱
۴۵	۱۱	حساب جمع خرچ اشاعت السنہ	۱۱	۱۱
۴۶	۱۳	قرآن کی اخلاقی تعلیم کا بلکہ	۱۳	۱۳
۴۸	۱۵	عیسائیوں کی مجبوزہ کفارہ پر بحث	۱۵	۱۵
۴۹	۱۸	خدا تعالیٰ پر حیرت منہ نہیں ہے	۱۸	۱۸
۵۰	۲۳	قرآن میں اخلاقی تعلیم کا ثبوت	۲۳	۲۳
۵۱	۲۴	مذہبی القاضی شافعی کہلاؤ میں اختلاف	۲۴	۲۴
۵۲	۲۴	ائمہ کی حنفی کہلانے کی وجہ	۲۴	۲۴
۵۳	۲۵	امام محمدی بقال والی علی وغیرہ کا مقلد ہونا	۲۵	۲۵
۵۴	۲۶	شیخ ابن الہمام کا بعض مسائل میں مقلد نہ ہونا	۲۶	۲۶
۵۵	۲۶	مولوی عبدالحی صاحب کا حنفی کہلانے کی نسبت خیالی	۲۶	۲۶
۵۶	۲۷	اہل حدیث کے صحیحی کہلانے کی وجہ	۲۷	۲۷
۵۷	۲۸	ابن شامی وغیرہ محدثین کا صحیحی کہلانا	۲۸	۲۸
۵۸	۲۹	مذہب کے معنی لغوی و اصطلاحی اور دین کو	۲۹	۲۹
۵۹	۳۰	مذہب کی ہنسی کی وجہ صحت	۳۰	۳۰
۶۰	۳۱	امامون کا حدیث کو مذہب کہنا	۳۱	۳۱
۶۱	۳۲	مولوی امین شہید کا اسباب میں قول	۳۲	۳۲
۶۲	۳۳	پیری و سیکہ اسباب میں اہل اسلام کا اختلاف	۳۳	۳۳
۶۳	۳۴	پنجاب کے فرقہ اہل توحید و تبارک کا اختلاف	۳۴	۳۴
۶۴	۳۵	اسباب میں عام اہل اسلام کی زیادہ مشیران بیان	۳۵	۳۵
۶۵	۳۶	سیر کا محرم مرید عورت نہ ہونا	۳۶	۳۶
۶۶	۳۷	مخالفت شرع کا لائق بیعت نہ ہونا	۳۷	۳۷
۶۷	۳۸	شیخ علیقا و جیلانی کے قول سے شہادت	۳۸	۳۸
۶۸	۳۹	مخالفت شرع کے خود اذیات کا بے اعتبار ہونا	۳۹	۳۹
۶۹	۴۰	ان زیادتیوں کا حکم	۴۰	۴۰
۷۰	۴۱	اصل بیعت کا ثبوت	۴۱	۴۱
۷۱	۴۲	اس میں عوی شیخ و خصوصیت کا جواب	۴۲	۴۲
۷۲	۴۳	اصل عدم خصوصیت و عدم نسخ ہونا	۴۳	۴۳
۷۳	۴۴	اس بیعت کا زیادہ صحابہ و تابعین میں مرجع نہ ہونا	۴۴	۴۴
۷۴	۴۵	جواب	۴۵	۴۵
۷۵	۴۶	اشاعتی کا قول کہ لوگوں کے قول سے حدیث	۴۶	۴۶
۷۶	۴۷	مسترد کی ہنسی	۴۷	۴۷
۷۷	۴۸	تمام لوگ حدیث کو مسترد کر دینے کی ہنسی	۴۸	۴۸
۷۸	۴۹	حدیث مخالف اجماع کے مسترد ہونے کا جواب	۴۹	۴۹
۷۹	۵۰	امام احمد کے فتویٰ کے اصول	۵۰	۵۰
۸۰	۵۱	ادعا فی اجماع و ان کی تکذیب	۵۱	۵۱
۸۱	۵۲	عدم نقل کے معنی اور ان کا جواب	۵۲	۵۲
۸۲	۵۳	احکام شرعیہ تہا	۵۳	۵۳
۸۳	۵۴	مازور و زہی رابطہ الحاسد و خالی نہیں	۵۴	۵۴
۸۴	۵۵	حضرت عائشہ کا علم ان کو سب سے جانیسے	۵۵	۵۵
۸۵	۵۶	اور حضرت عمر کا علم ان کو سب سے جانیسے	۵۶	۵۶
۸۶	۵۷	شبہ و خیال سے نسخ	۵۷	۵۷
۸۷	۵۸	مولانا محمد علی اور تبارک	۵۸	۵۸
۸۸	۵۹	پیری و سیکہ	۵۹	۵۹

فہرست بعض مطالب جلد ششم اشاعت السنہ

نمبر	مطالب	نمبر	مطالب
۱	کیفیت لاند اشاعت السنہ	۲	خالف شرع کا لائق بیعت ہونا
۵	اشاعت السنہ لوگوں کے اعتراضات کے جوابات	۳۲	شیخ علیقا ورجیلانی کے قول سے شہادت
۱۱	رسالہ کا مالک کبھی سے منتقل ہونا	۲۲	خالف شرع کے غوازی عدالت کا بے ہنہار ہونا
۱۱ و ۱۵	حساب جمع خرچ اشاعت السنہ سے خالصتہ	۳۵	ان زیا و شیون کا حکم
۱۳	قرآن کی اخلاقی تعلیم کا بطن	۳۶	اصل بیعت کا ثبوت
۱۵	عیدائیموں کی مجوزہ کفارہ پر بحث	۳۸	اسین عوی نسخ و خصوصیت کا جواب
۱۸	خدا تعالیٰ پر محض نہیں ہے	۳۹	اصل عدم خصوصیت و عدم نسخ ہی
۲۳	قرآن میں اخلاقی تعلیم کا ثبوت	۵۰	اس بیعت کا زام و صلا اب و ثابین میں مروج ہو گیا
۲۴	مذہبی لقا جنفی شافعی کہلائی میں اختلاف	۵۱	جواب
۲۵	ائمہ کی جنفی کہلانے کی وجہ	۵۲	امام شافعی کا قول کہ لوگوں کے قول سے حدیث
۲۶	امام طحاوی فقال والوعلی و غیرہ کا مقلد ہونا	۵۳	متروک ہوگی
۲۷	شیخ ابن اہام کا بعض مسائل میں مقلد نہ ہونا	۵۴	تارک حدیث کو متروک کہ در تہی متروک ہوگی
۲۸	مولوی عبدالحی صاحب جنفی کہلانے کی نسبت خیال	۵۵	حدیث مخالف اجماع کے متروک ہو گیا کا جواب
۲۹	اہل حدیث کے صحیحی کہلانے کی وجہ	۵۶	امام احمد کے فتویٰ کے اصول
۳۰	ابن شامی غیر محدثین کا صحیحی کہلانا	۵۷	ادعائی اجماعوں کی تکذیب
۳۱	مذہب کے معنی انوی و صیلا حسی اور دین کو	۵۸	عدم نقل کے معتبر ہونے کا جواب
۳۲	مذہب کہنہ کی وجہ صحت	۵۹	احکام شرعیہ تبدیل اسباب سے نہیں بدلتی
۳۳	اماموں کا حدیث کو مذہب کہنا	۶۰	مازورہ ہوئی رضی مفسر و خالی نہیں
۳۴	مولوی اسماعیل شہید کا اسباب میں قول	۶۱	حضرت عائشہ کے عورتوں کو مسجد جانے سے
۳۵	پیری و سرک	۶۲	اور حضرت عمر کا رمل سوا و جو پیدل سبب ترک کرنا
۳۶	پنجاب کے فرقہ اہل توحید و اتباع کا اختلاف	۶۳	شبہ و خیال سے نسخ ثابت نہیں ہوتا
۳۷	اسباب میں عام اہل اسلام کی زیادہ شیون کا بیان	۶۴	مولانا سید محمد زید حسین صاحب حنفی علی و تبارک
۳۸	پیر کا محرم مرد عورت ہونا	۶۵	پیری پیری اور تبارک و تعالیٰ کی بیعت میں تبارک

صفحہ نمبر	مطالب	صفحہ نمبر	مطالب
۱۵۱	انکو مقابلہ میں لے کر اب ہوپال کی بیانیہ مجاہدہ	۸	انکا بیعت فلاف کو بیعت تو برقرار دینا
۱۵۴	رسو مکتبی نواب صاحب کے صلح کے ہے	۸۱	قصہ بیعت سید اکبر رضی اللہ عنہ
۱۵۵	یہ صلح دست اندازی مذہبی نہیں	۸۲	قصہ بیعت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
۱۵۹	تصویر اپنے اسم میں سے کا جواب	۹۰	بیعت تو بیعت خلافت میں فرق
۱۶۱	بقیہ سیری و مریدی	۹۵	نواب صاحب ہوپال اور انکی تالیفات
۱۶۳	بڑے بیٹے کو گدھی پر بٹھانا بے دلیل ہے	۹۶	انپر غلبہ مافی کی کتبہ چینی کا جواب
۱۶۳	بوقت بیعت کلمہ کلام پڑھنے میں بحث	۹۷	نواب صاحب کی تالیفات میں کسی منظر نہیں ہوتا
۱۶۵	کتا با بیض الحوق ستیقاہد اطلاق پر بحث	۹۸	مذہبی بیعت کا خبر ہے
۱۶۹	پہنچنا ک رینیک وقت درود پڑھنے کی ممانعت	۱۰۲	نواب صاحب کی تالیفات کی فہرست
۱۷۰	وضو کے بعد رکعت پڑھنے کا ثبوت	۱۰۳	ترجمان دہلیہ پر ریویو
۱۷۰	استحضرت سی نماز اشراق کا ثبوت	۱۰۹	پیری و مری و دیگر فیصلہ فریقین کا اتفاق
۱۷۲	مخالفین کے دلائل کا جواب	۱۱۳	پیر کے افضل سونیک شری پر بحث
۱۷۳	وہ قیود جب کو وہ خود بدعت کہتے ہیں	۱۱۳	بیعت صاحب کے سوا ہی عرفان ہو جاتا ہے
۱۷۴	بعد نماز دعا میں ہاتھ اٹھانا	۱۱۴	سید جویان کی تفسیر اور تفسیر کے علماء
۱۷۴	بقیہ ریویو ترجمان دہلیہ و نواب صاحب ہوپال	۱۱۷	ایک بھونکی فریاد و تفسیر غریب قی دنیوی
۱۷۴	کا جملہ مہر کے موقع پر گورنمنٹ کی سعادت	۱۲۰	مختصر سالہ کی جو کتاب کا مضمون توحید باری
۱۷۷	لکھو سستہ ہونا	۱۲۲	گورنمنٹ کس معیار کے نیوٹنل ریفریڈر ہے
۱۷۷	سابق نواب نامک کے غدر کے بارے میں خبر ہے	۱۲۷	مسلمانوں کا باہمی تفرقہ و ایک دوسرے پر نفرت
۱۷۸	ہندوستان میں کوئی دہائی نہیں	۱۳۱	حبیب کشنری دہلی کا سابق فیصلہ
۱۷۹	وہا بیان نجد کی تاریخ آ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۳	اہل تقلید کا جعلی خط مضمون چند اقرا
۱۸۱	(۲) عبدالعزیز بن محمد کا حال	۱۳۴	اسکے فساد کا علاج
۱۸۴	(۳) سعود بن عبدالعزیز کا حال	۱۳۵	نجد و سائر ذاتی بحث کی شرط
۱۸۷	(۴) عبدالعزیز بن سعود کا حال و پاشا مصر کا اتفاق	۱۳۷	نجد و سائر ذاتی بحث کی شرط
۲۰۵	(۵) محمد بن عبدالوہاب کا حال	۱۴۰	نجد و سائر ذاتی بحث کی شرط
۱۹۰	ترقی معکوس	۱۴۵	مجددین سابق کے اوصاف و بیعت

ردیف	مطالب	ردیف	مطالب
۱۶۴	برس ال فیصدی نو تو مسلمان کم ہو تو بین	۲۳۴	۱) خاکساروں کا ساتھ پر تو بین نام کا الزام
۱۶۵	علماء نبی کے بیجا سوالات نسبتاً مذہب میں	۲۳۵	۲) نو ایسا جواب پر یہ مقدمہ کہ چوٹ کرینا
۱۶۶	مولانا سید محمد حسین صاحب کا مضامین صحیح الات	۲۳۶	۳) مولانا سید محمد حسین صاحب کے نسبت کیا سوالات
۱۶۷	۲۳۷	۴) مولانا سید محمد حسین صاحب کے تشہیر
۱۶۸	حقیقت محمد بن حجاب یکہ محدثین	۲۳۸	۵) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۶۹	کتاب ہدایہ المنفعة نو ایسا جواب بال سند شہادت	۲۳۹	۶) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۷۰	بعض کتب بعض احادیث متروک و دیگر سباب	۲۴۰	۷) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۷۱	طعن ایک سے انکار و برادر	۲۴۱	۸) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۷۲	امام ابو حنیفہ کے فضائل	۲۴۲	۹) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۷۳	خط مولانا امیر شیریں شیریں شیریں شیریں	۲۴۳	۱۰) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۷۴	بقیہ یو تو برجان و دایہ	۲۴۴	۱۱) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۷۵	اہل سند حدیث کی تہمت کا ازالہ	۲۴۵	۱۲) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۷۶	سند کو سو کہیں وہابی نہ تہمت لاج نہیں پا	۲۴۶	۱۳) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۷۷	مسلمانان ہند کا نام وہابی فضل رسول کریم	۲۴۷	۱۴) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۷۸	سید صاحب کے قول سے شہادت	۲۴۸	۱۵) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۷۹	سید صاحب کا جواب بریلوی وہابی نہ تہمت	۲۴۹	۱۶) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۸۰	تقویت الکر و صراط المستقیم میں ایک کی ترغیب نہیں	۲۵۰	۱۷) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۸۱	کتاب طلب المنفعة کا نو غرض سے خلق	۲۵۱	۱۸) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۸۲	مسلمانوں کی خوفناک حالات اور ان کو مناظرات	۲۵۲	۱۹) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۸۳	کتاب الیوم جو کہ تہمتوں کے جواب میں چار	۲۵۳	۲۰) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۸۴	رسائل کا خلاصہ	۲۵۴	۲۱) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۸۵	گروہ اجماع کو کم سمجھنا غلطی ہے	۲۵۵	۲۲) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۸۶	مسلمانوں کی بغاوت (علماء ایدیشیہ)	۲۵۶	۲۳) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام
۱۸۷	ایڈیٹر اخبار شیریں شیریں شیریں شیریں	۲۵۷	۲۴) مولانا سید محمد حسین صاحب کی عقیدت ال لفظ طہرۃ خیر کا الزام

ردیف	مطالب	ردیف	مطالب
۲۴۹	مبارک الحق میں الامور کے مناقب	۲۴۹	(۲) تو نہایت مستحبہ اخبارات کا جعلی ہونا۔۔۔
۲۵۱	مولوی لکھنوی صاحب کے بیانیہ غیر الفاظ و معانی	۲۵۰	مخالفت میں فوٹو گراف جعلی ہونا نہایت مطالبہ
۲۵۲	رکبہ کی درخواست	۲۵۱	اپنا اور مخالفین کے بیانات کے نتائج
۲۵۳	مشیر صبر کی کلمہ کی دگر کی ایک ہزار نام کا جواب	۲۵۲	مکہ معظمہ میں الحجہ بیت کو حفظ و امن کی تجویز
۲۵۴	جواب اعتراض شیخ محمد سید الدین بن ہزار	۲۵۳	ایڈیٹور اور مولویوں کے متفقہ کہ اس شیخ کے
۲۵۵	ایک شاعر کا مسموعی تضمنہ اثبات	۲۵۴	مستحق ہر یا نہیں
۲۵۶	تعد و محدود	۲۵۵	تمہ جواب اعتراض سوجہ میں مولوی کیل احمد کے
۲۵۷	ازالہ الخفا سے اسکی تائید	۲۵۶	خط اول کا جواب
۲۵۸	فطی سائل سوچیدہ سوال میں نہیں ہونا جیسا کہ	۲۵۷	محمد عبد الوہاب خدیجی کے مکاتیب مسلمانان پر انکار
۲۵۹	اجتہاد فطیوں سے چند ہونا باطل نہیں ہوتا	۲۵۸	عدم کفر ترکب بعض امور کفریہ
۲۶۰	جواب اعتراض سوم	۲۵۹	مشرکیت اور اسلام اور اسلام و موالا مقام
۲۶۱	جواب اعتراض ششم شیخ محمد بن ہزار کا ہے	۲۶۰	انکی پیرو یا حجت میں لوگوں کا اختلاف
۲۶۲	الحجہ بیت کا سیدھا کی نسبت عقائد	۲۶۱	انکی مختلف بقاات میں پیچیدگی اور پیچیدگی
۲۶۳	ابن تغلبہ کا اس میں اختلاف بعض مفسرین کے	۲۶۲	لندن اور پیرس میں طالب علموں کے لئے خطرہ ہے
۲۶۴	مفسرین کی ذمہ داری تصانیف فساد انگیز کا بیان	۲۶۳	ان پیچیدگی کے نتائج
۲۶۵	سلطان محمد معافیت کی نسبت خیالات	۲۶۴	مسلمانوں کے لئے انگریزی کی ضرورت کی بحث
۲۶۶	چٹوٹی شہر کی طرف غیر فطری ہونے کی تردید	۲۶۵	ایہ سیف کا وقت نہیں رہا
۲۶۷	بحر گورنٹ	۲۶۶	علی گڑھ کالج کے معاونوں سے خطا پر اسکا
۲۶۸	حالات حج مولانا محمد بن حسین صاحب دہلوی	۲۶۷	تین نقصانوں کا بیان
۲۶۹	نقل خطبات کہ تصدیق میں مولانا محمود	۲۶۸	(۱) نہ ہی تعلیم کا کمزور ہونا
۲۷۰	اہل اخبارات کو ان حالات کی نسبت مانی	۲۶۹	(۲) امور تجارت میں یورپ کی تقلید کرنا
۲۷۱	انکی عدم مقصد عقلی دلائل	۲۷۰	اسکو طالب علموں کا قبل اشکا عدم عقائد
۲۷۲	راہگو بیانات کا باہر اختلاف و تضاد	۲۷۱	قریشی ہونا خلافت کی شرط ہے
۲۷۳	(۲) حق پریشانی گوشت کے مخالف ہونا	۲۷۲	اش شہر قریشیت کا سلطان میں یا نہ ہونا
۲۷۴	(۳) عقل پر مخالف ہونا	۲۷۳	

یہ فتوے عام مسلمانوں کو ان کے مقدس مولوی صاحبوں نے دئے
 یں اور اس باب میں متعدد رسالہ تالیف کر کے شہرہ کر دئے ہیں +

تہوڑا عرصہ گزرا ہے کہ ایک لودھیانہ کے مولوی صاحب نے صوبہ بہار میں پتھری
 حدیث کو مسجدوں سے نکالنے میں بہت زور لگایا اور اس مضمون کا ایک رسالہ جس کا
 نامی انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفسدات شہر عظیم آباد پٹنہ میں
 چھپا کر شہر کیا اسمین آپے اہل حدیث کو قتل کر ڈالنے کا بھی فتوے دیا ہے جس کا اثر
 نہوڑے دنوں کے بعد اس نواح کے بعد یہ پیدا ہوا کہ ضلع شاہ آباد میں اہل حدیث و حنفیہ
 میں ایک مسجد میں نماز پڑھنے پر ایسی لڑائی ہوئی جس میں ہر طبقہ بیان فرقی حنفیہ ملواری بھی
 بی۔ اس رسالہ میں مولوی صاحب موصوف نے اہل حدیث کو مسجدوں سے خارج کرنے
 پر پیل پیش کی ہے کہ یہ لوگ مشرک ہیں کیونکہ یہ ہم لوگوں کو مشرک کہتے ہیں اور کون
 کو مسجدوں میں نماز پڑھنے دینے سے کہہ دیا کہ ان کے لئے مسجدیں ہیں ان کے لئے مسجدیں
 یعنی مشرکوں کو لائق نہیں ہے کہ خدا کی مسجدوں کو آباد کریں (مانع ہے +

اور اس دلیل میں آپے غور فرما کر یہ باتیں نہ سوچیں کہ اولاً عام اہل حدیث کا حنفیہ
 کو مشرک گھناکب مسلم ہے۔ یہ بات اہل حدیث کے اعتقاد و اصول مذہب میں داخل نہیں
 ہے۔ اور اگر کسی خاص اہل حدیث نے کسی خاص حنفی کو کسی خاص سبب جب مشرک کی نظر
 سے مشرک کہہ بھی دیا تو یہ کل اہل حدیث کی طرف سے کل حنفیہ کے حق میں کیونکر تسلیم
 کیا جاسکتا ہے ؟

مثلاً اگر کسی مسلمان کو مشرک یا کافر کہنے سے جو کفر یا شرک کی طرف قائل راجع ہوتا ہے
 وہ کفر علمی ہے یا کفر اعتقادی جو اس کو ملت سے خارج کرے اور احکام کفر اس پر لگا دے۔
 مثلاً اس آیت میں اگر مشرکوں کو مسجدوں میں عبادت سر دکنے کا حکم ہے تو یہ تو ان
 مشرکوں کا حکم ہے جو اپنے کفر کے اقبالی ہوں نہ ان کا جو مدعی اسلام ہوں چنانچہ اس آیت کا

شَهِيدٌ عَلَىٰ نَفْسِهِ بِالْكَفْرِ جِسْمُكَ جَابِ مُوَلَوِي صَاحِبِ رِسَالَةٍ دَارِ شِيرَادِ كِي
 غُط غُط کر کے نوش فرما گئے ہیں اس خصوصیت پر شاہد ہے پہر اس آیت سے اُن کا وہ
 یا مشرکون کا (جو خود مدعی و اقبالی کفر نہ ہو بلکہ مدعی اسلام اور کلمہ گو ہوں صرف اُن کے لہذا
 بھائی انکو کافر یا مشرک بتاتے ہوں) حکم ممانعت کیونکہ استنباط ہو سکتا ہے۔ ۹
ان رسالہ دارون کو نہ آخرت میں خدا کی مواخذہ کا خوف ہے نہ دنیا میں اعتراض
 کا ڈر ہے کہ ہمارے ان استدلالوں کو اہل علم کیا کہیں گے۔ دو تین ورق کا رسالہ بنا کر
 کہہ لاکر جو جی مین آوے اس میں دج کر دیتے ہیں اور اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جو بات ہے
 گو کہتے ہیں وہی بات اگر وہ ہو کہہ دے تو وہ کیا جواب دیں گے۔ کیا تمہارے مخالف نہیں
 کہہ سکتے کہ تم لوگ مشرک ہو اور جب حکم آئے کہ میرے مسجدوں میں نماز پڑھنے سے منع ہو
 مسجدیں کس گروہ مسلمانوں کے لائق رہیں گی۔ ۹ اور مجاز کے کہ اقوام غیر انکو دھکا
 ہو بل بن دین یا دو کاتین تیار کریں کس کام آوینگی۔ ۹

آجکل جو گلانی چورقہ رسالہ تیار ہو کر گلی کوچہ مسجد و ستان و پنجاب و
بلادین وائر و سائرہ پور ہا ہے اس میں یہ حکم ممانعت ان الفاظ سے دج ہے کہ ذیرہ
 سے مخالفت اور مجالست اور انکو اپنی خوشی سے مسجدوں میں آنے دینا شرعاً ممنوع ہے
 کیونکہ مسائل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ وہ اہل بدعت ہیں نہ اہل سنت اور مجالست و مخالط
 اہل بدعت شرعاً منع ہے۔

پھر اسکی تائید میں ایسے اقوال لائے ہیں جن میں اہل بدعت کو ساتھ کرنا پائیدار نہ ہو
 ان کے ساتھ نماز پڑھنا منع کیا گیا ہے۔ مسجدوں میں آنے یا ان میں نماز پڑھنے سے انکو
 منع کرنے کا ان میں ذکر و اثر و نام و نشان نہیں ہے۔

۱۰ ان ہی مسائل کو مراد رکھتے ہیں جو گلانی چورقہ میں الحمد للہ کڑھ لگائے گئے

ہیں اور ان چاروں رسائل میں حنفیہ کے ذمہ۔

تین کتبہ سقیفہ کے دن انصار پر جو اپنے لئے امارت تجویز کرتے تھے بیان و تقریر
 آتے اور خود بدولت خلیفہ و امیر المومنین قرار پائے چنانچہ اثناعشر مہر
 میں اسکی پوری تفصیل صحیح بخاری میں منقول ہو چکی ہے۔
 اب ہمہ جا ویت کی نقل و تفصیل ہے اب علماء اسلام کی مذاہب کا دلیل عرض خدمت
 میں ہوتے ہیں کتب کلامیہ و شروح کتب حدیث بیان اقوال و مذاہب علماء اسلام میں
 زبان سے متفق ہیں شرح مواقف میں ہے کہ خلافت میں بعض ایسی صفات
 ہونگی شرط ہونے میں بعض لوگوں کا خلاف ہو۔

پہلی شرط خلیفہ کا قرشی ہونا اثناعشر مہر
 شرط تھرتے ہیں۔ خارجی اور بعض معتزلی
 اس سے انکاری ہیں۔ ہماری دلیل شرط ہو
 پر آنحضرت کا یہ قول ہے کہ امام قریش سے ہونی
 چاہئیں۔ پھر اس قول آنحضرت پر آنحضرت
 کے اصحاب نے عمل کیا ہر جبکہ سقیفہ کے دن
 انصار نے امامت میں جھگڑا کیا تھا آنحضرت
 ابو بکر نے اس قول سے تمسک کیا جبکہ وہ
 تسلیم کر لیا اور اس پر اتفاق کیا یہ اتفاق اس بات
 پر یقینی دلیل ہے کہ قرشی ہونا شرط خلافت
 ہے جو لوگ اس شرط کو نہیں مانتے وہ یہ دلیل
 پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت نے حکم دیا ہے
 کہ اسیر یا حکم حاکم کا حکم مانو اگرچہ
 وہ حبشی غلام ہو اس سے معلوم ہوتا ہے

نہ ہونا صفات اخری فی اشتراطھا خلا
 میں ایکون قرشیاً اشتراطہ لا شاعر
 بی اثبات و منعاً الخ وارج و بعض المعتز
 پر شرط علیہ السلا الیمہ من قریش ثم
 صحابہ علوا بمضمون هذا الحدیث
 یعنی ابابکر استدل به يوم السقیفہ
 انصالحین نازعوا فی الامامہ بحضور
 قول صحابہ فقبلوه واجمعوا علیہ قصار
 تلا فاطمہ یفید الیقین بان اشتراط
 قریشیتا حجتوا ای لما نعون من اشتراطھا
 کہ علیہ السلام السمع والطاعة و لعلہ
 نبیاً فانہ یدل علی ان الامام قد لا
 قرشیاً قلنا ذلک الحدیث فیمین امرہ
 ام ای جعلہ امیرا علی سریتہ و علی غیرہا

کناخية ويحب حمل على هذا دفعا للثنا
بينه وبين الإجماع او نقول هو مبالغة
على سبيل الفرض ويدل عليه انه لا يجوز
ذكر الإمام عبد الجماع الثانية من ثلاث
الصفحة أن يكون هاشميا بشرط الشيعة
(شرح موقف)

کہ کبھی امام قرشی نہیں ہی ہوتا اس کے جواب
میں ہم کہتے ہیں یہ حدیث اس کے کم یا بے
کی نسبت ہے جو کہ قریش امام وقت فر کسی
شکر یا کسی جگہ کا امیر بنا دیا ہو۔ اس حدیث
کے یہی معنی کرنا چاہئے تاکہ اس حدیث میں اور
اور ان حدیث میں جو قریش کو امامت کے

لئے مخصوص کرتے ہیں معارض نہ ہو۔ یا یوں کہیں کہ یہ فرضی طور پر مبالغہ کہا گیا ہے
اس لئے کہ حقیقہ غلام بالاتفاق امام نہیں ہو سکتا۔ دوسری صفت اختلافی امام کا نام بھی
ہوتا ہے اس کو شیعہ شرط پھرتے ہیں تا آخر۔ ایسا ہی اور کتب کلامیہ ندب شاعرہ اور
تاریخ (خفیہ) میں ہے جس کتاب میں دیکھو گے یہی مطلب پاؤ گے۔

اصحیح مسلم کی شرح میں امام نووی نے فرمایا ہے یہ حدیثیں اور جو انکی مثل ہیں
اس بات پر دلیل ہے کہ خلافت قریش سے مخصوص ہے مجز قریش کے لئے عقد خلافت

جائز نہیں ہے اس پر صحابہ کرام میں
اور ان کے بعد اجماع ہو چکا ہے اور
اہل بدعت (خوارج و معتزلہ) سے
اس میں اختلاف کیا ہے وہ صحابہ
و تابعین کے اجماع سے جو احادیث
صحیحہ سے ثابت ہے مغلوب ہے قرشی
عیاض نے فرمایا ہے کہ امام کے
قرشی ہونے کی شرط تمام علماء کا مذکور
ہو اس سے ابو بکر صدیق نے سقیفہ

بشرایحون عقد للاحد من غیرہم و علم هذا العقد لاجماع
فی زمن الصحابة و کلمات بعدہم و مخالف فیہ من اهل البدع
او عرض خلاف من غیرہم فهو محجوج باجماع الصحابة و التابعین
فمن بعدہم بالاحاث لاصحیہ قال القاضی اشتراط کونه
قرشیا هو منہ العلماء کافہ قال وفد حجة به ابو بکر و عن
رضی اللہ تعالیٰ عنہما علی انصایم السقیفہ فلم ینکر لاحد
قال القاضی قد عدها العلماء فی مسائل الاجماع و ینقل
عن احمد من السلف فیہا قولہ ولا فعل لایحالف ما ذکرنا

وذلك من بعدهم في جميع الاعصار قال ولا اعتداد
بقول النظام من وافقه من الخوارج واهل البدع انه
نونه من غير قرين ولا بسنخه ضرار بن عمرو في قوله

کے دن استدلال کیا تو کسی نے
اسکو رد نہیں کیا۔ قاضی عیاض
نے فرمایا ہے کہ اس مسئلہ کو صحابہ

ان غير القرشي من النبط وغيرهم يقدم على القرشي
لأنهم خلعتان عرض منه امر هذا الذي قاله من باطل
القول وزخرفه مع ما هو عليه من مخالفه اجماع المسلمين

نے اجماعی مسائل سے شمار کیا ہے
اور سلف خلف سے اسکا مخالف
کوئی قول یا فعل منقول نہیں ہوا

اور فرمایا ہے کہ نظام (مقرنی) اور اسکے ہم مذہب خارجیین اور بدعتیوں کے اس قول
کا کہ غیر قریشی ہی امام ہو سکتا ہے۔ کچھ اعتبار نہیں ہے اور نہ ضرار بن عمرو کی اس حاکت
کا اعتبار ہے جو اسکے اس قول میں ہے کہ غیر قریش (نبطی وغیرہ) امام ہو تو وہ قریش سے
مقدم ہے۔ کیونکہ اسکو خلافت سے برطرف کرنا اسان ہوتا ہے جیسا کہ کوئی امر خوب
برطرفی بہرزد ہوا اسکا یہ قول باطل ہے اور ملع اور تمام مسلمانوں کے برخلاف ہے۔

اسوقت کے ایک فخر اسلام اور رئیس اہل اسلام (لؤاب صاحب ہوپال)
نے کتاب عون الیاری شرح صحیح البخاری میں فرمایا ہے کہ جمہور اہل علم کا یہی
مذہب ہے کہ امام کا قریش ہونا شرط خلافت ہے۔ بعض لوگوں نے قریش سے بھی بعض

اشخاص کو مخصوص کر دیا ہے
ایک جماعت (شیعہ) کا قول ہے
کہ خلیفہ بنجر اولاد علیؑ نہیں ہو سکتا
پہر اسکے تعین میں اسکا اعتقاد ہے
ایک جماعت ابوسلم الخرمانی
وغیرہ کا یہ قول ہے کہ خلافت
حضرت عباسؑ کی اولاد سے

والی هذا ذهب جمهور اهل العلم ان شرط الامام ان
يكون قريشياً وقيد ذلك طوائف بعض قريش فقال
طائفة لا يجوز الا من ولد علي وهذا قول الشيعة
ثم اختلفوا اختلافاً شديداً في تعيين بعض فرقة
على وقال طائفة يختص بولد العباس وهو قول أبي مسلم
الخرماني واتباعه نقل ابن حزم ان طائفة قالوا لا يجوز
الا في ولد جعفر بن ابي طالب وقالت اخرى في ولد عبد

وعن بعضهم ان يجوز لأبني أمية وعن بعضهم لا يجوز إلا
 في ولد عمر قال ابن حزم ولا حجة لأحد من هؤلاء الفرق
 وقالت الخوارج وطائفة من المعتزلة يجوز أن يكون الإمام
 غير قرشي وإنما يستحق الإمامة من قام بالكتاب السنة
 سؤلاً وكان عربياً أو عجمياً بالغ ضرار ابن عمرو فقال نعم
 غير القرشي أولى لأنه يكون أقل عشيرة فإذا عصى كان
 أمكن لخلعه وقال أبو بكر بن الطيب لم يعرج المسلمون
 على هذا القول بعد ثبوت مبدأ الأمة من قرش
 وعمل المسلمون به قرناً بعد قرن واعتقاد لاجماع على اعتباره
 ذلك قبل أن يقع الاختلاف (عن الديلمي)

مخصوص ہے۔ تا آخر کلام جناب
 مدوح جو ملاحظہ اہل علم کے
 لائق ہے۔ اس میں امام نووی
 وقاضی عیاض کے دعویٰ
 اجلع پر بحث کی گئی ہے۔
 اس بیان سے جو خلاف
 کسی چوٹی یا سوٹی نئی یا پرانی
 اسلامی کتاب میں نہ پاؤ گے
 صاف ثابت ہے کہ اتفاق
 مسلمان ہند (شیعی سنی)

المحدث اہل تقلید حنفی شافعی وغیرہ جن کے سوا ملک ہند میں کسی کا نام و نشان نہیں
 امام یا خلیفہ وقت کا قریش ہونا شرط خلافت ہے۔

اب ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ حضرت سلطان روم میں یہ شرط (قرش
 ہونا) قطع نظر اور شرط خلافت سے پائی جاتی ہے یا نہیں۔ یہاں یہ علم و خیال میں آئیت
 عرب عجم میں کم سے ایک آدمی ہی لکھا پڑا (جو سلطان روم کے نام و نسب سے واقف
 اور اخبارات و تواریخ و ملکی حالات سے باخبر ہوگا) ایسا نہ نکلیگا جو حضرت سلطان المعظم
 کلاشلی نسب قرار دے گا۔ صاحب مدوح تو عربی نہیں قرشی کیونکہ مرہو سکتی ہیں وہ تو
 ترک ہیں۔

سلطنت ترکی کی دولت عثمانیہ لائیس کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جناب مدوح
 حضرت عثمان خلیفہ ثالث کی اولاد ہیں۔ یہ عثمان پاشاہ جبکی طرف دولت عثمانیہ منسوب
 اور حضرت سلطان المعظم کے جد اگر ہم حضرت عثمان ذی النورین خلیفہ ثالث نہیں ہیں